Presented by: Rana Jabir Abbas

فہرست مضامین آبات بینات جلد اوّل

مسئلہ فضیلت صحابہ

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱	اتا ۵	دیباچہ
۲	۶	قول صاحب آیات بینات کہ مذہب آبائی حنیا کیا بلکہ ایسی تحقیق پر
۳	۷	مذہب ائمہ اثنا عشریہ کی نسبت حقیقت تقیہ پر
۴	۸	اسلام میں تشتت کے اسباب امور
۵	۹	قولہ ہم بعد تحقیق بہ سنت حنیا کیا
۶	۱۰	آپنے ملا باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب سے آٹھ حکایتیں نقل کی ہیں
۷	۱۰	حقیقت تحفہ اثنا عشریہ
۸	۱۳	سبب تالیف تحفہ
۹	۱۴	مطاعن صحابہ کے موجد تو امامیہ ہی ہیں
۱۰	۱۶	لکھا ہے کہ مصنفین علمائے امامیہ کو متہم کرنے ہیں۔ کتب امامیہ موجب تحفہ
۱۱	۱۷	صاحب تحفہ دیگر علمائے امامیہ سے لینے کتب امامیہ کا جواب دیتا ہے

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۲	۱۹	علمائے امامیہ جو دیں تین ہیں
۱۳	۲	قول صاحب تحفہ کہ احادیث کی تہدیب
		قول ان کا علمائے امامیہ پر کہ ان احادیث کو صحیح جانتے ہیں
۱۴	۲۱	شبہ جو ہمارے ہیں اس تمام پر ہے
		اس کا جواب
۱۵	۲۲	فضیلت بیت بنت رسول
۱۶	۲۴	صاحب تحفہ کا قول کہ سنت سے ثابت نہیں
		اس کا جواب سے انکار کیا۔
۱۰	۲۵	تردید قول متذکرہ الا
۱۸	۳۰	اخبار دق میں بنی ہاشم کی توہین
۱۹	۳۰	احادیث درباره فضیلت بنی ہاشم
۲۰	۳۱	خواجہ حسن نظامی صاحب کا الفاروق پر اعتراض۔
۲۱	۳۲	صاحب تحفہ کا عذر مسطورہ۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۲۲	۴۷	محدثین اہلسنت نے رسولؐ کے فضائل اور اصحاب کے مطاعن لکھے ہین۔
۲۳	۴۲	اہلسنت تحقیق حق سے گریز کرتے ہین۔
		مسئلہ فضیلت صحابہ
۲۴	۴۵	قولہ دربارہ مذہب کا اختلافی مسئلہ معاملہ صحابہ کرام ہے۔
۲۵	۴۶	مذکورہ بالا بیان کا بطلان اور مختلف فیہ مسائل۔
۲۶	۵۳	رسالہ علم الکلام مؤلفہ شمس العلماء شبلی نعمانی دربارہ عقائد اہلسنت۔
۲۷		
۲۸		
۲۹		
۳۰		
۳۱		
۳۲		
۳۳		
۳۴	۶۶	یہ تفریق باعث زوال حرمت بخاری شریف ہوئی
۳۵	۶۶	شبلی صاحب کا بیان کہ اس تفریق کے موجد حضرت عمر ہین اور انکا احادیث کی تحقیق و تنقید کرنا و اصحاب کو حدیث بیان کرنے پر زدوکوب کرنا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کا اپنی بیع کی ہوئی حدیثین جلانا۔
۳۶	۷۰	راویان صحیح بخاری مین نواصب و خوارج بھی داخل ہین۔
۳۷	۷۵	مسائل فروعی مذہب اہلسنت۔
۳۸	۷۷	امام ابوحنیفہؒ کے فقہی مسائل پر علماء اہلسنت کے اعتراضات۔
۳۹	۷۷	شبلی صاحب کا بیان کہ فن فقہ حضرت عمر کا ساختہ و پرداختہ ہے
۴۰	۷۸	شبلی صاحب کا بیان کہ قرآن مجید مین تمام جزئیات مذکور نہین ہین لہذا قیاس سے کام لیا گیا۔
۴۱	۷۹	قول متذکرہ بالا کی تردید۔ اور قیاس فی المذہب کی مذمت
۴۲	۸۴	وجہ شہرت امام ابوحنیفہ۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۴۳	۸۷	مسئلہ فضیلت صحابہ پر سند یہ بہ انزاع محض ایا گیا ہے۔
۴۴	۸۸	اہل اسلام صرف تین کہ یہ کہے گئے ہیں کہ صحابہ کے
۴۵	۸۹	صاحب تحفہ کا قول کہ جو مذہب شیعہ میں کے
		اختلاف ہے وہ باطل ہے اور جو اسے انکار کرے وہ گمراہ ہے
۴۶	۹۰	صحابہ کا حدیث تقلین سے اشرف اختلاف
۴۷	۹۱	احکام خدا رسول میں تغیر و تبدل کرنا
۴۸	۹۲	یہ تغیر بدعت ہے۔
۴۹	۹۴	اہلسنت کا عمل ہے سماء کے اقوال پر
۵۰	۹۵	اقوال علمائے اہلسنت کہ بعد رسول اللہ دین کی پیچیدگیوں میں
۵۱	۹۹	کتب صحاح وغیرہ میں اہلبیت اطہار احادیث نہیں ہیں
۵۲	۹۵	علمائے اہلسنت حدیث تقلین سے اشرف کرنے
۵۳	۱۰۰	علامہ ابوبکر بن شہاب کا قول کہ کتب صحاح میں خوبی سے
		تو حدیثیں لی ہیں مگر اس سے نہ تو حدیث ہی لی
		اور نہ انکو تابعین ہی میں شمار کیا
۵۴	۱۰۲	خدائے امت کا ہادی امام آل محمد ہی کو کیا ہے۔
۵۵	۱۰۳	شیعہ صحابہ کبار کی فضیلت کے معتقد ہیں۔
۵۶	۱۰۳	خطبات جناب امیر المومنین و حضرت سید الساجدین
		درباره فضیلت صحابہ کبار

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۵۷	۱۰۷	اہلسنت کل صحابہ کو عادل جانتے ہیں۔
۵۸	۱۱۰	ما بہ النزاع صرف فضیلت صحابہ ثلثہ سے اور انہیں کو
		اہلسنت تمام مرتبہ افضل و کامل ایمان جانتے ہیں
۵۹	۱۱۱	روایات سائی ایمان صحابہ ثلثہ کتب صحاح وغیرہ میں
۶۰	۱۱۳	اقوال علمائے کرام اہلسنت کہ ما بے تحریر ہوئے
		رسول اللہ میں مراجعت کی
۶۱	۱۱۶	جناب نبلی سماء کے نزدیک واقعہ قرطاس کی بے غباری
۶۲	۱۱۹	نبلی سماء کے بارہ میں تنقیح
۶۳	۱۲۲	صاحب تحفہ کا واقعہ کو تسلیم کرنا اور مزاحمت
		خلیفہ ثانی کی تحسین آفرین۔
۶۴	۱۲۳	افشار راز و مارہ تحریر وصیت
۶۵	۱۲۶	وصیت کے وقت آن حضرت کے پاس اصحاب کا
		شور و شر کرنا۔
۶۶	۱۳۰	صحابہ کا شرکت جیش اسامہ سے تخلف کرنا اور
		رسول اللہ کا عتاب فرمانا۔
۶۷	۱۳۲	علمائے اہلسنت کی مشاجرات و نزاعات صحابہ سے چشم پوشی
۶۸	۱۳۴	مطاعن انتخاب خلیفہ صاحب سوم و امیر المومنین حضرت
		عائشہ مندرجہ محرم نامہ

jabir.abbas@yahoo.com

نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان
۶۹	۱۳۵	علمائے اہلسنت کے نزدیک منافق و قاتل مقتول از جہت برہان
۷۰	۱۳۷	اقوال علمائے اہلسنت کہ جس نے حضرت علیؑ سے جنگ کی اُسنے خدا و رسولؐ سے جنگ کی۔
۷۱	۱۴۲	اہلسنت منکرین خلافت و اہل بغی حضرت ابوبکر کو تو کافر اور واجب القتل سمجھتے ہین مگر اہل بغی و منکرین خلافت جناب امیرؑ کو پروانہ جنت دیتے ہین۔
۷۲	۱۴۴	مذہبی تعصب مین کون مبتلا ہے۔
۷۳	۱۴۷	قول امام غزالی کہ حضرت نے حدیث غدیر کو تسلیم کرکے پھر اس سے صرف ہوگئے۔
		پہلی دلیل
۷۴	۱۵۰	قول صاحب آیات بینات کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی نبوت کا اظہار کیا تو سب اقربا حضرتؐ کے دشمن ہوگئے
۷۵	۱۵۱	تردید بیان اور غار حرا مین وحی نازل ہونا حضرتؐ پر و حضرت خدیجہؑ کا ایمان لانا۔ کفار کی عداوت اور حضرت ابوطالبؑ کا رسول اللہؐ کی حمایت اور اسلام مین اعانت کرنا
۷۶	۱۵۶	حضرت ابوطالبؑ کا آنحضرتؐ کو شعب ابوطالبؑ مین لیجانا
۷۷	۱۵۸	اور سب قبیلہ کا ہمراہ جانا اور احوال تاسف حضرت ابوطالبؑ کی محبت اور حمایت

نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان
۷۸	۱۶۰	رسول اللہؐ کے زمانہ تکلیف مین حضرت ابوبکر وغیرہ کا اپنی قوم کی پناہ مین رہنا۔
۷۹	۱۶۱	دیمک کا بحکم الٰہی صحیفہ چاٹنا۔
۸۰	۱۶۲	اقوال علمائے اہلسنت دربارہ ایمان حضرت ابوطالبؑ
۸۱	۱۶۹	آنحضرتؐ کا حضرت ابوطالبؑ کے جنازہ کے ہمراہ ہونا اور دعائے مغفرت فرمانا۔
۸۲	۱۷۰	حضرت ابوطالبؑ اصحاب ثلثہ کے مقابل
۸۳	۱۷۲	حضرت خدیجہؑ کا آنحضرتؐ پر اپنا مال نثار کرنا۔
۸۴	۱۷۴	ابوجہل کا آنحضرتؐ کو ایذا دینا اور حضرت حمزہؓ کا انتقام لینا اور ایمان لانا۔
۸۵	۱۷۵	حضرت جعفرؑ وغیرہ اصحاب کا حبشہ کو ہجرت کرنا اور حضرت جعفرؑ کے وعظ پر بادشاہ کا ایمان قبول کرنا۔
۸۶	۱۷۷	احادیث دربارہ القاب سبقت اکبر فاروق اعظم و سابق الایمانی جناب امیر علیہ السلام
۸۷	۱۸۷	جناب امیرؑ کی سابق الاسلامی پر اعتراض اور اسکی تردید
۸۸	۱۹۳	ولادت جناب امیرؑ بخانہ کعبہ
۸۹	۱۹۵	حدیث حضرت فاطمہ بنت اسد آمادہ جناب امیرؑ و فضیلت آنجناب۔
۹۰	۱۹۶	حضرت عمر کا رسول اللہؐ کے قتل کرنیکے لئے آنا و اسلام لانا

نمبر	صفحہ	عنوان
۹۱	۲۰۳	اس روایت کی بے اعتباری کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کیلئے رسول اللہ نے دعا کی تھی۔
۹۲	۲۰۷	قولہ ابتدائے بعثت مین اصحاب کے اسلام لانیکا کوئی قوی سبب ہوگا
۹۳	۲۰۸	ایمان اور اسلام مین فرق۔
۹۴	۲۰۸	ابتدائے بعثت مین اصحاب ثلثہ کے اسلام لانیکی تردید
۹۵	۲۱۰	اصحاب مومنین صحابہ منافقین کے اسلام لانیکے اسباب
۹۶	۲۱۱	آیات و روایات نسبت بحالت تقیہ
۹۷	۲۱۴	اصحاب ثلثہ رضؓ کے اسلام لانیکے اسباب
۹۸	۲۱۹	قولہ اصحاب کا ایمان لانا نخالفت آنحضرت کے سبب تھا اور بعد اسلام لانیکے وہ دین سے پھیر گئے۔
۹۹	۲۲۰	مذکورۂ الا کا بطلان۔ صحابہ ابتدائے بعثت مین اسلام لائے تھے اکثر معراج شریف کی تکذیب کیوجہ سے مرتد ہوگئے
		دوسری دلیل
۱۰۰	۲۲۶	قولہ خلفاء راشدین مہاجرین و انصار کا قدم بقدم آنحضرت صلعم کے چلنا۔ اور جس شے کو آنحضرت صلعم نے دخل نہ دینا اور اعلاء کلمۃ اللہ مین اعانت کرنا۔
۱۰۱	۲۲۷	خلفاء راشدین مہاجرین انصار کا آنحضرت صلعم کے قدم بقدم چلنا خاص کر آنحضرت صلعم کے اسلام لانیکی مخالفت کرنا اور آیات و احادیث اصحاب کی حرص دنیا کے بارے مین

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۰۲	۲۳۰	اصحاب مومنین کا اعلاء کلمۃ اللہ مین رسول اللہ کی مدد کرنا جہاد مین بصدق شوق جانفشانی و فرائض بجا ادا کرنا۔
۱۰۳	۲۳۰	آیات الٰہی ان کی فضیلت مین۔
۱۰۴	۲۳۱	آیات الٰہی ان اصحاب کی نسبت جو جہاد سے جی چراتے تھے۔
۱۰۵	۲۳۲	خدا پاک کا رسول اللہ کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے اور انکی قبر پر کھڑے ہونے سے منع کرنا۔
۱۰۶	۲۳۴	اصحاب کا وقت جان نثاری جی جانین بچانا۔
۱۰۷	۲۳۵	اصحاب کا غزوہ احد سے فرار ہونا۔
۱۰۸	۲۳۸	اصحاب کا بعینہٖ پڑھکر جنگ احد کا واقعہ یاد دلانا
۱۰۹	۲۴۱	مہاجرین انصار کا آنحضرت پر خیانت و بدظنی کرنیکا اتہام کرنا۔
۱۱۰	۲۴۳	نزول آیہ شریفہ دربارۂ اصحاب منافقین و تفسیر امام رازی
۱۱۱	۲۴۴	امام بخاری کا اس آیت کو ذوالخویصرہ صحابی کے حق مین بتانا۔ اور حضرت عمرؓ کا آنحضرت سے اسکے قتل کی اجازت چاہنا
۱۱۲	۲۴۶	بروایت صحیح مسلم اصحاب کا تقسیم مال مین آنحضرت پر اعتراض کرنا
۱۱۳	۲۴۷	روایات مندرجہ سیرت النبی مولفہ شبلی سے ثابت کہ اصحاب مال غنیمت پر حریص تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

۱۲۶	۲۷۶	سنت	
۱۲۷	۲۸۰	احترام رسول نے صحابہ کی عدالت	
۱۲۸	۲۸۹	صحابہ کی آل رسول سے مدسلوکیان۔	
۱۲۹	۲۹۳	قولہ صحابہ محرین	
۱۳۰	۲۹۴		
۱۳۱	۲۹۵		
۱۳۲	۲۹۸		
۱۳۳	۲۹۵		
۱۳۴	۲۹۶		
۱۳۵	۲۹۰		
۱۳۶	۳۰۱		
۱۳۷	۳۰۲		
۱۳۸	۳۰۹		

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۴۰	۳۱۱	حضرت نوح حضرت [illegible] علام کی بدبت
		پچیس معدودے چند ایمان نہیں لائے۔
		تیسری دلیل
۱۴۱	۳۱۴	قولہ آنحضرت کے کمالات معجزات فصاحت قرآن مجید
		اور مختلف ذرائع سے لوگ ایمان لائے۔
۱۴۲	۳۱۵	آنحضرت کی ولایت اور قرآن مجید [illegible]
		پر بھی لوگ ایمان لائے جو کہ متقی تھے۔
۱۴۳	۳۱۸	معجزات کا شرف [illegible]
		[illegible]
۱۴۴	۳۱۸	[illegible]
		[illegible]
۱۴۵	۳۱۹	جناب امیرؑ کا [illegible]
		شرف تمام امت کے اعمال سے افضل ہے۔
۱۴۶	۳۲۱	قولہ خدا کی غرض بعثت نبوی سے بر شے اصول امامیہ
		حاصل ہوئی اور بر وے اصول امامیہ باطل۔
۱۴۷	۳۲۲	امامیہ ہی کے اصول سے خدا کی غرض حاصل ہوتی نہ کہ اہلسنت کے اصول سے

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
		[illegible]
۱۵۰	۳۲۳	[illegible]
۱۵۰	۳۲۳	[illegible]
۱۵۰	۳۲۴	قولہ یہ قال مذکور بالا۔
۱۵۰	۳۲۴	قولہ اصحاب ایمان میں داخل نہ تھے تو آنحضرت
		[illegible] نے تعلیم و ہدایت پائی اور کس نے ایمان پھیلایا
۱۵۳	۳۴۳	نفس رسالت و صحابہ مومنین کے باعث اسلام پھیلا
۱۵۴	۳۴۴	اقوال [illegible]
		کہ حضرت عثمان نے [illegible] حضرت ابوذر غفاری
		[illegible] البلد کیا کہ وہ امیر معاویہ کو امر شریعت میں
		[illegible] بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے تھے۔
۱۵۶	۳۴۹	[illegible]
۱۵۶	۳۴۹	جناب امیرؑ [illegible] کے لئے خلق ہوئے ہیں۔
۱۵۶	۳۴۹	جناب امیرؑ نے [illegible] بیت اللہ کو پاک کیا۔
۱۵۶	۳۵۰	[illegible] ذکر [illegible] جناب
		امیر علیہ السلام
۱۵۷	۳۵۲	جناب امیرؑ کی ہدایت سے اہل [illegible]
۱۵۸	۳۵۶	صحابہ جمیع اہلسنت پر لفظ "مومن" صادق نہیں آتا۔
۱۵۹	۳۵۷	احادیث و اقوال درباره نقص ایمان اصحاب ممدوحین
۱۶۰	۳۵۸	اصحاب کا حالت نماز میں مستورات پر نظر ڈالنا۔

jabir.abbas@yahoo.com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۶۳	۳۵۹	اصحاب کا نماز جمعہ سے فرار ہونا۔
۱۶۴	۳۶۲	حضرت عمرؓ اثنار نمازمین انتظام ملک سوچتے تھے۔ اور پولیٹکل امورمین خطبے پڑھتے تھے
۱۶۵	۳۶۳	نمازمین جناب امیرؑ کی محویت
۱۶۶	۳۶۴	حضرات ابوبکر و عمرؓ کا رسول اللہ کے آگے شور و غل کرنا۔ اور آیہ عتاب کا نزول۔
۱۶۷	۳۶۷	قولہ شیعہ انھین اصحاب کبار کو منافق بتاتے ہین جنھون نے ایمان پھیلایا۔
۱۶۸	۳۶۸	تردید قول
		چوتھی دلیل
۱۶۹	۳۷۰	قولہ اصحاب کے سلئے افضل ہین کہ رسول اللہ کی زیارت اور دیدار سے مشرف ہوتے رہے۔
۱۷۰	۳۷۱	یہی قول شاہ عبدالحق دہلوی کا بھی ہے کہ آنحضرتؐ کے جمال پر نظر کرنا ہی ایسی فضیلت ہے جسکو کوئی مرتبہ اور درجہ نہین پہونچ سکتا۔
۱۷۱	۳۷۱	اصحاب سے تو وہ لوگ افضل ہین جو بعد زمانۂ رسالت پیدا ہوے۔ اور ایمان لائے۔ اُن کو آنحضرتؐ نے اپنا بھائی فرمایا۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۷۲	۳۷۳	رسول خداؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم لوگ اصحاب ہو اور جو لوگ بغیر دیکھے ہمارے ایمان لائینگے وہ ہمارے بھائی ہین۔
۱۷۳	۳۷۵	اسمار بنت عمیسؓ کو حضرت عمرؓ پر فضیلت۔
۱۷۴	۳۷۵	حضرت ابوبکر یہود کو آنحضرتؐ کا حلیہ مبارک نہ بتا سکے
۱۷۵	۳۷۷	قولہ اصحاب آنحضرتؐ کے غم اور خوشی مین شریک اور اعلاء کلمۃ اللہ مین ناصر رہے۔
۱۷۶	۳۷۸	تردید قول بالا۔
۱۷۷	۳۸۰	جناب امیر علیہ السلام کو اصحاب پر فضیلت۔
۱۷۸	۳۸۳	اصحاب ثلثہ رضؓ کا آل رسولؐ کی غلامی پر فخر کرنا اور اسکو ذریعۂ نجات سمجھنا۔
۱۷۹	۳۸۷	حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا کہ جو علیؑ کو تمام خلقت سے بہتر نہ سمجھے وہ کافر ہے
۱۸۰	۳۸۷	حضرت آدمؑ نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمدؐ مصطفےٰ صلعم نبی ہیں اور علیؑ حجت سے قائم کرنیوالے
۱۸۱	۳۸۸	آیات الٰہی و تفاسیر مفسرات اہلبیت آل رسولؐ کی شان ہین۔
۱۸۲	۴۱۰	احادیث دربارہ فضیلت جناب امیرؑ

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۸۰	۴۲۹	مناظرہ حمزہ اور حجاج بن یوسف
۸۳	۴۳۲	اصحاب۔ خلفاء۔ نے اپنا سکہ جمانے کے لئے آل رسولؐ کے درجے اور مرتبے گھٹائے۔
۸۴	۴۳۷	فضیلت حسب [illegible]
۸۵	۴۵۶	فضیلت [illegible] کی شان میں
		پچیس دلیل
۸۶	۴۵۸	قرآنکی [illegible] بزرگی [illegible]
		انمیں کبھی کوئی باطل مذہب جاری نہوا
۸۷	۴۵۹	ان مقدس مقامات کی پاکی و بزرگی [illegible]
		تمام مذاہب باطلہ سے
۸۸	۴۵۹	احمد باسلف کا ان پاک جگہوں کو شرک اور کفر سے خبیث کرنا
۸۹	۴۵۹	حضرت ابراہیم کا بیت اللہ کو پاک کرنا اور بنی آدم کا کفر و شرک کرنا۔
۹۰	۴۶۰	بعثت نبوی کے بعد دس سال تک بیت اللہ صنم خانہ رہا۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۹۱	۴۶۲	یزید کے عہد خلافت میں مکہ و مدینہ کی بیحرمتی
۹۲	۴۶۳	ابتک ان پاک جگہوں میں نواصب باصلہ جاری ہیں۔
۹۳	۴۶۳	مکہ و مدینہ خزن شرک و کفر رہے۔
۹۴	۴۶۶	بعد وفات رسولؐ بدعات۔ آل رسولؐ کی بیحرمتی۔ اور فتنہ و فساد کی بنیاد انھیں مقامات میں ہوئی۔
۹۷	۴۶۷	اثنا عشریہ اعتقاد اصحاب کی نسبت اہل مکہ و مدینہ کو اصل ایمان سمجھنا چاہیے۔
۹۸		ہیں مکہ و مدینہ کے عقائد حلفائے ثلثہ کے
		باقی ہیں اور اکثر فرقوں کا خلیفہ ثالث کی
		بیعت نہ کرنا۔
۹۹	۴۷۰	خلیفہ صاحب دل سے خلافت کے بارہ میں جناب امیر علیہ السلام کی گفتگو۔
۱۹۸	۴۷۱	استخلاف حضرت عمر سے اہل مکہ و مدینہ کی ناراضی
۱۹۵	۴۷۲	بنت رسول اللہ ان حضرات سے ناراض تھیں۔
۲۰۰	۴۷۳	حضرت عثمان کی نسبت اہل مکہ و مدینہ کے خیالات

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۲۰۲	۴۷۳	حضرت عثمان کا قتل ہونا۔ اصحاب کا نماز جنازہ نہ پڑھنا۔
۲۰۳	۴۰۶	اہل مکہ و مدینہ کے عقاید سے خلافت خلفائے ثلثہ باطل ثابت ہے۔
۲۰۳	۴۷۷	قولہ اہل مکہ و مدینہ کو گمراہ سمجھنے سے مذہب اسلام پر الزام آتا ہے۔
۲۰۴	۴۷۹	ان جگہوں کے بسنے والے سب کے سب گمراہ تھے
۲۰۵	۴۸۰	قولہ ان پاک جگہوں میں ایک مومن کا بھی گذر نہ ہوسکے۔ نہ کوئی مومن بغیر تعصب وہاں جا سکے۔
۲۰۶	۴۸۰	ان پاک جگہوں میں مومنین رہتے ہیں اور علانیہ حج و زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔
۲۰۷	۴۸۱	منافقین و ضالین کو ان پاک جگہوں میں رہنے سے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔
۲۰۸	۴۸۴	قولہ خدا گمراہوں سے ہے اور اپنے رسولؐ کے گھر کو پاک کیوں نہیں کرتا۔
۲۰۹	۴۸۵	خداوند تعالیٰ عاصیوں کو فوراً سزا نہیں دیتا مگر جسکو چاہے۔ حضرت ہودؑ۔ حضرت موسیٰؑ

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
		حضرت نوحؑ کی امتوں اور قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام کو فوری سزا دی۔
۲۱۰	۴۸۸	قولہ جو دین مکہ و مدینہ میں پیغمبر خدا کے وقت میں تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب اللہ کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے۔
۲۱۱	۴۸۹	بعد رحلت رسول صلعم دین و مذہب میں فتور واقع نہ ہوئے اور مذہب اسلام میں زوال ہونے لگا۔
۲۱۱	۴۹۰	قولہ محسن الملک کے کلام کی نقل تنزل اسلام پر اور یہ کہ امامت باعث زوال اسلام اور کشت و خون کا اسلام ہوئی۔
۲۱۱	۴۹۱	تردید قول اور جناب امیر علیہ السلام کی امامت
		حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چار ہزار سال قبل قرار پانا۔
۲۱۲	۴۹۲	رسول اللہ کا اعلان رسالت کے ساتھ اس امامت کا اعلان فرمانا۔
۲۱۷	۴۹۳	رسول اللہ حضرت علیؑ کی امامت اور اطاعت سے تا وقت رحلت عام و خاص کو آگاہ فرماتے رہے۔

		عنوان
۲۱	۴۹۴	صحاب حضرت علیؑ کی امامت تسلیم کرکے پھر بھی بیٹھ گئے
۲۱۷	۴۹۵	قول امام فخرالدین رازی کہ صحابہ رئیس دنیا کے
		پیچھے جنگ جمل کی بنیاد ڈالی
۲۰۱	۴۹۸	حضرت عثمانؓ کا قول کہ پیغمبرؐ نے قلم دیتے میں سلے
		مزاحم ہوا کہ حضرت علیؑ کی خلافت پاکیزہ
		تردید
۲۱۹	۴۹۹	خلافت خلفائے ثلاثہ پر اعتراض
		لسٹ نون ال سلام سے
۲۲	۵۰۵	قولہ کہ بیعت سے مراد
		کہ ساتھ مرے جہان کے رہے وہ نوش
۲۲	۵۰۶	بنی ہاشم آل عبا میں داخل ہیں کیونکہ
		ہین جملہ سب ہورہ ہے باقی ہے
۲۲۱	۵۰۷	خدایا پاک رکھ آل رسول کو سب سے تا فرمایا
۲۲۰	۵۱۰	قولہ حمایتی نصب حقوق ولایت کے تعلق
		امامیہ سمجھتے ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں تو
۲۲۴	۵۱۳	جناب امیرؑ بیعت کے لئے تڑپ کیا گیا۔

		عنوان
۲۲۵	۵۱۴	اُن حباب کا روضہ رسول پر آنا حضرت ابوبکر کو
		عمر کا خطاب سیدہؑ کی حضرت میں حاضر ہونا اُن
		معصومہ کا اپنی ناراضی ظاہر کرنا
۲۲۱	۵۱۶	اقوال علماء اہلسنت جس سے ثابت ہے فی طلحہ و زبیر و حوریہ
۲۲۰	۵۱۹	رسول اللہ کی وصیت حضرت امیرؑ سے
۲۲۰	۵۲۳	بعد شہادت حسنین علیہما السلام مروان ظلم ہوئے۔
۲۲۶	۵۲۴	حضرت عائشہ کا دعوی سول ہونے کا
۲۲۳	۵۲۵	اقتباس مجموعہ مباحثہ جنگ جمل
۲۲۳	۵۲۸	جناب طلحہ و زبیر کی بیعت و شہادت قصہ
۲۳۱	۵۳۰	حضرت عائشہ کا اپنے اس اقدام کو علط ماننا
		امام حسنؑ پر جنگ جمل کا اتہام
۲۳۳	۵۳۲	کتب حدیث و سیر اہلسنت سے شاہ صاحب
		کے کلام کی تردید
۲۳۱	۵۳۵	شاہ صاحب کا بیان کہ امام علیہ السلام نے
		حضرت عائشہ کی حفاظت چاہی تھی
۲۳۵	۵۳۵	تردید قول شاہ صاحب
۲۳۰	۵۳۶	حضرت عائشہ کا بصرہ سول میں حضرت عثمانؓ کو دفن کی جانا

jabir.abbas@yahoo.com

صفحہ	نمبر	عنوان
۲۳۷	۵۳۰	علماء اہلسنت کے قول سے تاحب کا بیان نامعتبر ثابت ہوا۔
۲۳۸	۵۴۰	وصی رسولؐ اور بنت رسولؐ پر جو ابتدا جور و جفا کی ہوئی اسکا اثر کربلا تک پہونچا۔
۲۳۹	۵۴۰	سرسری ذکر ان مظالم کا جو بعد شہادت امام حسینؑ المجرم پر ہوئے
۲۴۴	۵۴۵	یزید نے عبداللہ بن عمر کے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ حسینؑ تو مستحق قتل ہوئے۔
۱	۵۴۶	یزید کے اشعار۔
۲۴۴	۵۴۷	شبلی صاحب کے نئے بنی ہاشم پر
۲۴۰	۵۴۸	امام غزالی وغیرہ یزید کو مومن کہتے ہین اور قتل امام حسینؑ کے الزام سے بری کرتے ہین۔
۲۴۴	۵۵۱	قول مولوی نذیر احمد صاحب کہ حسینؑ نے ملا کی ہوس سے یزید کی بیعت نہین کی۔
۲۴۷	۵۵۰	شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے قول سے مترشح ہے کہ حسینؑ کی شہادت رسولؐ اللہ کی شہادت ہے

صفحہ	نمبر	عنوان
۲۴۲	۵۵۴	احادیث بابت پیشین گوئی واقعہ کربلا۔
۲۴۷	۵۵۷	قول شاہ صاحب حسینؑ بول امۃ کے ذبیح
۲۴	۵۵۸	قول شاہ صاحب کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور مکہ و مدینہ مین اسکی بدعتین۔
۲۴۶	۵۶۰	بعد واقعہ شہادت حسینؑ خون برسنا وغیرہ وغیرہ
۲۵۰	۵۶۴	قول علمائے تفتازانی کہ یزید کو برا کہنے سے اسکے اوپر دادون تک لعن کا سلسلہ قائم ہوتا ہے
۲۵۱	۵۶۷	قول امام غزالی کہ مشاجرات اصحاب و قتل حسینؑ کے ذکر سے اصحاب پر طعنہ زنی انکا بغض کا پتہ ملتا ہے۔
۲۵۱	۵۶۷	جناب شاہ صاحب نواب حسن امساک و جناب شبلی صاحب کے اقوال سے بطلان مذہب اہلسنت و اجماعت ثابت ہے۔
۲۵۱	۵۷۱	ہدایت و نصیحت۔
		تمت

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تحفۃ ۱۹۵۸
۱۹۶۲

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و

خاتم النبیین وشفیع المذنبین ورحمۃ للعالمین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین

المنتخبین واصحابہ المکرمین اما بعد فاقول من یدہ امیر حسن ابن سید ضامن علی صاحب غفرانت ذنوبہما اپنے

برادران اسلامی کی خدمات میں عرض پرداز ہے کہ یہ جناب مستغنی عن الالقاب برادر بزرگ جناب مولوی

سید مہدی علی صاحب قبلہ الملقب بہ نواب محسن الملک مرحوم نے اپنا خاندانی اور آبائی مذہب امامیہ اثنا عشریہ

ترک کرکے اپنی کسی خاص مصلحت سے مذہب اہلسنت جماعت اختیار کرلیا تھا اور بعد تبدیل مذہب ایک کتاب

مسمّٰی بہ **آیات بینات** جسمیں بدانست خود مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ابطال اور مذہب اہلسنت کی حقانیت

کا اثبات نہایت شد و مد کے ساتھ کیا ہے تالیف فرمائی تھی جو بعد اشاعت ان سنات کی نظر میں بڑی قدر و

منزلت سے دیکھی گئی چنانچہ علمائے اہلسنت کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ شیعوں کا مذہب خود واہیں کی کتب باطل کردیا ہے

چونکہ جناب ممدوح نے وجہ تبدیل مذہب یہ تحریر فرمائی ہے کہ ..

میں نے دونوں مذاہب کے اصول پر غور کرنے کے بعد مذہب اہلسنت و الجماعت کو مطابق

کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے اور مذہب امامیہ کو اسکے خلاف پاکر مذہب اہلسنت الجماعت کا اختیار کیا

لہذا میں نے اسکو بہت ذوق و شوق سے پڑھا اور ان دلائل عقلی و شواہد نقلی کو جن کی بنا پر جناب موصوف نے

بجاے خود مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے سچا بتایا ہے۔ نظر تعمق سے دیکھا۔ لیکن دو چار ورق پڑھنے سے یہ امر منکشف ہوگیا کہ جناب ممدوح راہ تحقیق مین صراط مستقیم سے کوسوں دور ہے ہین اور علمائے کرام و فضلاے عظام و مجتہدین متقدمین اہلسنت کے کلام و اقوال پر پردہ ڈال کر علمائے متاخرین کے ہمرنگ ہوگئے ہین۔ اور روایات و احادیث غیر معتبرہ سے استدلال کرکے اپنی لسانی اور جادو بیانی سے خار کو گل اور گل کو خار سے تعبیر کرکے گلشن مضامین کو نو بنو شگوفون اور رنگ برنگ پھولون سے زینت دے کر برادران اہلسنت کو ایک سبز باغ دکھا کر نہال کردیا ہے جسکو پڑھکر اور سنکر اُن کے دل و دماغ ایسے شگفتہ ہوے کہ پھولون نہ سماے حالانکہ کتاب کہ نفس تحقیق سے قطعاً مبرا اور اصل مقصد سے از ابتدا تا انتہا عرا ہے اس صورت مین ہمارے بھائیون کا باغ باغ ہونا مثل اُس پیاسے کے ہے جسکو سراب پر پانی کا دھوکا ہوا ہو۔ جیسا کہ خداے عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ	اور جو لوگ کافر ہوگئے اُن کے اعمال ایسے ہین جیسے کہ
يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ	چٹیل میدان مین چمکتی ہوئی ریت کہ پیاسا اسکو پانی خیال
لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا (پ ۱۸-ع ۱۱)	کرتا ہے یہانتک کہ جب اُسکے پاس پہنچتا ہے تو اسکو کوئی چیز نہین پاتا"

پس خوش بیانی اور طلاقت لسانی اور چیز ہے اور دعوے کا ثبوت شے دیگر ہے

معنی کی فکر چاہیے صورت سے کیا حصول — کیا فائدہ ہے موج اگر ہو سراب مین

اگرچہ ارباب علم و فضل کی نگاہ مین اس کتاب کی وقعت و منزلت جیسی کچھ ہوگی ظاہر ہے مگر اسکا خوف ضرور ہے کہ مبادا اُس کے دیکھنے اور سننے سے عوام کالانعام کے عقاید پر بُرا اثر پڑے لہذا بفحواے شعر

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است — وگر خاموش بنشینم گناہ است

مین نے قصد کیا کہ جناب بھائی صاحب مرحوم و مغفور نے جو محض اپنی تحریر و تقریر کے زور سے بظاہر مذہب اہلسنت و الجماعت کو اچھا اور سچا بتایا ہے اُس کی اصل حقیقت کا انکشاف خود انھین کی کتب معتبرہ سے

کردون ۔ نیز احکام خدا و رسول کا جاہلون اور ناواقف بندون تک پہنچانا بہترین اعمال بلکہ ازجملہ واجبات ہے

کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ ۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و — اور تمہین ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو (لوگونکو) نیک کامون

یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر — کیطرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کامون سے منع کرے اور

واولئک ھم المفلحون ۔ پ ۴ ۔ س آل عمران ع ۱۱ ۔ — ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچین گے

اگر ہدایت و نصیحت سے ایک شخص بھی ہدایت پاگیا تو گویا کل اشخاص ہدایت یافتہ ہوگئے کما قال اللہ تعالیٰ

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا — اور جس نے ایک نفس کو زندہ کردیا تو گویا اُسنے کل آدمیون کو

پ ۶ س مائدہ ع ۴

زندہ کردیا

چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ۔

"سب سے افضل عمل یہ ہے کہ شخص کسی کو کسی سیدھی راہ پر سیدھے آنے پر بلائے تاکہ کوئی کاہل نہ رہے"

آدمیون کو راہ راست پر لے آیا (مقبول ترجمہ)

اور تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین منقول ہے کہ

"حق سبحانہ تبارک تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ اے موسیٰ اگر ایک شخص کو جو ہلاک گیا

ہدایت کی راہ بتادو تو یہ عمل تمہارا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے ۔

اگرچہ مین اس قابل نہ تھا کہ اس بارِ گران کو اُٹھا سکتا مگر بندے عزوجل کی توفیق اور اُسکی مدد پر بھروسہ کرکے اس دریائے ناپیدا کنار مین شناوری کرتا ہون اور اُسکے فضل و کرم سے متوقع ہون کہ ساحل مراد پر پہنچونگا ۔

درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا — دل افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا

ہرچند کہ اس سے پہلے علم مناظرہ مین بہت سے رسالے اور کتابین تالیف ہوچکی ہین جو ایک سے ایک بہتر ہے

مگر افسوس کہ اس زمانے مین بسبب انحطاط علوم عربی و فارسی عوام الناس عموماً اور طلبا خصوصاً اُن کے سمجھنے سے

قاصر ہین۔ اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کے مضامین زبان اُردو مین لکھے جائین اور اُن کی ترتیب و توضیح اس نوع سے کیجائے جو قریب الفہم ہو۔ نیز طرز بیان درشت و سخت نہ ہو۔ اگرچہ اس تالیف سے میرا مقصود اپنے ناواقف بھائیون کی حفاظت ہے، لیکن اگر غیر مذہب کے اصحاب بھی اس کو ملاحظہ فرامین تو مذہبی تعصب چھوڑکر انصاف کی نظر سے اُن روایات و احادیث و تفاسیر پر جو کتب مقبولہ اہلسنت و الجماعت سے درج کئے گئے ہین غور کرین تو ان حضرات پر مثل آفتاب نصف النہار روشن ہوجائے گا کہ جس مذہب کو اپنے ذہن میں سچا سمجھے ہوئے ہین وہ حق سے کسقدر دور ہے۔ اور ابتک یہ وہ دانستہ کس غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ گر بعد امتیاز حق و باطل بھی راہ راست اختیار نہ کرین تو سمجھنا چاہیے کہ وہ آیہ کریمہ

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء ط قلیلا ما تذکرون ۔

پ ۸ س ۷ اف ع ۱۱

سے اعراض کرکے جواب آیہ شریفہ:۔

انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ، وانا علی اٰثارھم مقتدون ۝

ہے نبی! جو کچھ تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو۔ خدا کو چھوڑکر اوروں کی پیروی نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔

ہمنے اپنے بزرگون کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انھین کے نشانات قدم پر پیروی کرینگے۔

اپنے بزرگون ہی کی تقلید کرتے ہین۔ اور اپنے انھین علما ہی کی نصیحت پر چلتے ہین جو خلاف احکام خدا و رسول ہدایت کرتے ہین۔

اگرچہ **آیات محکمات** کا بہت سا حصہ بھائی صاحب مرحوم کے زمانہ حیات ہی مین منضبط ہوچکا تھا اور مرحوم سماعت بھی فرما چکے تھے۔ مگر بوجہ عدم الفرصتی اسکی تکمیل نہو سکی۔ اس عرصہ مین جسقدر اجزا تیار ہوے ہین انکا اندازہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکی تکمیل مین ابھی کچھ عرصہ درکار ہے۔ مگر چونکہ میرے عزیز و اقربا۔ اور دوست و احباب **آیات محکمات** کے منظر عام پر آنیکے ایک مدت دراز سے مشتاق ہین۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ جسقدر

اجزا اس وقت تیار ہیں وہ سامعین کے سامنے پیش کر دیے جائیں۔ لہٰذا حمد اول ہدیہ ناظرین ہے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات متعاقب باقی مجلدات بھی یکے بعد دیگرے شائع کیے جائینگے حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اس حقیر و ناچیز کے تحفہ کو قبول فرما کر کتابوں کو بخشدہ فرمائے۔

زین المقربین ابو الثناء المؤسس محمد بن محمد بن الحسام بن حق

محمد رسالۃ الاتحاد

jabir.abbas@yahoo.com

قال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَحَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

بعد حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہیے کہ خدا نے جل جلالہ نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنا محبوب پیغمبر بھیجا
اور اپنا خاص کلام اسپر نازل کیا اور چراغ رہنمائی کا اسکے ہاتھ مین دیا اور اپنی کمال مہربانی سے شرک و کفر
کی تاریکی سے نکالکر ہمارے دلون کو نور ایمان سے روشن کیا۔ پر ایمان اور اسلام ایک ایسی اسکی نعمت ہے
کہ ہم اسکا شکر ادا نہین کر سکتے لیکن شیطان نے بعد ایمان اکثر مسلمانون کو بہکایا اور ان کے دلون کو
باطل عقیدون سے بھر تاریک کر دیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈال دیا کہ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے جن کی نسبت ہمارے
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے خبر دی تھی پر ہر لوگون کو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا
اور صرف توحید و رسالت کے اقرار پر اپنے آپ کو ناجی سمجھنا چاہیے بلکہ ہر عقیدے کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقاد کو
مسلمہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے دینا ضرور ہے اور ممکن نہین ہے کہ جو شخص اپنے سچے اور
صاف دل سے صرف اپنی نجات کی امید پر خدا کی کتاب کو دیکھے اور تعصب اور ہوا و ہوس کو دخل نہ دے وہ حق و باطل
میں امتیاز نہ کر سکے اور ایسے حق کے طالب کو خدا گمراہی مین پڑا رکھے۔ ہان جو کوئی پہلے ہی سے سچائی کا طالب
نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار ہو اور سوائے مجادلے اور مکابرے کے اُسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین
و مذہب کو تقلیداً سچ جانتا ہو اور انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اٰثارھم
مقتدون کہتا ہو وہ بے شک اپنی گمراہی مین پڑا رہے گا اور اپنے دل کو باطل عقیدون سے کبھی پاک و
صاف نہ کر سکے گا۔

اقول

اے بحر کرم گوہر مطلوب عطا کر — نعمون کو مرے گریہ یعقوب عطا کر

جو سن مین یوسف ہو وہ محبوب عطا کر — زریز زبان ذہن خوش اسلوب عطا کر

جب نثر کروں گوہر مطلب نظم آئے

یہ نہ در مضمون سے ابیات نظم آئے

الحمد للہ علی احسانہ فرقہ ناشیہ صراط مستقیم پر ہے اور اپنے مذہب کو تحقیقا حق جانتا ہے اور ہے بھی یہ مذہب تحقیق عقلی اور آیات قرآنی احادیث نبوی پر مبنی ہین جسکی تشریح آگے ہوگی۔ اسی بنا پر وہ اپنے آپ کو ناجی سمجھتا ہے کیونکہ اس مذہب کے اصول دین کا تقلید آبا پر حصر نہین ہے تو فرقہ شیعہ یہ

انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون ط اپ ۲۵ - س نحرف ع ۲

تحقیق ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم تو انھین کے قدم بقدم چلے جائینگے

کا مصداق نہین ہوسکتا البتہ یہ قول فرقہ اہلسنت واجماعت پر صادق آتا ہے اسلئے کہ ان کے مذہب کی بنیاد ان حضرات کی پیروی پر ہے جنھون نے قرآن وحدیث کی بیجا تاویلات پر دین و مذہب تمام کیا تھا حالانکہ ایسے لوگون کی تقلید مین ضلالت ہے نہ کہ ہدایت۔ چنانچہ حسب عقیدہ اہلسنت آپنے کل امت کو صلوٰۃ مین داخل کرلیا حالانکہ نہ تو کل امت خیر امت ہے اور نہ وعدہ مغفرت الٰہی مین شامل اسلئے کہ اس امت مین ناکثین۔ ضالین۔ فاسقین۔ فاجرین۔ منافقین ظالمین بھی شامل ہین۔ بلکہ بیشتر تو ایسے بدترین ہین جنکی نظیر امم سابقہ مین بھی نہ مل سکے گی۔ اس صورت مین وہ لوگ حسب احکام خدا ورسول مستوجب شماتت وملامت ہین نہ کہ مستحق رحمت ومغفرت۔ قولہ تعالیٰ:۔

جب اپنے تمام تقلیدی ہے

ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم — بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین۔

اسلام مین تفرقے کیون ہوے

اگر آپ کو تحقیق حق مطلوب ہوتی تو اول اس امر کی طرف توجہ فرماتے کہ جب بعد بعثت رسالت نبوت آفتاب دین اسلام کمال پر پہونچکر اپنے نور سے تمام عالم کو روشن اور منور کر چکا اس کی تکمیل مین حق سبحانہ وتعالی نے آیہ کریمہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ — آج مین نے تمھارا دین تمھارے کام کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پ ۶ س ۵ ع ۱) — پوری کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

نازل فرما چکا تو پھر کیا سبب ہوا کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ہی اس دین برحق مین صرف زوال اور انحطاط ہوا بلکہ بقول آپ کے جسکو ہم سچا مانتے ہین ایسا تفرقہ پڑا کہ اہل اسلام مین بہتر فرقے گمراہ ہوگئے پس جو شخص اپنے پن اور صاف دل سے صرف نجات کی امید پر خدا کی کتاب دیکھے اور تعصب عناد کو دخل نہ دے تو ممکن ہی نہین کہ وہ اس کنہ کو نہ پہونچے اور حق و باطل مین امتیاز نہ کر سکے جیسا کہ باری تعالی فرماتا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم — اور جو ہمارے (دین کے) بارے مین کوشش کرینگے ہم ان کو ضرور

سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (پ ۲۱ س عنکبوت ع ۷) — اپنا راستہ دکھلا دینگے اور اللہ ضرور نیکی کرنے والونکے ساتھ ہے

ہان جو شخص حقیقت مین سچائی کا طالب ہی نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار ہو اور مجادلے اور مکابرے کے سوا اسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین ہی کو تقلیدًا سچ جانتا ہو اور جسکا انا وجدنا آبائنا کے سوا دوسرا وظیفہ نہ ہو اور اپنے علما ہی کے اقوال کو بمنزلہ آیت وحدیث سمجھتا ہو وہ بیشک جہالت وضلالت مین پڑا رہے گا اور کبھی اپنے دل کو باطل عقیدون سے پاک وصاف نہ کر سکے گا چنانچہ ہم انشاء اللہ کتب اہلسنت سے بدلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ ثابت کرینگے کہ بہتر فرقون کی گمراہی کے باعث کون حضرات ہوے۔

قال

بعد اس تمہید کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی غفر اللہ ذنوبہ اپنے بھائیون کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ منجملہ مذاہب مختلفہ مسلمانون کے دو مذہب زیادہ جاری ہین۔ ایک اہل سنت والجماعت دوسرا امامیہ۔ دونون اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہین اور اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری سمجھتے ہین۔ ہزارون کتابین تالیف ہوگئین اور صدہا رسالے تحریر ہوگئے۔ مگر یہ جھگڑا اب تک طے نہ ہوا جسکا جو عقیدہ تھا وہ اُسپر قائم رہا۔ بہت کم ایسے ہین جنھون نے حق پر نظر کرکے اپنے آبائی دین کو چھوڑا ہو اور دوسرے مذہب کو صرف اپنی نجات کے لیئے اختیار کیا ہو لیکن مین اپنے خداے عزّ وجل کا ہزار ہزار شکر کرتا ہون کہ مین اُن چند آدمیون مین سے ہون جنھون نے اپنی نجات کی اُمید پر دونون مذہب کے اُصول پر انصاف سے غور کیا اور مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی کے پاکر اور مذہب امامیہ کو اِسکے مخالف دیکھکر اپنے آبائی دین کے چھوڑنے اور تمام کنبے و قبیلہ سے جدا ہونے مین کچھ کسی کا لحاظ و خیال نہین کیا اور امامیہ مذہب کو جو بفحواے ع برعکس نہند نام زنگی کافور.. کے مخالف عقائد ائمہ کرام علیہم السلام کے ہے چھوڑ کر سچا مذہب اہل سنت والجماعت کا اختیار کیا۔ چونکہ میرے عزیز و اقربا اور بھائی بھتیجے اکثر اپنے قدیم مذہب پر ہین اور مجھے گمراہ جانتے ہین اسلیئے مین اُنپر اُن دلائل عقلی کو ظاہر کرتا ہون جنھون نے میرے دل کو اُن کے مذہب سے متنفر کیا اور اُن شواہد نقلی کو بیان کرتا ہون جنکے سبب سے مین نے مذہب اہل سنت والجماعت کو اچھا جان کر اختیار کیا اِسی واسطے مین یہ رسالہ اہلسنت والجماعت کے مذہب کی خوبیون مین لکھتا ہون خدا کرے کہ میرے اور بھائی اسکو نظر انصاف سے دیکھین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ دین اللّٰھمّ اٰمین

(آیات بینات صفحہ ۳)

اقول

آپنے مذہب امامیہ مسلحتا اختیار کیا ہے

امامیہ کا اپنے مذہب کو حق اور اپنے آپ کو ناجی سمجھنا بالکل بجا اور درست ہے کیونکہ وہ بعنایت ایزدی سب حدیث شریف مسلمہ فریقین

مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا — میرے اہلبیت کشتی نوح کی طرح ہین جو اسپر سوار ہوا سلامت رہا

نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوٰی — اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق اور ہلاک ہوا ۔

کشتی نوح مین سوار ہین جسکی ملامتی مین کچھ شک نہین ہوسکتا ع

چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

البتہ وہی لوگ غرق ہوے اور ہونگے جنھون نے ناخدائے اسلام کے حکم کے خلاف سفینۂ نجات سے کنارہ کیا اور اپنے قصور فہم سے پسر نوح کی طرح کسی پہاڑی کو ذریعۂ نجات ٹھہرایا ہے

ہر آنکہ تخم بدی کشت چشم نیکی داشت — دماغ بیہدہ پخت وخیال باطل بست

پس اگر آپ تحقیق کرتے اور دونون مذاہب کے اصول پر غور فرماتے تو ایسے مذہب کو سچا نہ بتاتے جو سراسر کلام الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کے خلاف ہے ع

"برعکس نہند نام زنگی کافور"

حقیقت تحفہ

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو نہ تو کسی عقیدے کی تحقیق مرکوز خاطر تھی اور نہ کسی اعتقادی مسئلہ کی تطبیق ۔ بلکہ مسلحتا محض خاتم المحدثین فاضل اجل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کے عقاید کی تقلید اور آیات بینات کی تالیف سے تحفۂ اثنا عشریہ کی تائید مقصود تھی جسکی دلچسپ حقیقت جناب لوی سید محمد حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالی خلف الصدق جناب فخر الحکماء نے اپنے مفید اور قابل قدر رسالہ ردالتحفہ جلد اول مین مفصل تحریر فرمائی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے :۔

تحفہ اثنا عشریہ اصل مین خواجہ نصراللہ کابلی کے صواعق کا ترجمہ ہے جو اتفاقاً شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے ہاتھ لگ گیا تھا کیونکہ اس زمانہ مین نہ چھاپہ خانہ تھا نہ ذرائع نشر کتب و اخبار۔ اسی لئے شاہ صاحب نے اس کتاب تحفہ کی بدولت بہت کچھ شہرت و عزت حاصل کی مگر جب یہ ازفاش ہوا کہ اس کتاب کے مصنف وہ نہ تھے بلکہ مترجم ہین تو وہ عزت نہ رہی چنانچہ اسی زمانہ مین اسکے متعلق سوال و جواب ہوئے جو فتاوائے عزیزی جلد اول مین درج ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹ تا ۳۱ طبوعہ مجتبائی دہلی۔

سوال از مرزا حسن علی صاحب شاگرد شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ

کتاب صواعق محرقہ در رد شیعہ رافض تالیف کدام عالم است و ترجمہ آن بہ تحفہ اثنا عشریہ کہ بہ اسم فرقہ امامیہ مشتہر است از کدام عالم است و ترجمہ کتاب صواعق محرقہ در بارہ رد مذہب رافضی مولفہ نصراللہ کابلی ملاحظہ مین آئی یا نہین اگر ملاحظہ سے گذری ہے تو اس تالیف مین اور حضرت کی تصنیف تحفہ اثنا عشریہ مین کیا فرق ہے کیونکہ معاندین عناد خصوص رافضی تحفہ کی نسبت بطریق سفاہت و بیہودہ گوئی بہت کچھ جو چہ میگویند کہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موئلفہ کرتے ہین کہ تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق ہے ہر چند کہ بہ مخلصون او و فہ دیون کو یہ سوال لاطائل معلوم ہوتا ہے اور جو کوئی مایہ علم ت آگاہی رکھتا ہو اس خبر کو نقل کنند دے مخالف کہ از مایہ علم آگہی داشتہ باشد این خبر را محکی عنہ مخالف جانے گا مگر چونکہ بعض اشخاص نے مجھے بہت خواہد دانست لیکن بعضے کسان این ناکس را بسیار تنگ کردند تنگ و مجبور کیا لہذا یہ امر حضرت کی سمع خراشی کا لہذا این امر مرضی را موجب سمع خراشی جناب عالی انگاشتہ۔ باعث ہوا۔

خلاصۂ جواب شاہ صاحب

وقت تصنیف تحفۂ اثنا عشریہ از کتابہائے
اہلسنت کہ در ردّ مذہب شیعہ و کتب شیعہ کہ در ردّ مذہب
اہلسنت تالیف شدہ سہ قسم بہم رسید این ہر سہ قسم
کتب در وقت تالیف تحفۂ اثنا عشریہ موجود بودند در آن وقت
ترتیب صواقع بسیار پسند خاطر افتادہ بہمان ترتیب
درین کتاب کلام واقع شد و چند ابواب مثل بحث تولا
و تبرا و حدیث تثلیث و مسئلہ انکار نبوت باب مطاعن
کہ در آن نبود این ابواب افزودہ شد پس این کتاب
را ترجمۂ آن کتاب گفتن محض بظاہر ترتیب آن نمیتواند شد
و نیز اگر تامل کنند رافضی را ہرگز جائے طعن نیست
زیرا کہ این کتاب اگر ترجمۂ صواقع است آخر اثبات مذہب
اہلسنت و ردّ مذہب رفض می نماید آنہا را چہ کار ازان
کہ تفتیش کنند کہ این گوینده کیست جواب باید نوشت
و این طعن جواب نمی تواند شد آرے بعض اہلسنت
کہ آنہا را بشہرت این کتاب نسبت باین فقیر عرق حسد
بجوش آمدہ میخواہند کہ نسبت باین فقیر درمیان نماند
جواب سخن ایشان گذشت کہ فقیر دعوی این کتاب
نمی کند و فخر خود نمی خواہد

تحفۂ اثنا عشریہ کی تصنیف کے وقت مذہب
شیعہ و سنی دونون فریق کی کتابین جو ایک دوسرے
کے رد مین تھین تین قسم کی فراہم کرکے موجود رکھی
گئی تھین چونکہ صواقع کی ترتیب بہت پسند آئی
لہذا اسی ترتیب سے یہ کتاب لکھی گئی اور چند ابواب
مثل بحث تولا و تبرا و حدیث تثلیث و مسئلہ انکار نبوت
و باب مطاعن جو صواقع مین مذکور نہ تھے تحفہ مین بڑھائے
گئے پس اسکو محض ترتیب بظاہر صواقع کا کہنا
درست نہین ہے اور اگر تامل و غور کرین تو رافضیون کو
ہرگز موقع طعن زنی کا نہین ہے کیونکہ اگر تحفہ اثنا عشریہ
صواقع کا ترجمہ بھی ہے تو آخر اس سے مذہب اہلسنت کا سچا
ہونا اور رافضیون کا مذہب جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے ان
لوگون کو اس سے کیا کام ہے جو اس بات کی جستجو کرین کہ اسکا
مصنف کون ہے انکو جواب لکھنا چاہئے اس طعن سے تو
اسکا جواب نہین ہو سکتا ہان اس کتاب سے جو شہرت فقیر کو
حاصل ہوئی اس سے بعض اہلسنت کو بھی رشک و حسد ہوا
اور چاہتے ہین کہ اس فقیر کا نام نہ ہو مگر اسکا جواب پہلے
دیا جا چکا ہے کہ فقیر اس کتاب کا دعوی نہین کرتا اور نہ اپنی شہرت و منزلت چاہتا ہے

مقصود فقیر غرض ازین مقدمات سلوک این طریق جدید البتہ فقیر کی غرض رفع اوہام طالبان ثواب

برادران اولی الالباب وطالبان راہ صواب بود کو راہ راست دکھانا تھی سو بحمد اللہ

الحمد للہ کہ حاصل شد حاصل ہوگئی

بہرحال کسی کی تصنیف وتالیف سے ہو فی زماننا تو شاہ صاحب ہی کے نام سے مشہور ہے اور

حضرت ہی نے اسکو شایع کیا ہے جسکی اشاعت کا باعث یہ تھا کہ جب دولت مغلیہ کو زوال اور سلطنت برطانیہ کا

تسلط ہوا تو شیعہ اپنے عقائد مذہب کو جنھین بوجہ جور وستم معاندین ومخالفین وقت پوشیدہ رکھتے تھے اس عہد

ہمایون مین بلاخوف وخطر اظہار کرنے لگے

رہے آباد وہ بستیاں یارب بسنے دیدی ہے چہکنے کی اجازت بلبلون کو گلستانون مین

اذان مین بالاعلان اشہد ان امیرالمومنین وامام المتقین علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ

وخلیفتہ بلافصل کے نعرے عام طور پر بلند کرنے لگے اور محافل میلاد مین مناقب ومراثب مجالس عزا مین

مصائب آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آنحضرت کی رحلت کے بعد بعض اصحاب دل کے ماتھے

پہونچے تھے بالاے منبر بیان کرنے لگے جب ان حالات اور واقعات کو ان لوگون سے فرقون نے سنکر

وحق پسند لوگ بھی مائل بہ تشیع ہونے لگے تو جناب شاہ صاحب یہ رنگ اور مذہب حق کی طرف عام رجحان

دیکھکر گھبراے بالآخر اپنے مذہب کی بقا اور بندگان خدا کو راہ راست سے روکنے کے لیے صواعق تالیف

موصوف کو نئے لباس مین آراستہ کرکے شایع کیا اور تالیف کا سبب یہ تحریر فرمایا۔

غرض از تسوید این رسالہ وتحریر این مقالہ اس رسالہ کے لکھنے کا مقصود اصلی یہ ہے

آن ست کہ درین بلاد کہ ما ساکن آنیم و درین زمان کہ ان دنون اس شہر مین جس مین ہم مقیم ہین

کہ ما در انیم رواج مذہب اثنا عشریہ وشیوع آن بدے مذہب شیعہ جید پھیل رہا تھا اور روز بروز ترقی پر تھا

اتفاق افتاد کہ کم خانہ باشد کہ یک دو کس شاذ و نادر ہی کوئی یا کھ موتہ ہی ایسا ہوگا

ازان خانہ بآن مذہب متمذہب باشند و راغب این
عقیدہ نشوند لیکن اکثر از حالیہ علم تاریخ و اخبار خود
عاطل و از احوال اصول اسلاف خود بیخبر و غافل
می باشند و ہرگاہ کہ در محافل و مجالس با اہل سنت
دائما مت گفتگوی نایند کج می گویند و فتر گر بہ
می ا ند حبتہ للہ بر این رسالہ پرداختہ شد تا در
وقت مناظرہ از جادہ خود بیرون نروند و اصول خود را
منکر نشوند۔

(تحفہ مطبوعہ خزالمطابع صفحہ ۱)

اس مذہب کے پابند اور اس عقیدے کی طرف مائل
نہون لیکن اکثر لوگ کتب تاریخ اور اپنے بزرگون کے
احوال و اصول سے غافل و بیخبر ہین اور جسوقت جلسون
اور مجلسون مین اہلسنت کے ساتھ مباحثہ ہوجاتا ہے تو یہ
لوگ اُسکے جواب مین عاجز ہوکر بسر دیا جواب دینے
لگتے ہین اور کھسیانے ہوکر کلمات نازیبا و نامناسب
زبان پر لاتے ہین پس خدا کی خوشنودی کے لئے یہ
رسالہ لکھا گیا تا کہ مناظرہ و مباحثہ کے وقت اپنے جادہ سے
باہر اور اپنے اصول سے منکر نہون۔

پس تالیف فرمائی و جلوہ نمائی سے حضرت نے بلا امتیاز حق و باطل نور کو ظلمت و ظلمت کو نور بتانا گویا کو مذہب شیعہ یہ اختیار کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ کہنے کو تو یہ کہ

دین رسالہ التزام کردہ شد کہ در نقل مذہب شیعہ
و بیان دلائل ایشان و ادلہ اثبات عقاید ایشان مبالغہ نشود
و بکتب معتبرہ ایشان منقولہ عنہ تجاوز نہ نماید۔

اس رسالہ مین یہ التزام رکھا گیا ہے کہ مذہب شیعہ
اور اُسکے اصول اور جو الزامات کہ اُنپر عائد ہوتے ہین انکے
بیان کرنہین اُنھین کی مستند کتابون سے تمسک کیا جائے۔

لیکن بطور مجادلہ و مکابرہ لفظ (گویند) قائم کرکے خود ہی مضمون آفرین بنے۔ اور خود ہی اُسکو علماے شیعہ کیطرف منسوب کیا۔ پھر آپ ہی اُسکو رد بھی فرمانے لگے۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ
خود بر سر آن کوزہ خریدار برآمد

چنانچہ مطالب مندرجہ تحفہ مذکور اول سے آخر تک اس امر پر شاہد ہیں کہ حضرت نے ناحق و ناروا مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کو جھوٹا اور باطل ثابت کرنے مین خلاف واقعات ارشاد فرمایا ہے۔ اور کہیں اُن

طلاع ہوا کہ
کے موحد امام
ہاری ہے۔

احادیث نبوی و تفاسیر و روایات کو جو اہلبیت اطہار علیہم الصلوۃ والسلام کی فضیلت میں سنو! اور جناب امیر المومنین امام المتقین۔ قاتل المشرکین یعسوب الدین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے منقبت میں خصوصا خود انھیں کے مذہب کے کتب معتبرہ و مقبولہ میں درج میں اکثر کو جھوٹا اور جو خلفا و حکام مدح میں بسلم حاد و منصب وضع کی گئی تھیں ان کو سچا بتایا۔ اور ان احادیث و تفاسیر و روایات کی صحت سے بوسب اقوال علمائے کرام و ائمہ عظام اہلسنت اکثر اصحاب ممدوحین کے نقص ایمان کی بات ہیں اس طرح انکار کیا کہ کسی راوی کو جھوٹا بتا دیا کسی مورخ کو مفتری۔ اور کسی مفسر و محدث کو رافضی کہدیا۔ حالانکہ وہ سب ثقات اہلسنت سے ہیں اور اگر کسی امر سے صریح انکار نہ کر سکے تو رد کو ضعیف اور مجہول بتا کر بچاتا و ملامات اور توجیہات کر کے اُن برائیوں اور مذمتوں کا الزام شیعوں پر رکھدیا مثلاً تحفہ میں فرمایا ہے جواب ہم کے الفاظ یہ ہیں:۔

"باب ہم در مطاعن خلفا ثلثہ و دیگر صحابہ کرام و ام المومنین عائشہ صدیقہ شیعہ است و آوردہ اند و آن مطاعن را از کتب اہل سنت بزعم خود ثابت نمودہ اند (صفحہ ۲۰۲)

یعنی مطاعن یہ ہے کہ شیعہ خلفائے ثلاثہ و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو مطعون و بدنام کرتے ہیں کتب اہل سنت میں ان کی برائی مطلق نہیں ہے۔ حالانکہ اصحاب ممدوحین اور بعض ازواج رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف میں روایتیں کتب صحاح وغیرہ میں کثرت سے درج ہیں نظر تحقیق ملاحظہ فرمائیں شرما ہے کہ محدثین مفسرین محققین متقدمین اور فضلاء اہلسنت نے ان کی نسبت سخت اور ناسزا و ناروا روایتیں حدیثیں اپنی اپنی کتابوں میں درج کر کے ان کے ایمان و اسلام پر کیسے کیسے داغ لگائے ہیں اور ان کل مطاعن کا منبع و مبدا اصح الکتب بعد کلام باری صحیح بخاری و صحیح مسلم میں جو احادیث معائب صحابہ سے مزین ہیں از انجملہ یہ حدیث کثرت سے مشہور ہے:۔

قال عبداللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض

(عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں کو شان کشان

لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا هوی بست — جہنم کی طرف لیجائینگے اُن کو دیکھکر مین بارگاہ ایزدی مین عرض

لانا ولهم اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی — کرونگا کہ تو میرے اصحاب ہین ارشاد ہوگا کہ یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے

فیقول لا تدری ما احدثو بعدك — تمھارے بعد دین مین بدعتین کین اور مرتد ہوگئے۔ (دیکھو مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ١ باب الحشر ص ٣٣٩ و الحوض ص ٤٥١)

یہ حدیث بالفاظ مختلف کنز العمال مسند امام احمد حنبل اور جمع بین الصحیحین وغیرہ وغیرہ مین بھی ہے تحفہ مین اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے بھی تسلیم کی ہے اور یہ دلچسپ فقرہ لکھکر "ہیچ کس از اہلسنت آن جماعت اصحابہ نیاندو تقدح نوبی بزرگی ایشان نیست" گریز کر گئے ہین چنانچہ اس کا مفصل ذکر دوسری جلد مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

پس یہ جواہر پارے معدن سے اور یہ گوہر گرانمایہ اسی خزن سے شیعون کے ہاتھ لگے ہین لیکن جناب شاہ صاحب نے بقول حافظ شیرازی ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز — ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اپنے امام محمد اسماعیل البخاری و دیگر محدثین کرام اور فقہاء عظام کو تو پردہ مین چھپایا اور علماے امامیہ کو نشانہ تیر ملامت بنایا۔ یہ جو کچھ مین نے عرض کیا اس کا حال معزز ناظرین پر میری اس تالیف سے روشن ہوجائے گا کہ آیا اصحاب ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امامیہ نے بدنام کیا ہے یا بموجب ؎

"اے بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست"

خود ہواخواہان اصحاب نے جو اُن کی مدح و ثنا مین ہمہ وقت رطب اللسان ہین غرض حضرت قدس سرہٗ نے بقول حافظ ؎

کتب امامیہ سوت تحفہ

شاہد دلربائے من میکند از برائے من — نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

شاہد مضامین کو اس حسن سے آراستہ و پیراستہ کرکے اس اُمید پر شیعون کے سامنے پیش کیا کہ اسکے مضامین دلفریبا یک حسین کی طرح دلربائی کرینگے لیکن علماے کرام و حامیان دین و اسلام (جو آستانۂ شریعت پر

متمکن ہین کیا متاثر ہوسکتے تھے۔ آخر اُسکے شایع ہوتے ہی ع

این گریبان گرفت وآن دامن

ایک ایک لفظ کو خود کتب احادیث وتفاسیر معتبرہ ودیگر کتب مقبولہ اہلسنت والجماعت سے اس طرح رد کیا کہ کسی نے تو باب الٰہیات اور نبوت کا جواب دیا اور کسی نے مطاعن صحابہ کا۔ چنانچہ اصل تحفہ بہ بارہ باب مین لکھا گیا تھا اُسکے ہر باب کا کافی وشافی جواب ایک ایک جلد مین علامہ دہلوی جناب حکیم مرزا محمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے کتاب نزہۂ اثنا عشریہ کی بارہ جلدون مین تحریر فرمایا۔ جناب علامہ محمد قلی خان صاحب اعلی اللہ مقامہ نے باب اول کا جواب سیف ناصری مین باب دوم کا تقلیب المکائد مین باب ہفتم کا برہان السعادت مین باب دہم کا تشیید المطاعن کی تین جلدون مین۔ اور باب یازدہم کا مصارع الافہام مین۔ اور جناب مفتی محمد عباس صاحب اطال اللہ مرقدہ نے باب ہفتم کا جواب (جو امامت سے تعلق اور ایک اہم مسئلہ منجملہ مسائل اختلافیہ مابین سنی وشیعہ ہے) جواہر عسکریہ مین۔ اور جناب غفرانمآب مولانا السید دلدار علی صاحب نے باب پنجم کا جواب صوارم الٰہیات مین۔ باب ششم کا حسام الاسلام مین باب ہشتم کا اسیاف النصرۃ مین باب دوازدہم کا ذوالفقار مین اور جناب سلطان العلما سید محمد رضوان مآب نے خاص بحث فدک کا جواب طعن الرماح مین بحث متعہ کا بارقۂ ضیغمیہ مین جسکا کچھ بے سروپا جواب مولوی رشید الدین خان صاحب سنی المذہب نے شوکت عمریہ لکھا تھا۔ اِدھر سے بھی جواب الجواب فوراً ضربت حیدریہ دیا گیا تھا اور سب سے آخر زمانے مین عالی جناب امام المتکلمین۔ رئیس المناظرین مولانا مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ نے باب امامت کا جواب عبقات الانوار کی تیس جلدون مین جنمین سے دس جلدین شایع ہوچکی ہین نہایت مدلل ومفصل تحریر فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

یہ جملہ کتب مذکورہ ایسی لاجواب ہین کہ جناب شاہ صاحب قدس سرہ سے لیکر آجتک محدثین ومتکلمین اہلسنت سے کسی کو ان کے جواب مین قلم اٹھانے کی ہمت نہین ہوئی حالانکہ خود جناب شاہ صاحب کے

شہادت
حسین

زمانۂ حیات ہی مین کتاب نزہتہ اثنا عشریہ تصنیف ہو چکی تھی جس کو حضرت بھی ملاحظہ فرما چکے تھے مگر اِس خیال سے کہ "جامہ ندارم دامن از کجا آرم" خاموش ہو گئے۔ کیونکہ حق کا جواب کیا دے سکتے تھے چنانچہ جناب شاہ صاحب کا خط موسومہ حکیم شریف خان صاحب بطلب کتاب مذکور آج تک کتاب رجال مین درج ہے اور وہ یہ ہے :-

قد سمعت ان الفاضل الکامل المدقق المحقق مرزا محمد سلمہ اللہ تعالی قد کتب علی وجہ الرد والبحث علی التحفہ الاثنا عشریہ ان اتفق طلب مرتوما تہ ومطالبتہ بوساطتکم فالمامول ان تبذلوا فی ذالک الجہد (مقدمہ التحفہ صفحہ ۱۲)

بتحقیق مین نے سنا ہے کہ فاضل کامل مدقق ومحقق مرزا محمد سلمہ اللہ تعالی نے تحفہ اثنا عشریہ کی رد مین کوئی کتاب لکھی ہے مین چاہتا ہون کہ آپ کی وساطت سے وہ کتاب طلب کیجاے اُمید ہے کہ آپ اِس امر مین کوشش بلیغ فرماین گے۔

اس تحریر سے جناب علامہ دہلوی کی جلالت قدر کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ جن علماء کرام امامیہ کو شاہ صاحب نے علم تاریخ اور احوال اصول اسلاف سے بیخبر و غافل بتایا تھا آخر خود حضرت ہی نے جناب ممدوح کو فاضل وکامل مدقق ومحقق کے خطابات دیئے۔

آپکے بعد جناب مولوی حیدر علی صاحب نے اپنے پیر و مرشد کی تقلید مین کتاب منتہی الکلام (جس مین آل رسول علیہم الصلوۃ والسلام کی عظمت و مرتبت پر حملے کیے گئے ہین) بڑی آب و تاب کے ساتھ لکھی جسکا رد کتاب استقصاء الافحام سے بہت شرح وبسط سے کیا گیا۔ لیکن اُسکا جواب بھی اہلسنت سے کچھ نہ بن پڑا۔ اِس صورت مین مناسب تو یہ تھا کہ ہمارے سنّی بھائی مناظرہ کر کے سیدھی راہ کو بالعکس ثابت کرنے کے لئے سعی نہ فرماتے مگر افسوس ہے کہ اُن سے چپ بھی نہین بیٹھا جاتا اور اپنے بزرگون کے نقش قدم پر چلکر تالیفات وتصنیفات بے سروپا سے شیعون کے مذہب پر بے نتیجہ حملے کرتے ہین اور جب شیعون کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب پاتے ہین تو بفحواے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بُرا بھلا کہنے لگتے ہین اور عدالتون مین استغاثے دائر کرتے پھرتے ہین لیکن الحمد للہ کہ اِس دور مین ہر فرقہ اپنے مذہب مین آزاد ہے اِسلئے وہ استغاثے خارج کردیے جاتے ہین۔ پس ہمارے علماے اعلام و فضلاے کرام کے وہ معقول و منقول جوابات اور اُن کے مقابلہ مین علماے اہلسنت کا یہ سکوت ہمارے علماے کرام کے تبحر علم اور عبور و تحقیق مذہب پر بخوبی دال ہے۔ اِس صورت مین ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ نے متکلمین امامیہ کی لاعلمی و بیخبری کی نسبت ارشاد فرمایا ہے وہ کہانتک درست ہے۔ شاہ صاحب جو جاہین فرمائین مگر حق تو یہ ہے کہ اگر علماے کرام امامیہ (خداے پاک اُن کے درجات عالی کرے) صراط مستقیم اور شریعت رسول کریم کو خارزار ضلالت سے پاک وصاف نہ کرتے تو زمانۂ غیبت جناب صاحب الزمان علیہ السلام مین بقاے مذہب حقہ اثنا عشریہ محال تھی جیسا کہ جناب قدس مآب مفتی محمد عبّاس صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہین:۔

در احتجاج طبرسی از جناب امام نقی علیہ السلام　　کتاب احتجاج طبرسی مین امام علی نقی علیہ السلام سے منقول

منقول است کہ آنجناب فرمودہ علماے کہ بحضرت　　ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ ہمارے علما جو ہمارے شیعون کو معرفت

صاحب الزمان علیہ السلام راہ می نمایندہ و بحجج آلہی　　امام زمان علیہ السلام کی حاصل کراتے ہین اور براہین و حجت سے

دین متین را نگاہ میدارند و ضعفاے بندگان خدا　　دین متین کی حفاظت کرتے ہین اور ضعیف الاعتقاد بندگان خدا

را از دام شیاطین میرہانند زمانۂ غیبت صاحب الزمان　　کے دلون کو دام شیاطین سے چھڑاتے ہین زمانۂ غیبت امام علیہ السلام مین

علیہ السلام اگر باقی نمی ماندند ہر آئینہ ہمگی مردم از　　موجود نہ رہتے تو تمام لوگ سب دین حق سے پھر جاتے اور ذرا بھی

دین ہدی برہم می گشتند و راہ ارتداد پیش میگرفتند بلکہ تمام　　گمراہ رہتے لیکن علماے وقت غیبت شیعون کے دلون پر اس طرح

زمان و دلہاے شیعہ را بدست میگرفتند مثلیکہ کشتی بانان کشتی　　حاوی ہوتے ہین جس طرح ناخدا کشتی کے قبضہ مین رہتی ہے کہ جدھر

را میگردانند آنہا نزد خدا صاحب فضل و شرف اند.　　چاہے اسکو چلائے اور جدھر چاہے پھیر دے علما بھی خدا کے نزدیک

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

تسدیق نبی
ص ۱۰۰

غرض تحفہ کی تالیف سے بفضلہ تعالی مذہب امامیہ کا تو کچھ نہین بگڑا البتہ اسکی بدولت مذہب اہلسنت والجماعت کی پوری قلعی کھل گئی اور اُن کے پیشواؤن کی حالتین جو مخفی تھین ہشت از بام ہوگئین ۔ چنانچہ مین اپنی ہی حالت عرض کرتا ہون کہ خاص اصحاب نے جو بدسلوکیان اپنے پیغمبر کے خلیفہ وصی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پارہ جگر اونس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھین یعنی قصد احراق بیت الشرف بنت رسول و جبر و تعدی بغرض بیعت و ضبطی فدک و میراث و سقط جنین وغیرہ وغیرہ تجھے ان کے باور کرنے مین بہت ہی پس و پیش تھا اور خیال کرتا تھا کہ وہ اصحاب کبار جنھون نے حسب اعتقاد اہل سنت سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی ان حضرت صلعم کے سفر و حضر مین جلیس و انیس رہے اور جناب فاطمہ زہرا علیہا الصلوۃ والسلام اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے مراتب و مدارج سے خوبی واقفیت رکھتے تھے ۔ اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر آگ و زلزلہ مین لیکر جلانے کیونکر آئے ہونگے اور ان بدعتون کے مرتکب کس طرح ہوے ہونگے لیکن جب بنظر تحقیق واقعات مطالعہ کتب اہلسنت و الجماعت کی ضرورت واقع ہوئی اور اُن مین کتاب تحفہ اثنا عشریہ بھی نظر سے گذری اور امین بشیر و نذیر رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا گھر جلانے کی توجیہ مین شاہ صاحب دہلوی کا یہ کلام دیکھا کہ

اینہ واقعہ وقتی بکساد ابوبکر خانہ حضرت	یہ واقعہ اور ہمکانا اُن اشخاص کو تھا جو
زہرا الجا و پناہ ہر سہ خیانت آنستہ درین جامع نیشدند	دولتسرائے جناب فاطمہ کو اپنی جاے پناہ سمجھ کر جمع
وفتنہ و فساد منظور می داشتند و برہم زدن خلافت	ہوے تھے اور فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے تھے اور
خلیفہ اول بمکاشہا و مشورہ ہاے فساد انگیز قصد	اپنے مشورہ ہاے فتنہ انگیز سے خلیفہ اول کی خلافت
کردند (تحفہ ص ۳ مطبوعہ فخر المطابع)	کو درہم و برہم کرنا چاہتے تھے ۔

اسوقت حضرت شاہ صاحب کے ایمان و عقائد کے جوہر کھلے اور لفجوا ع خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

jabir.abbas@yahoo.com

بیت بیت
ت رسولؐ

عظمت منزلت مین حقسبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر — ایسے چراغ ایسے گھرون مین ہے جن کی نسبت خدا نے حکم
فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال — دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جائے اور اس کا نام لیا جائے جنمین
(پ ۱۸ س نور ع ۵) — صبح و شام وہ لوگ تسبیح کرتے ہین۔

تفسیر قمی مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن گھرون سے مُراد انبیاکے گھرانے ہین اور جناب علی مرتضٰےؑ کا گھرانا انھین مین داخل ہے اور کافی مین منقول ہے کہ قتادہ نے انھین حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ مین بہت سے علما کی خدمت مین حاضر ہوا اور بیٹھا مگر کسی کے سامنے میرا قلب اسطرح مضطر نہین ہوا جس طرح حضور کے سامنے ہوتا ہے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تو کہان ہے تو اُن گھرون کے سامنے ہے جنکی تعظیم کیے جانے کا خود خدا نے حکم دیا ہے پس تو تو وہان ہے اور وہ وہ ہین۔ قتادہ نے عرض کی قربان ہو جاؤن واللہ آپنے سچ فرمایا بے شک ان بیوت سے مُراد مٹی اور کھپ کے مکان نہین ہین قول مترجم۔ یہ قتادہ اہلسنت کے مفسرین مین اول درجہ کا مفسر ہے

(مقبول ترجمہ صفحہ ۵۶۵)

مفسرین اہلسنت نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

عن انس وبریدۃ رضی اللہ عنہما قال — انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے
قال رسول اللہ صلعم فی بیوت اذن اللہ — کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ بالا
الخ فقال رجل ای بیوت ھذہ یا رسول — آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا رسول اللہ کین
اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابو بکر — گھرون سے مراد ہے آپنے فرمایا انبیا کے گھرون سے۔
ھذا انبیت منھا واشار الی بیت — حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ!
علی وفاطمہؑ۔ قال نعم — یہ گھر یعنے جناب علیؑ اور فاطمہؑ کا انھین گھرونمین سے ہے

من افاضلها۔ (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی درالمنثور وارتج المطالب ص۵۔

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان بلکہ انسے فضل ہے۔

بالفرض اگر ہم اس امر کو تسلیم بھی کرلین کہ بمطابق توجیہ شاہ صاحب جناب خلافت مآب کا مقصود صرف دھمکانا اور ڈرانا ہی تھا تاہم اس تہدید وتخویف کا یہ اثر ہوا کہ ان کے خلیفہ اور جانشین کو یہ جرأت وہمت ہوئی کہ کربلا مین خانۂ زہرا کو بے خوف وخطر جلوا دیا۔

مومنو اغور کرو جا ہے یہ انصاف کی اب
ماں امت کو جس گھر کا ہو یہ پاس وادب

یعنے دخل نہ ہو جبتک نہ کرے اذن طلب
گھر وہ کیا انہ مرسل کا نہ تھا ہاے غضب

[illegible]

[illegible]

کرنا تھا وہ کان یہ کوئی نصف بتلائے
جسمین نہ خوف وخط قتل شبیہ در آئے

خانۂ دہر مین جس گھر کا ہو یہ مرتبہ بانے
ایسا ذرہ بھی باقی ہے وہ یون لٹجائے

بیٹھنے کی بھی غریبون کو نہ جا دین ناری
کرکے تا اج ستم آگ لگا دین ناری

افسوس جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے حضرت عمر کی ہدایت مین جو کچھ فرمایا اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ جناب خلیفہ صاحب موصوف کے اس فعل کو مستحسن سمجھ کر بارگاہ رسالت پناہ مقبول اور نفس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن کی فضیلت ومنقبت مین تین حصہ قرآن نازل ہوے ایک ذرے سے مشابہ ٹھہرایا اور ان خاصان خدا کی شان مین وہ الفاظ لکھے ہین جنکو ذرا بھی ایمان وایقان کا درد ہوگا وہ ان کو پڑھکر اوسنکر الامان۔ الامان پکار اٹھے گا۔ جناب موصوف کے کلمات کی نقل یہ ہے۔

چون روز فتح مکہ بحضور آنحضرت صلعم نمودند جہت فتح مکہ کے دن آنحضرت صلعم کو دکھائے گئے

بیان کی تائید میں خلاف اس معاہدہ سے آ

بیان حوال اصول ایشان والا انیسا

ایشان شود نمیرا

کی کتابوں

جاسے تب یہ بری تعریف کی یہ سند پیش کرتے ہیں۔

انجارت

ہنگام تب بخا

را از خوابگاہ

فرمودہ گفت قوما صلیا

والله لا نصلی الا ما کتب الله لنا قسم بخدا ہرگز نماز نہ پڑھینگے بجز اسکے جو کہ خدا نے

ما ہرگز نماز نخواہیم خواند الا انچہ مقرر کردہ است خدائے تعالیٰ مقرر کی ہے اور ہمارے دل خدا کے ہاتھ مین ہین

برائے ما انما انفسنا بید الله یعنی دلہائے ما دست اگر وہ ہم کو نماز تہجد کی توفیق دیتا تو ہم پڑھتے

خداست اگر او توفیق نماز تہجد میدادی میخواندیم پس آخر آن حضرت صلعم اُن کے مکان سے

آنحضرت از خانۂ ایشان بازگشت ۲۹۵ مطبوعہ فاروقی چلے آئے۔

ردِ اوّل

حالانکہ راویان حدیث جن کی روایات سے بخاری شریف کو زینت دی گئی ہے۔ بیشتر طبقۂ نواصب و خوارج سے ہین اور خود اکابر علمائے اہلسنت حق پسند اُن کو اور اُن کی روایتون کو چشم حقارت سے دیکھتے ہین اور امام صاحب پر جرح و قدح کرتے ہین۔ نیز اسپر اسناد فریق مخالف کے سامنے پیش کرنے اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہین جیسا کہ خود حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

مقدمات و مخاذی آن دلائل می باید کہ ضرور ہے کہ خود الزامی ما نیہ کی طرف سے

مسلمہ الثبوت اہلسنت ہم باشد زیرا کہ غرض از پیش کئے جاتے ہون جنکو اہلسنت بھی قبول

اقامت دلائل الزامیہ بر اہلسنت ست والا ہرگاہ کرین اسنادے کہ خود الزامی قائم کرنے سے اہلسنت پر

کہ عوعو کند در کوچہ خود شیر غران ست روایات الزام بکتاب ورنہ ہر کتا اپنی گلی مین شیر غران

شیعہ و اصول آنہا کہ در ابواب سابقہ بتفصیل گذشت ہوتا ہے۔ لہذا شیعون کے اصول و انکی روایتون کو

اہلسنت بجوے نمیخرند۔ تحفہ ص اہلسنت اب سے بھی مول نہین لیتے۔

مین حضرت قدس سرہ کے اس لعن طعن سے درگذر کرکے "قالوا سلما" پر عمل کرکے عرض کرتا ہون کہ اسیطرح شیعہ بھی مقام الزام مین اسناد بخاری شریف اور جمیع کتب اہلسنت کو "بجوے نمی خرند" سبحان اللہ اس عابد کو نماز شب نہ پڑھنے مین متہم کرتے ہین جسکے نماز پڑھنے کی تصدیق آیہ شریفہ

کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون (عبادت کی وجہ سے) رات کو بہت ہی کم سوتے تھے

وبالاسحار هم یستغفرون — س الذاریات — اور پچھلے کو اپنے مغفرت کی دعائین کرتے تھے۔

سے ہوتی ہے۔ دوسرے موقع پر ارشاد فرماتا ہے:۔

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون — حاصل یہ کہ ہماری آیتون پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہین جو

ربھم خوفا وطمعا ہ — راتون مین اپنے بستر ونسے اُٹھتے اور خدا سے خوف ویاکیساتھ دعا کرتے ہین

تفسیر صافی مین اس آیت کی تفسیر معصوم علیہ السلام سے اس طرح نقل کی ہے کہ "یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام اور اُن کی تابعین کی مدح مین نازل ہوئی ہے۔ چونکہ یہ بزرگوار اول شب مین آرام کرتے تھے جب دو تہائی رات گذر جاتی تھی تو پروردگار عالم کی جناب مین حاضر ہونے کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیتے تھے اور اسکی نعمتون کی طرف رغبت اور اسکے عذاب سے خوف اسکی بخشش کی طمع رکھتے ہوئے مناجات و دعا مین مصروف ہوتے تھے۔ اسی امر کو پروردگار عالم خبر کے طور پر بیان فرماتا ہے کہ اسکے معاوضہ مین اسنے ان لوگون کو اپنی جوار رحمت مین ساکن کیا۔ اپنی جنت مین داخل کیا خوف سے امن دیا اور اُن کے دلون سے دہشت کو زائل فرمایا"۔

افسوس کہ اُس تہمت گذار پر الزام رکھتے ہین جسنے سجدۂ خالق مین اپنی جان دی۔ جس نے کبھی بتون کو خود سجدہ کیا نہ اپنی ماں کو کرنے دیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے۔

عن ابن عباسؓ قال کانت امہ اذا — حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ والدہ جناب امیر علیہ السلام

دخلت علی ھبل لتسجد لہ وھی حامل بہ — اپنے ایام حمل مین جسوقت ہبل کے پوجنے کے لئے جاتین اور

علا علی بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی — سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیرؑ اُنکے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور

علیا (تذکرہ خواص الامہ، ارجح المطالب) — سجدہ کرنیسے اُن کو روکے رہتے لہذا علیؑ نام رکھا گیا۔

اور روایات اہل ایمان مین یہ ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد قصد بھی سجدۂ اصنام کا نہ کرتی تھین لیکن جناب امیرؑ محض قرب اصنام سے مانع ہوتے تھے۔ اس عابد کے نماز نوافل کی حالت باعتبار تعداد رکعات

یہ تھی کہ لوگ ہر شب ایک ہزار تلبیہ دن سے زیادہ کی آواز سنا کرتے تھے۔ چنانچہ شاہ صاحب کے بیان کی تردید خود انھین کے علمائے کرام کے اقوال سے ہوتی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

"ترجمہ ربنا بخدا شرح حال مقتضی عجائب است آیہ اللہ دیدہ کہ اکثر و اغلب اوقات او بوظائف وعبادات میگذشت تا حدیکہ ہر شب آواز تکبیر الاحرام رحلت او باستماع خادمان عتبہ علیا اش میرسید"

تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۲ مطبع نولکشور

جناب امیر المومنین علیہ السلام اپنے عابد تھے کہ بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب نے بہت سی تغیر و تبدل کر دیا تھا تو حضرت ہی ان کو یاد دلایا کرتے تھے جیسا کہ کتاب وسیلۃ النجات مولفہ مولوی محمد بین صاحب لکھنوی فرنگی محل مین ہے

بعد از رحلت رسول خدا غیر از نماز ہیچ چیز در دولت حضرت مرتضی علی علیہ السلام از روزگار صحابہ رضی اللہ عنہم کہ ہمہ صحابہ را میدانید۔

اس کی تائید مین ہم ایک روایت بخاری شریف سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ	حضرت انس سے مروی ہے کہ جو امور
قال ما اعرف شیئا مما کان علی عھد	رسول اللہ صلعم کے عہد مین تھے اُن مین
رسول اللہ صلعم قیل الصلوٰۃ قال	سے اب میں کچھ بھی نہین پاتا۔ صحابہ نے
الیس صنعتم ما صنعتم فیھا۔ اخرجہ	کہا نماز تو ہے انس نے جواب دیا کہ تم
البخاری والترمذی تلخیص الصحاح	لوگون نے نماز مین بھی کیا کچھ خیانت تفرقات
جلد اول۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۲۵	نہین کیے ہین۔

محققین اہلسنت معترف ہین کہ بعد جناب ساتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی فرد بشر متہجد۔ متزہد۔ عابد۔ ساجد۔ متورع اور خاشع مثل آنجناب کے نہین ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔ ایک شاعر کا

قول ہے ؎

ھوالبکّاء فی المحراب لیلا ھوالضحاک فی یوم الحراب

یعنی وہ جناب خوف خدا سے اسقدر گریہ و بکا کرتے تھے کہ ہاتھ و پاؤن سرد ہوجاتے تھے لوگون کو

گمان ہوتا تھا کہ آپ فوت ہوگئے ۔

ابن ابی الحدید جو علمائے کرام معتزلہ سے ہین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی عبادت کا حال

اس طرح تحریر فرماتے ہین ۔

" قیل قد یبسط نطع بین الصفین لبلاۃ الھریر فیصلی علیہ والسھام وقعت

بین یدیہ ومرت علی صماخیہ یمینا وشمالا فلا یرتاع لذلک ومما قاہ حتّٰی

فرغ من وظیفتہ (شرح نہج البلاغہ) روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر مین درمیان دونون صفون کے

آپکے لئے نطع (فرش چرمی) بچھائی گئی تھی آپ اسپر نماز پڑھنے لگے اور تیر آپکے سامنے سے آتے

تھے او آپکے کانون کے پاس ہوکر دہنے بائین نکل جاتے اور جناب امیر علیہ السلام ان سے خوف

نہین فرماتے تھے اور اپنے مقام سے نہ کھڑے ہوتے تھے جب تک کہ اپنے وظیفہ سے فارغ

نہ ہوجاتے جناب امیر علیہ السلام کی کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں ۔

وکانت جبینہ کثفنۃ البعیر لطول سجودہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک

طول سجود سے مثل زانوے شتر کے ہوگئی تھی ۔ نماز کے وقت آپ ایسا استغراق ہوتا کہ مطلق ماسوٰی کا

ہوش نہین رہتا تھا یہان تک کہ آپکو اپنے جسد عنصری سے بیخبری ہوجاتی تھی ۔

چنانچہ مولوی جامیؒ تحفۂ ابرارمین نماز کے وقت آپکی محویت کے متعلق ایک روایت بیان کرتے

ہین اور وہ یہ ہے :-

شیر خدا شاہ ولایت علی صیقل ہر شرک خفی و جلی

روزِ احد چون صف ہیجا گرفت — تیرِ مخالف بہ تنش جا گرفت

غنچہ پیکان بگلِ او نہفت — صد گلِ محنت ز گلِ او شگفت

روے عبادت سوے محراب کرد — پشت بدرد سر اصحاب کرد

خنجرِ الماس چو تیغ آختند — چاک بہ تن چون گلشن انداختند

غرقہ بخون غنچۂ رنگارنگ — آمد ازان گلبن احسان برون

گل گلِ خونش بسبلے چکید — گفت چو فارغ ز نمازان پدید

کاین ہمہ گل بیستۂ پاے من — ساختہ گلزار تمناے من

شورت سالش چو دہد باز — گفت کہ سوگند بہ دانائے راز

کز الم تیغ ندارم خبر — گرچہ زدن نیست جہاندار تر

(دارنا المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ صـــ ۱)

ترجمہ۔ حضرت علی شیر خدا اور شاہ ولایت ہین۔ ظاہری اور باطنی ترک سے متعلق کیونکر ہین۔ احد کی لڑائی کے دن جب آپ گھمسان کی لڑائی مین مصروف تھے لشکر مخالف کے تیر آپ کے جسم اطہر مین پیوست ہوگئے تیر کی انی (بھال) کا نکالنا آپ کل جسم مین بے سکیڑوان زخمون کے پھوں آپکے کل نے جسم پر کھلے۔ عبادت کے واسطے محراب کی طرف رُخ کیا۔ پشت مبارک تکلیف کی حالت مین اصحاب کی جانب کی۔ زبرا لودے تیر کو نکل تیغ سے کھینچا۔ آپکے تن اطہر سے پاک کل کی طرح زخم کھلگئے۔ آپکا جسم خون سے سنے نکل غنچہ رنگارنگ ہورہا تھا۔ اس سے احسان کی شان برآمد ہوئی۔ کل خون سے ان کے پھ گل (قطرۂ خون) آپ کی جانماز پر ٹپکے۔ جب نماز سے فارغ ہوے فرمایا یہ پھول میرے پاؤن کے نیچے کیسے بکھرے ہوئے ہین کہ جس سے میری جانماز گلزار بن گئی ہے حبیب متال

اصحاب نے عرض کی تو فرمایا کہ خدا کی قسم مجکو تیغ کی تکلیف سے مطلق خبر نہین - اگرچہ مجھ سے

زیادہ خبردار کوئی نہین -

الفاروق میں بنی ہاشم کی توہین

شاہ صاحب نے تحفہ مین اہلبیت اطہار علیہم السلام کی توہین اور مذہب اثنا عشریہ کی تہجین کی ہے اسیوجہ سے اکثر اہلسنت بھی اسکو پسند کرتے ہین اور اسکو مرتبے اور درجہ مین بخاری شریف سے کم نہین سمجھتے - یہی رنگ حضرت کے مقلدین و معتقدین کا ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر چلکر اپنی تالیفات و تصنیفات مین آل رسول اور اقربا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر و تذلیل کو شعار ایمان سمجھتے ہین - جیسا کہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے الفاروق والمامون وغیرہ مین بہت کچھ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین سوء ادب کر سے چنانچہ الفاروق حصہ اول مین بضمن خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ و دیگر اہلبیت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تحریر فرماتے ہین کہ

"اگر بنی ہاشم کی سازشین قائم رہتین تو اسوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا"

اسی طرح المامون کے صفحہ ۴۵ مین رقمطراز ہین کہ

"خلیفہ مامون کو بالطبع آل پیغمبر سے نہایت محبت تھی - جسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ تمام پرزور بغاوتین جو اسکے عہد مین ہوئین وہ اسی مقدس خاندان کی اشاعت کی بدولت ہوئین - تاہم اسنے ہمیشہ درگذر کیا -

احادیث بنی ہاشم کی شان مین

اس موقع پر ہم دو چار حدیثین در باب فضائل بنی ہاشم کتب اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہین :-

پہلی عن طلحۃ بن مصرف قال کان یقال بعض بنی ہاشم نفاق اخرجہ ابوبکر بن یوسف البھلول

طلحہ بن مصرف راوی ہین کہ زمانہ صحابہ مین کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بعض علامت نفاق ہے -

(از سوانح عمری حضرت علیؑ مولفہ مولوی سید اللہ صاحب امرتسری صـ۲۳)

دوسری عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ — حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
علیہ وسلم یا معشر بنی ھاشم والذی — صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے گروہ بنی ہاشم
بعثنی بالحق بشیرا لتصدقن بکلمتی — تم کو ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھکو حق کے ساتھ
الجنۃ ما بدأت بکم اخیر احمد — بشارت کیا ہے کہ تمین سے بہت کے دروازہ کی زنجیر
فی الجنۃ باب احد الذی — میرے سوا کوئی ہرگز تمھارے سوا اور کسی سے اندر داخل
(باقی صفحہ ۲۲۰) — کرے گا غور نہیں کرو گے۔

تیسری عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت — ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ
قال جبرئیل علیہ السلام قلبت الارض — علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ
مشارقہا ومغاربہا فلم اجد بنی اب — میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کو الٹا ہے لیکن
افضل من بنی ھاشم (اخرجہ احمد فی المناقب) — بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہیں پایا

(ایضاً)

بھائیو ان احادیث کو ملاحظہ فرمایا اور جناب شبلی صاحب کی تحریرات پر غور کرو اگر جناب موصوف کے ان اقوال سے بنی ہاشم کے ساتھ ان کی مودت و عقیدت پائی جاتی ہے تو بتاؤ کیا ایسی تالیفات سے آل رسول اور اعزا و اقربا احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تہجین اور احادیث نبوی کی تکذیب نہیں ہوتی۔ اگرچہ وہ حضرات جو دعویدار محبت و مودت اہلبیت ہیں وہ ان کتب و رسائل کو جو اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت سے مملو ہیں سر پر رکھتے ہیں اور نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان مصنفین کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہیں لیکن جو حضرات انصاف پسند ہیں اور جنکے دل بے جا تعصب سے پاک و صاف ہیں وہ ان کتابوں کو چشم حقارت سے دیکھتے ہیں جیسا کہ مولوی خواجہ حسن نظامی دہلوی اپنی تالیف یزید نامہ کے صفحہ ۱۲ میں جناب شبلی نعمانی

کی الیفات الفاروق وغیرہ کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین :-

اصل مین تلامذۂ شبلی کو محرم نامہ کے خلاف یون غصہ آیا کہ محرم نامہ مین علامۂ شبلی کو ہیبت کی پیغمبری کرنے والا لکھا گیا تھا۔ لیکن یہ تو ایک واقعہ ہے جس سے کسی شخص کو انکار کی مجال نہین کہ علامۂ شبلی کی ماتحانہ تحریرون نے نہایت خوبصورتی سے بنی فاطمہ کو مفسد جریص اور تمام فسادون کا بانی مبانی قرار دیا ہے۔ گو پیرایہ لکھنے کا ایسا گہرا اور حکمتانہ ہے کہ معمولی نگاہ کو اسکا حس بھی نہین ہونے پاتا کہ علامہ نے کس فرقہ کے خنجر مارا مگر اس کا اثر کمزور صلحون اور نہ کس کم استعداد جوانون پر یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بخود بنی فاطمہ سے نفرت کرنے لگتے ہین۔ اس پر انگریزی تعلیم یافتہ موجودہ جو حضرت علی کو نعوذ باللہ نالائق غیر ذمہ دار اور بے کنبے والون کی حمایت کرنے والا سمجھتے ہین اور کہتے ہین۔ کہ ان سب کی معلومات کی بنیاد علامہ شبلی کی تاریخی کتابین ہین الفاروق و المامون وغیرہ کتب کو اگر کوئی شخص بغور و بے خیالی کرکے پڑھے گا تو اس کا دل خود بخود قبول کرے گا کہ مین نے محرم نامہ مین جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک لکھا ہے۔

غرضکہ تصدق خوبی مین یہ دو ایک تبصرے مین نے اپنے بیان کی تائید مین بطور نمونہ نقل کیے ہین ورنہ ابتدا سے انتہا تک کل کتاب کا یہی رنگ ہے۔

طرز مناظرہ

اب جناب شاہ صاحب قدس سرہ کا طرز مناظرہ بھی ملاحظہ فرمایا جائے کہ خدا پاک تو ارشاد فرماتا ہے :-

پہلی آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

(پ ۱۴- س نحل- ع ۱۶)

تم اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے لوگون کو بلاؤ اور بحث و مباحثہ کرو تو اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو۔

دوسری آیت ولاتجادلوا اهل الکتاب الا بالتی ہے ۔ اس کا ترجمہ

احسن پ ۲۰ س عنکبوت تا ختم آیت جو یہ ہے

بخلاف ان احکام پاک کے سنت محمدی شیعیان علی ابن ابیطالب کو تیار عبداللہ بن سبا
کے نام سے جو ایک کافر یہودی تھا ملقب فرماتے ہین حالانکہ بروے عقاید امامیہ وہ دشمن تھا جسکو
جناب امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السلام نے آسی غلو کی وجہ سے تین دن قید رکھا اور جب اُسنے اپنے
عقاید باطلہ سے انحراف نہ کیا تو اُسکو آگ مین جلوا دیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین یہ روایت ہے :۔

عن عبداللہ بن شریک العامری ۔۔۔ عبداللہ بن شریک العامری اپنے والد سے ناقل ہین کہ

عن ابیہ قال فی خطبۃ ۔۔۔ جناب موصوف یہ سلام سے لوگون نے بیان کیا کہ بیان سجد کے

فیہ ان ۔۔۔ ۔۔۔ یہ کرتا ہے کہ علی سمجھتا یہ خیال کرتا ہے کہ

ترعمون انا نرفث ۔۔۔ اپنے کہ ہم ان باتون سے نہ اپنے ساتھ بلوا کر کہا کہ تم ہلاک

ہو کہ تم تو ہم ۔۔۔ وہ سب کہنے لگے اب ہمارے

ارواح ۔۔۔ آپ ہمارے رازق ہین آپ نے

ہم کو ۔۔۔ ہمارا ایمان تمہارے ہاتھ ایک نہ ہوگا

واطعتہ تابی اللہ ۔۔۔ ہین ہم آپ سے ضرور ملاقات کرینگے

ان یعذبنی فاللہ ۔۔۔ کی اطاعت کرے تو اللہ وہ مجھے ثواب عطا کریگا اور اگر ہین

فابوا فطردھم فلما کان ۔۔۔ روانہ کر دیا تو وہ مجھے عذاب کرے تو ظالم ہے

الغد غدوا علیہ فجاء قنبر ۔۔۔ تو دوسرا دن آنے پر انہون نے انکار کیا تب امیر علیہ السلام نے ان کو اپنے

فقال والله رجعوا یقولون ذاک ۔۔۔ پاس بلایا دوسرے دن وہ پھر آئے قنبر نے آکر عرض کیا کہ وہ لوگ

الکلام فقال ادخلھم علی ۔۔۔ آج پھر آئے ہین اور وہی بات کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ

فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما — میرے پاس لے آؤ اُنھون نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی

قال الا انه قال انکم ضالون مفتونون — اور آپنے بھی اُن سے وہی بات کہی جو پہلی کہی تھی مگر اُسکے ساتھ

فابوا فلما کان الیوم الثالث اتوه فقالوا — یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو اُنھون نے پھر بھی انکار کیا

له مثل ذلك القول نعتال لهم والله لائن — تیسرے روز پھر لوگ جناب امیرؑ کے سامنے لائے گئے آپ نے

قلتم لاقتلنکم باخبث قتلة فابوا الا — فرمایا کہ اگر تمنے پھر وہی بات کہی تو مین تم کو نہایت بری حالت

ان یتموا علی قولهم فخدلهم اخدودا — سے قتل کرونگا اُنھون نے پھر اِنکار کیا اور اپنی بات پر ثابت

بین باب المسجد والقصر واوقد فیه نارا — رہے۔ آپنے اُنکے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گڑھا کھدوا کر

وقال انی طارحکم فیها او تتوبون. فابوا — اس مین آگ جلوائی اور فرمایا اب بھی تم باز آؤ ورنہ مین تم کو

فقذفهم. خرج الذعبی فی التلخیص — اس گڑھے مین ڈالدونگا وہ لوگ اپنی ہٹ پر اڑے رہے

(ارجح المطالب صلا)

آپنے ان کو آمین ڈلوادیا۔

علماے کرام شیعہ سے اثبات استحباب کی نسبت جو مطاعن کتب صحاح سے لیکر پیش کیے ہین حضرت اُن کا جواب دینے سے پہلے علماے کرام شیعہ کی شان مین یہ الفاظ تحریر فرماتے ہین :۔

باید دانست کہ بعد از تتبع و استقرا — جاننا چاہیئے کہ بعد ملاحظہ کتب و تلاش بسیار

معلوم شد کہ در عالم ہیچ کس نبودہ است الا از — معلوم ہوا کہ دنیا مین کوئی ایسا شخص نہین گذرا جس پر

زبان بدگویان و عیب جویان بطعن و قدح — بدگویون نے زبان درازی اور عیب جویون نے نکتہ چینی

او جاری شد بلکہ حرف در جناب کبریا الہی ست — نہ کی ہو۔ حتی کہ خدا پر بھی بہتان کیا ہے۔ اور

و معلوم ست کہ معتزلہ بتقریب انکار — معتزلہ نے عصمت انبیا سے اِنکار کر کے

عصمت انبیا ہیچ پیامبرے را از ابتدائے — از حضرت آدمؑ تا جناب ختم الانبیاءؐ

حضرت آدم تا حضرت پیغمبر ما نگذاشتہ اند کہ — کسی کو نہین چھوڑا کہ اُن کو گناہ صغیرہ و کبیرہ سے

بجناب ایشان نسبت نہ کردہ لیکن بر عاقلان
پوشیدہ نیست کہ این ہمہ عوعوسگان
نسبت بہ نور افشانی ماہ است اصل نقص
منزلت آن بزرگان می کند

متہم نہ کیا مولیان متقلا سے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ
اس الزام کی وقعت بالکل ویسی ہی ہے جیسے چاند
کی روشنی دیکھکر کتے بھونکنا شروع کر دیتے ہین
لہذا اسی طرح ان بدگویون اور زبان درازون کی

(تحفہ صفحہ ۲۰۱)

یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ امامیہ خاک پر سجدہ کرتے ہین اور خاک کو بہت معمولی طاہر سمجھتے ہین حضرت قدس سرہٗ اس خاک پاک کی توہین اٹھا کرتے ہین کہ

البتہ از سجدہ کردن بر خاک احتراز
ندارند و در نہادن بجبہ خاک بر مقام سجود
ابا مہ بسیار راہ می یابد از آنکہ مہر نہادن
خاصہ کفار و منافقین ست چنانچہ سعر
البتہ این مضامین را بہ نظم آوردہ اند شیخ
گفتہ است

البتہ خاک پر سجدہ کرنے سے پرہیز
نہین کرتے ہین مگر اس مین بہت توہمات
ابا بہت بسیار راہ پاتا ہے اس سے کہ مہر رکھنا کفار و منافقین سے خصوصاً
سے ہے چنانچہ شعراے اہلسنت
اس مضمون کو اس طرح نظم کیا

ب

رباعی

از بغض و حسد مدام دل پاک است
دین شیشۂ صاف تر ز افلاک بہ است
بر مہر نماز میگذارد شیعی
یعنے کہ دہان سگ پر از خاک بہ است

ہمیشہ بغض و حسد سے دل کو پاک رکھنا اچھا ہے
کہ یہ آئینہ نہ افلاک سے بہتر ہے
مہر پر شیعہ سجدہ کرتے ہین
یعنے کتے کا منہ پر از خاک اچھا ہے

اسی طرح یہ رباعی بھی (نقل کفر کفر نہ باشد) تحریر فرماتے ہین :-

حق شیعہ ترا بگوید تا چند ۔ گر عاقلی این نکتہ ترا بس ہستند

خاک کہ کند سُنّی از و استنبا ۔ اینہا ہر سہ و سجدہ بروے بکنند

اب ناظرین غور کریں کہ مناظرہ کے متعلق اللہ بس شاہ نے کیا ارشاد فرماتا ہے اور جناب شاہ صاحب جو عمدۃ المناظرین زبدۃ المتکلمین افتخار المفسرین خاتم المحدثین اور حافظ قرآن ہین کس طرح خداوند متعال کے حکم کی تعمیل کرتے ہین اور اپنی عقیدت کا اظہار کس حسن سے فرماتے ہین کہ اس خاک پاک کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کا خون ملا ہوا ہے جس مطہر زمین کی سرخ مٹی حضرت جبرئیل نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاکر دی تھی اس مٹی کو کس کلوخ سے تشبیہ دیتے ہین فرماتے ہین کہ ۔ توصیف مین میری زبان قاصر ہے ۔

آفاقیان ندیدہ مرا ہیچ کار دان ۔ بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آخر اسی تحفہ کی بدولت نہ جناب شاہ صاحب نہ صرف آپ ہی بلکہ اپنے ہمسروں نیز اپنے خلفا کی بدنامی کے باعث ہوے ۔

قصہ مختصر کہ اس سرف ادبی لحاظ سے جناب شاہ صاحب کا یہ ارشاد کہ حسبۃ للہ تعالی باین رسالہ پرداختہ شد صادق نہین آتا بلکہ جو مقاصد انہون نے اس تالیف سے تھے وہ شیعون سے مخفی نہین ہین ۔

بوے یوسف کرد بینا دیدہ یعقوب را ۔ ورنہ این بادِ صبا چشمِ کسے بینا نہ کرد

عالیجناب ! مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس تالیف سے بجز اسکے کہ مذہب اہلسنت و الجماعت کا پردہ فاش ہو اور علماے اہلسنت کا تعصب ظاہر ہو اور اکثر صحابہ کے ایمان و اعمال کے حالات الم نشرح ہون اور کچھ حصول نہ ہوگا کیونکہ جب خود جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی غرض سے خدا تعالی کے عادل ہونے اور انبیا و مرسلین علیہم السلام کی عصمت سے انکار کیا اور قیدیان بدر سے

فدیہ لینے پر آیہ کریمہ

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم — اگر تحریر خدا پہلے سے نہ ہوگی ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے

فیما اخذتم عذاب عظیم (پ ۱۰ س انفال ع ۹) — اُسکے بارے مین تمپر بڑا سخت عذاب واقع ہوتا۔

اور دیگر آیات عتاب آمیز کا مورد محبوب خدا شاہ انبیا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا (معاذ اللہ من ذلک) اور جناب خلافت مآب حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خاطر آیہ وافی ہدایہ

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا — اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہین کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے

وحی یوحی (پ ۲۷ س النجم ع ۱) — وہ نہین ہے مگر وحی جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

کی تفسیر اسطرح کی کہ "جمیع اقوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطل ست بدلیل عقلی ونقلی" اور طرح طرح کی خطائین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام واصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانب (نعوذ باللہ من ذلک) منسوب کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

ماخذ ثبوت آل سعود کے اعمال کے لئے حاشیہ پڑھ کر لکھے گئے ہیں

امین ہمہ اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے مین قاصر اور عاجز رہے۔ شاہ صاحب تو درکنار خود حضرت کے خلفا بھی جنھون نے اپنے عہد خلافت مین اپنی ذات سے فضائل منسوب کرنے کی غرض سے جھوٹی حدیثین بنانے کے سلسلہ مین وضعان حدیث کو مشایخ جاگیرات مناصب و مراتب عطا کئے اور احادیث فضائل جناب امیر المومنین علیہ السلام کے چھپانے اور مٹانے مین اور صدہا احادیث معاذ اللہ اہبت اطہار کی طرف نسبت دینے کے لیے وضع کرانے کی فکر مین ہمہ تن مصروف و کوشان رہے جیسا کہ تواریخ اہلسنت مثل تاریخ ابو الفدا۔ الخ۔ وتاریخ مسعودی وتاریخ ابو الفدا وطبری وغیرہ وغیرہ مین ہے کہ امیر معاویہ نے حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کے حق مین بے شمار وضعی حدیثین بنوائین۔ ان تمام احادیث کو اپنی سلطنت کے تمام حصون مین بھیجکر تاکیدی حکم جاری کیا کہ

جمعہ کو ان احادیث کا وعظ کیا جائے اور طلبہ کو ان کا درس دیا جائے۔ آخر رفتہ رفتہ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل گم ہوتے گئے اور اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بزرگیوں کا چرچا ہوتا گیا اور شیخ ابو جعفر اسکافی اور ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ بنی اُمیہ کے زمانہ خلافت مین لوگون کو انعام واکرام دے کر اصحاب ثلاثہ اور خلفاے بنی اُمیہ کی فضیلت اور آل رسول اور اولاد بتول کی مذمت مین بے شمار احادیث وضع کرائی گئین حتیٰ کہ تقریباً سو برس تک علیؑ اور اولادؑ پر مسجدون مین بالاے منبر تبرے ہوتے رہے جیسا کہ تاریخ الخلفا، امام جلال الدین سیوطی مین ہے جسکی نقل یہ ہے:-

کان بنو امیۃ یسبون علی بن	بنی امیہ کا قاعدہ تھا کہ خطبون مین
ابی طالب فی الخصبۃ فلما ولی عمر	حضرت علی کی شان مین بے ادبی کیا کرتے جب عمر
بن عبد العزیز ابطلہ وکتب الی نوابہ	بن عبد العزیز حاکم بنا تو اُسنے اپنے عمال اور
بابطالہ وقرء مکانہ ان اللہ	حکام کے نام فرمان جاری کئے کہ ایسا نہ کیا جائے
یامر بالعدل والاحسان الایہ	اور بجائے اُن نا شائستہ الفاظ کے حکم دیا کہ
فاستمرت قراءتہا فی الخطبۃ الی الان	یہ آیت پڑھی جائے ان اللہ یامر بالعدل

صفحہ ۱۶۰ تاریخ الخلفا مطبوعہ محمدی لاہور سنہ ۱۳۰۹ھ و سنہ ۱۸۹۲ء والاحسان الخ

چنانچہ اِس کی تعمیل ہوتی چلی آئی لیکن مفسدون اور فتنہ پردازون کو خاندان رسالت و نبوت سے ایسی قلبی عداوت تھی کہ اُن کے فضائل ومراتب کا سننا تو درکنار اُن کے مداحین و منسوبین پر طرح طرح کی تکالیف کو روا رکھتے تھے۔ اور آل رسول کی مودت وعقیدت رکھنے کے جرم مین ان کو برسون مقید کرتے تھے اور انواع واقسام کے ظلم وستم کے ساتھ ہلاک کرتے تھے۔ مگر بفحواے آیۂ کریمہ

يريدون ليطفؤا نور الله بأفواههم — وہ تو یہ چاہتے ہین کہ خدا کا نور اپنے منھ سے بجھا دین

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۵ — اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو برا لگے۔

پ ۲۸ ۔ س الصف ۔ ع ۱

گل مُراد شگفتہ نہ ہوا۔ چنانچہ احمد بن حنبل نے مسند مین لکھا ہے کہ "لوگون نے حضرت علیؑ کی بزرگیون کو عداوت کیوجہ سے بہتیرا چھپایا بلکہ آپ کی مذمت مین نہایت کوشش کی مگر پھر بھی حضرت کے فضائل کی کثرت حیرت انگیز ہے

لیکن جسنے ایسا ارادہ کرکے بڑے بڑے تناور اس دریاے ناپیدا کنار سے بفحوائے ؎

دریں وطہ کشتی فروشد ہزار — کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

عبور نہ کرسکے تو شاہد صاحب کیا اور اُن کی سعی کیا۔ بلکہ جسقدر نور خدا کے بجھانے مین سعی و اہتمام کیا گیا اُسیقدر اُن خاصان خدا کا نام روشن اور نور حقیقت کا دریا موجزن ہوتا گیا ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد — ہر آنکس پف زند ریشش بسوزد

گو باد مخالف چلا کی۔ مزاحمت ہوا کی۔ مگر خاص و عام کی نظر مین اُن کی توقیر و منزلت یہ بڑھی کہ خداے پاک نے ان کے فضائل و مناقب خود انھین کے مخالفین اور معاندین کی زبان اور قلم سے ظاہر کرادیے اور ان کے دشمنون اور حاسدون کے معائب و مثالب کی روایتین۔ حدیثین۔ اور تفسیرین۔ انھین کے محدثین و مفسرین و متکلمین اور خاص امام محمد اسمعیل بخاری و مسلم نیسابوری کے قلم سے لکھوادین ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد — خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ ست

حالانکہ کسی اہل مذہب سے جو کہ اپنے پیشواؤن کی بزرگیون اور فضیلتون کا معتقد ہو اُس سے اُن کے معائب کی روایات کی توقع رکھنا یا جس کسی کے معائب کا وہ معتقد ہو اسکے فضائل کے اقرار کی

اُمید رکھنا بیجا ہے لیکن خدائے پاک نے اپنی حجت تمام کرنے کی غرض سے اہلسنت کو مجبور کر دیا کہ انھوں نے اپنے اصحاب و حسین کی برائیون کو خود ہی روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جناب قبلہ و کعبہ صوارم مین تحریر فرماتے ہین :۔

ہرچند از اہل مذہبے کہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایات فضائل آن شخص داشتن بیجاست وہمچنین بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی اتماماً للحجۃ قلوب مخالفین جناب امیر المومنین علیہ السلام را چنان مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بناء بر تقرب سلاطین بنی امیہ اخبار فضائل آن نہا را بسیار وضع نمودہ اند چون در دونگر را حافظہ نباشد بمان مخالفین از غایت نافہمی باعجاز جناب امیر المومنین بازیب اصحاب ثلثہ و اتباع ایشان را ہم مذکور ساختہ اند و علماء و محدثین ایشان چنین احادیث و اخبار را در کتب مصنفات خود مندرج فرمودہ اند

ہرچند کسی اہل مذہب سے کہ جو کسی شخص کے مطاعن کی روایت کرے۔ اُس سے اُسی شخص کے فضائل کے روایت کی توقع لینا بیجا ہے۔ اور اسی طرح اسکا عکس خلاف توقع اُمید ہوگا لیکن اللہ تعالی نے اپنی حجت کے پورا کرنے کی غرض سے جناب علی مرتضی کے دشمنون کے دلون کو ایسا مسخر کیا تھا کہ باوجود اسکے کہ انکو بنی عدی و تیم و اُمیہ کے بادشاہون سے تقرب حاصل تھا بہت سی روایات انکے فضائل مین وضع کین اور چونکہ جھوٹے کو کہی ہوئی بات یاد نہین رہتی اسلئے جملہ مخالفین نے اپنی نہایت نافہمی سے اور جناب امیر علیہ السلام کے اعجاز سے اصحاب ثلاثہ اور اُنکے تابعین کے معائب بیان کیے ہین اُنکے علماء اور محدثین نے بھی حدیثین اور روایتین اپنی اپنی کتابون اور تصنیفون مین درج کی ہین

پس آپ جناب شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی وغیرہ کے کلام کو صحیح باور کرکے انھین کی طرح جھوٹی روایتون اور وضعی حدیثون سے مذہب اہلسنت والجماعت کو اپنی سحر بیانی سے سچا بتانے کی سعی کرینگے تو ہم بھی اُنھین کے اقوال سے بلکہ کل محققین و محدثین اہلسنت بالخصوص جناب امام بخاری و مسلم کی زبان قلم سے اُن کا باطل ہونا اسلامی دنیا پر ثابت کر دینگے جس سے

منکشف ہوجائے گا کہ خدا کے نزدیک کون ہدایت پر ہے اور کون ضلالت مین بیسا کہ خدا فرماتا ہی۔

ربی اعلم من جاء بالھدی ومن ھوفی ضلال مبین ط پ ۲۰ س قصص

میرے پروردگار کو خوب معلوم ہے کہ اسکی طرف سے کون دین حق لیکر آیا ہی اور کون صریح گمراہی مین پڑا ہے۔

واضح ہو کہ اِس تالیف سے مجھے اپنے بھائیون کا دل دکھانا یا مجادلہ و مکابرہ کرنا یا اصحاب کرام پر نکتہ چینی کرنا مقصود نہین ہے بلکہ مہذبانہ و مودّبانہ طریقہ سے اپنے بھائیون کو ہوشیار کرنے کے لئے وہ اسناد جو اصحاب کرام کے 'امنوا وعملوا الصالحات' کے منافی ہین پیش کرکے گویا ان کی تصویر ان کو دکھانا چاہتا ہون۔ لہذا جو روایتین وحدیثین بغرض تردید کتب اہلسنت سے نقل کی جائین گی اگر وہ فی نفسہ سخت اور مکروہ ہون تو اُن اسناد کے پیش کرنے مین بموجب ارشاد جناب شاہ صاحب:۔

درین رسالہ انچہ در باب مطاعن صحابہ و ازواج خیر الانام مذکور شود لازم آید کہ راقم این حروف را ازان بری الذمہ شناسند و فارغ العہدہ انکارند زیرا کہ اصل کلام درین رسالہ مبنی بر اُصول اہلسنت و روایت ایشان ست

اس رسالہ میں جو کچھ دربارہ مطاعن اصحاب کرام وازواج مطہرات ذکر کیا جائے اُس سے مجھے بری الذمہ سمجھین۔ کیونکہ اصل کلام اس رسالہ مین اہلسنت کے اُصول اور اُن کی روایات پر مبنی ہے۔

مجھے معذور سمجھین۔ اِسلئے کہ وہ اسناد و روایات بعینہ انھین کی کتب سے ماخوذ ہین ؎

حافظ بخود نپوشید این خرقہ مے آلود ۔۔۔ اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را

اگر اسپر بھی ہمارا ایسی روایات کا نقل کرنا اور تاریخی واقعات کا بیان کرنا ناگوار خاطر ہو تو بقول سعدی ؎ "ہر کس از دست غیر ناله کند ۔۔۔ سعدی از دست خویشتن فریاد" حضرت پیر و مرشد ہی کو دعائے خیر سے یاد کرین۔

اہلسنت تحقیق حق سے گریز کرتے ہین

المختصر اگر برادران اہلِ سنت کو واقعی تحقیق حق منظور ہوتی تو تحفہ کے روشن جوابات اُنکے لئے چراغ ہدایت تھے لہذا علما و فضلا ء اہلسنت پر لازم تھا کہ اُن جوابات کو ملاحظہ فرماتے اور شاہ صاحب کے سوالات اور علماے امامیہ کے جوابات پر کافی غور کرتے تاکہ حق و باطل مین تمیز ہوجاتی اور اس تیرہ سو برس کے قضیہ کا اِس طرح فیصلہ ہوجاتا کہ یا باثبات حقیت مذہب اہلسنت ہمکو اپنے مذہب مین شامل کرلیتے یا خود مذہب حقہ اثنا عشریہ مین داخل ہوجاتے۔ مگر اِس سے اُنھون نے گریز کیا۔ کیونکہ تحفہ کے جوابات دیکھنے اور سُننے سے اُن کے پیشواؤن کے کارنامے اور بدعنوانیان طشت از بام ہوتی تھین اور مذہب بھی رخصت ہوتا تھا۔ بنا برین یہ سمجھ کر کہ ؎

جانتا ہون ثواب طاعت وزہد　　پر طبیعت ادھر نہین آتی

خاموش ہورہے۔ چنانچہ کتاب لاجواب عبقات الانوار کے متعلق جناب مولوی مرزا عابد علی بیگ صاحب قزلباش اپنی مفید تالیف الموسوم بہ "ایاک جلی فی شان مولانا علی" مین یہ حکایت تحریر فرماتے ہین کہ:-

"مولوی مقرب علی صاحب رئیس جگراؤن نے مجھ سے فرمایا کہ مقام گجرات و پنجاب مین میرا قیام تھا۔ ایک عالم اہلسنت سے راہ و رسم ہوگئی وہ اکثر تشریف لایا کرتے تھے ایک روز عبقات الانوار پر اُن کی نظر پڑی اُسکے مطالعہ کا اشتیاق ظاہر کیا مین نے کتاب حوالہ کردی دیکھتا کیا ہون کہ دوسرے روز کتاب بغل مین لئے چلے آتے ہین۔ مین نے پوچھا کہ آپ اِس کتاب کا مطالعہ فرماچکے وہ بیچارے سیدھے سادے سنّی مسلمان فرمانے لگے "حضرت! مجکو معلوم ہوگیا یہ کتاب ایسی ہے جس کو پڑھکر آدمی سُنّی نہین رہ سکتا۔ لہذا مین اُس کو واپس لے آیا ہون اب نہ پڑھونگا"

پس یہ تیرہ سو برس کا جھگڑا بروز فردا عادلِ حقیقی ہی مٹائے گا جیساکہ خود ارشاد

فاللہ یحکم بینھم یوم القیامۃ — پس اللہ ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا

فیما کانوا فیہ یختلفون ۵ (پ ۱ س بقرہ) — جن مین اُن کو اختلاف ہی۔

اِس صورت مین مصنفین و مولفین اہلسنت کا سیکڑون کتابین اور ہزارون رسالے تصنیف و تالیف کرنا واقعی بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالنے پر مبنی ہے جس کا مواخذہ اُن سے ضرور ہوگا۔ قولہ تعالی :۔

ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم — یہ لوگ اپنے (گناہ کے) بوجھ تو یقینی اُٹھائین ہی گے اور اپنے

ولیسئلن یوم القیامۃ عما کانوا یفترون — بوجھون کے ساتھ انھین گمراہ کیا) اُنکے بھی اُٹھائینگے۔ اور جو جو

(پ ۲۰ س عنکبوت ع ۱) — افترا پردازیان یہ لوگ کرتے رہے قیامت کے دن اُنسے ضرور بازپرس ہوگی

غرض حقیت مذہب اہلسنت و الجماعت کی نسبت آپکے دلائل عقلی وشواہد نقلی وہی ہونگے جو تحفہ اور منتہی الکلام وغیرہ مین مذکور ہین اور جنکو علمائے کرام شیعہ رد کر چکے ہین اور مین بھی بعون اللہ تعالی ایات بیّنات کی بدولت قند مکرر کے طور پر اُن کی توضیح و تشریح کرتا ہون۔

الحمد للہ کہ مین نے اپنی تحقیق مین مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو مطابق کلام الٰہی و احادیث نبوی سچا اور مذہب اہلسنت والجماعت کو جھوٹا پایا۔ خدا کرے کہ میرے سُنّی بھائی جو اپنے کو ہدایت یافتہ اور ہم کو گمراہ جانتے ہین اِس کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائین۔ صدق نیت شرط ہے خدا توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اچھا ہو اور بہت اچھا ہو کہ اب بھی اپنے عقائد کی اصلاح کرین اور صراط مستقیم اختیار فرمائین وما علینا الا البلاغ

اور یہی دعا میری اپنے سب بھائی بھتیجون اور کل مومنین و مومنات کے بارے مین ہے کہ اپنے ایمان و عقائد پر قائم رہین اور الحمد للہ وہ پاک عقیدہ یہ ہے

نوشتہ بر در فردوس کاتبانِ قضا — نبیؐ رسول ولیعہد حیدر کرارؑ

مدتمنان منشین حافظا! تو لا کن نجات خویش طلب کن بجان بہشت و چہار

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ۵

حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و شکر اس امر پر کرتے ہین کہ اُس نے ہم کو راہ راست کی توفیق عطا فرمائی اگر وہ ہماری ہدایت ۔ فرماتا تو ہم راہ راست پر نہوتے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

ای اللہ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر

jabir.abbas@yahoo.com

قال

یہ سب پر ظاہر ہے کہ دونون مذہب کا اختلافی مسئلہ معاملہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اہل سنت اُن کو اچھا جانتے ہین اور شیعہ اُن کو بُرا سمجھتے ہین بلکہ جس طرح پر اہلسنت ان کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل و ایمان و اسلام مین سب سے بہت اور کامل جانتے ہین اوسی طرح پر شیعہ اُن کو سب سے زیادہ تر برا اور خراب حتیٰ کہ کافر و مرتد کہتے ہین

پس درحقیقت یہی ایک مسئلہ ایسا ہے جسپر دونون مذہب کی حقیقت اور بطلان کا مدار ہے۔ یعنی اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کے صحابہ کا ایمان اور اسلام مین کامل ہونا اور مرتے دم تک اُن کا ثابت قدم رہنا ثابت ہوگیا تو بلاشبہہ سنیون کا مذہب حق اور شیعون کا مذہب باطل۔ اور اگر برخلاف اسکے ان کا کافر و مرتد ہونا [illegible] معلوم ہوا تو شیعون کا مذہب سچا اور سنیون کا مذہب جھوٹا۔ اب ہم اول صحابہ کے فضائل بیان کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے پھر جو مطاعن کا جو صحابہ کی نسبت امامیہ کہتے ہین دینگے [illegible] آیات بینات صفحہ ۳

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اقوال

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا — این روز نو بسے عجیب تر شائست

قال ... [illegible] ... زنعتہ الٰہی ۔

... [illegible] ... اسلام ... [illegible] ... سے روز ... حق آیا ... [illegible] ... ملک ہوا

... [illegible] ... ثابت ہے بس ... [illegible] ... ۔

اثنا عشری ... [illegible] ... مذہب ... [illegible] ... اہلسنت ... [illegible] ... فضیلت معاویہ ... [illegible] ... کا اختلاف ... [illegible] ... اختلافات ... [illegible] ... اگرچہ ... [illegible] ... سے بحث کرنا مقصود نہیں ہے مگر ... [illegible] ... قرآن و حدیث ... [illegible] ... پر عمل ... [illegible] ... کی برتری ہے ... [illegible] ... تاویلات اور توجیہات کرتے ہیں ... [illegible] ... بیان کئے ... [illegible] ... گذشتہ ... [illegible] ... ۔

یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی — اے ایمان والو جب نماز کے لئے اٹھو تو دھو لیا کرو

الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق — اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا

وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین — ٹخنوں تک پاؤں کو مسح کر لیا کرو۔

(پ ٦ س مائدہ ع ٢)

مبنی علی القرأتین المشهورتین فی قوله — ابن کثیر اور حمزہ اور ابو عمر اور عاصم

وارجلکم فقراء ابن کثیر وحمزة وابو عمر — نے روایت ابوبکر مین ارجلکم کے لام کو

وعاصم فی روایة ابی بکر بالجر عنه — زیر پڑھا ہے۔

تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۵۵۴ و ۵۵۶ طبوعہ مصر)

اسی طرح رفع نجاست کیلئے حسب احکام الٰہی واحادیث حضرت رسالت پناہی پانی مخصوص ہے اور اسی سے طاہر کرنے کا حکم ہے جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہین :-

" پاک کرنے والا پانی ہے دوسری چیز اس کے قائم مقام نہین ہوسکتی ،

اور تفسیر فتح العزیز جلد سوم صفحہ (۳۳۴) مین ہے۔

ہمان بزرگ (یعنی جبرئیل علیہ السلام) بعد — حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان

از تعلیم این آیات پائے خود را بر زمین زد و چشمہ — آیتون کو پڑھانے کے بعد زمین پر اپنا قدم مارا

آب روان پیدا شد آنحضرت را طریقۂ طہارت و — تو پانی کا چشمہ نکلا اور پانی سے آپ کو طریقۂ طہارت

وضو و استنجا بیاموخت۔ — وضو و استنجا سکھایا۔

بخلاف اسکے حضرت عمر استنجا بجاے پانی کے ڈھیلے سے کیا کرتے تھے جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین :-

وروی ابوبکر عن یسار بن نمیر — یعنی ابوبکر نے یسار بن نمیر سے روایت کی ہے

کان عمر اذا بال مسح ذکره بحایط — کہ جب حضرت عمر پیشاب کرتے تھے دیوار یا پتھر سے

او بحجر ولم یمس الماء (ازالۃ الخفا) — پونچھتے تھے پانی سے پاک نہین کرتے تھے۔

اسی بنا پر اہل سنت بھی ڈھیلا استعمال کرتے ہین۔

اسی طرح مسئلہ میراث مین شیعہ حسب آیۂ کریمہ :-

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر — تمہارا اللہ لوگون کو تمہاری اولاد کے حق مین وصیت کرتا

مثل حظ الانثیین (پ۴۔ س نسا۔ ع۱) ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیون کے برابر ہے۔

اولاد انبیا علیہم السلام کو ان کے مال کا وارث ٹھہرانے ہین لیکن اہلسنت حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ اوّل کے اِس قول کے بموجب

عن ابی بکر الصدیق قال قال — حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیان ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ — فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم گروہ

وسلم نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث — انبیاء کسیکے وارث ہوتے ہین نہ دوسرے لوگ ہمارے مال کے

ما ترکنا صدقۃ — اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ تصدق ہے۔

اس وراثت کے منکر ہین شیعہ خلفاء کے اس عمل کو جو اُنھون نے خلاف حکم خدا بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میراث پدری سے محروم کر دیا تھا۔ خلاف حق سمجھتے ہین اور اہلسنت اپنے خلیفہ صاحب کے حکم کو عدل و انصاف سے تعبیر کرتے ہین چنانچہ اس کی مفصل بحث جلد دوم مسئلہ میراث انبیا مین کی جاے گی انشاء اللہ المستعان۔

اب فرمائیے کہ "حسبنا کتاب اللہ" کہنے والون نے بیٹی کو باپ کے ترکہ سے آیا کتاب خدا کی بنا پر محروم کر دیا تھا یا اپنی خاص مصلحت و حکمت کی وجہ سے۔ اس بارے مین اہلسنت فرمان الٰہی پر چلتے ہین یا اپنے خلیفہ صاحب کے حکم پر۔ پس یہ سب اختلافات اِس سبب سے ہین کہ ائمۂ اثنا عشر کے احکام پر عمل نہین کیا جاتا جو بحکم خدا و رسول اوصیا اور خلفاے برحق ہین اور سب کی شریعت شریعت مصطفوی ہے۔

اِسی طرح مسئلۂ جبر و اختیار مین بھی اختلاف ہے یعنی امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ

لا جبر ولا تفویض بل امر — نہ تو افعال عباد مین بالکل جبر ہے اور نہ بالکل تفویض بلکہ

بین الامرین — انھین دو کے درمیان مین ایک امر ہے۔

یعنی بندہ ایسا صاحب اختیار نہین ہے کہ خدا کی قدرت اور اُسکے اختیار سے باہر ہو جائے نہ ایسا ناچار و مجبور ہے کہ کچھ کر ہی نہ سکے اور اسکے ہر فعل کا فاعل خداے پاک ہی ہو۔ بخلاف اسکے اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے فعل مین مجبور ہے اُسکے ہر فعل نیک و بد کا فاعل خدا ہے اور بندون کے جملہ افعال بارادت الٰہی واقع ہوتے ہین اور خیر۔ شر۔ معصیت۔ ہدایت۔ ضلالت شرک و ایمان بحکم الٰہی ہین بلکہ مشکوٰۃ شریف مین تو یہان تک ہے کہ خدا بندے کو دوزخ یا جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اُس سے اعمال بھی ویسے ہی کراتا ہے وہ روایت یہ ہے:۔

وعن مسلم بن یسار قال سئل عمر بن الخطابؓ عن هذه الاية واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم الی آخر الاية قال عمر سمعت رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم يسال عنها فقال ان الله خلق آدم ثم مسح ظهره بيمينه فاستخرج منه ذريته فقال خلقت هؤلاء للجنة وبعمل اهل الجنة يعملون ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذريته فقال خلقت هؤلاء للنار

مسلم بن یسار سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ سے اِس آیت کے متعلق (جب پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے اُن کی اولاد پیدا کی) استفسار کیا تو جواب دیا کہ مین نے سُنا ہے کہ اسی آیت کے بارے مین کسی نے رسول اللہؐ سے سوال کیا تھا ان حضرت نے فرمایا بتحقیق جب آدم کو اللہ نے پیدا کیا اور اُن کی پشت پر داہنی جانب اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُنکی اولاد پیدا کی تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ مین نے اِن کو جنت کیلئے اور اہل جنت کے سے اعمال کرنیکیلئے پیدا کیا ہے پھر اُنکی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُن کی اولاد پیدا کی تو فرمایا کہ مین نے اِنکو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے،

وبعمل اهل النار يعملون فقال — اور یہ لوگ دوزخیوں کے مانند اعمال کرینگے پس

رجل ففيما يعمل يارسول الله فقال — ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کس واسطے عمل

رسول الله صلعم ان الله اذا خلق — کرتا ہے فرمایا بتحقیق خداوند عالم جب بندے کو

العبد للجنة استعمله بعمل اهل — جنت کے واسطے خلق کرتا ہے تو اس سے اہل جنت

الجنة حتى يموت على عمل من — کے سے کام کراتا ہے یہانتک کہ وہ اسی عمل

اعمال اهل الجنة فيدخل به الجنة — پر مرتا ہے پس اس کو بسبب ان اعمال کے خدا

واذا خلق العبد استعمله بعمل — بہشت عطا کرتا ہے اور جب بندے کو دوزخ

اهل النار حتى يموت على عمل من — کیلئے خلق کرتا ہے تو اس سے اعمال اہل دوزخ

اعمال اهل النار فيدخل به النار — کے سے کراتا ہے یہانتک کہ وہ جب ان اعمال پر

رواه مالك والترمذى وابوداؤد — مرتا ہے تو انھیں اعمال کے وجہ سے اس کو

مشكوٰة شريف باب الايمان بالقدر — دوزخ میں ڈالتا ہے

فصل دوم (صفحہ ۵۲ اشعۃ اللمعات و صفحہ ۲۰ و منہ ہرتی جلد اول) (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۱)

اور اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم سے اس باب کی فصل اول میں صاحب مشکوۃ نے نقل کی ہے:۔

عن عبدالله بن عمر قال — عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہا

قال رسول الله صلى الله عليه وآله — فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

وسلم ان قلوب بنى آدم كلها بين — کہ سب بنی آدم کے دل خدا کی دو انگلیوں کے

اصبعين من اصابع الرحمن كقلب — بیچ میں ہیں مثل قلب واحد کے پھیرتا ہے ان کو

واحد يصرفه كيف يشاء ثم قال — جس طرح چاہتا ہے۔ پھر کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم خدایا دلون کے پھیرنے والے ہمارے دلون کو

مصرف القلوب صرف قلوبنا علی اپنی طاعت کیطرف پھیر

طاعتك (رواہ مسلم) (روایت کی ہے مسلم نے) (از مشکوۃ باب ایمان بالقدر)

اسی طرح امام فخر الدین رازیؒ نہایۃ العقول مین فرماتے ہین۔

الذی اتفق علیہ اصحابنا یعنی امر متفق علیہ درمیان ہمارے اصحاب کے

العبد غیر فاعل بالاستقلال و یہ ہے کہ بندہ باستقلال خیر و شر کا فاعل نہین ہے بندون

افعال العباد الاختیاریۃ واقعۃ کے افعال اختیاری صرف قدرت خدا سے واقع ہوتے ہین

بقدرۃ اللہ وحدھا ولیس لقدرتھم اور بندون کی قدرت کو اسمین بالکل تاثیر نہین ہے

تاثیر فیھا بل اللہ سبحانہ بلکہ خدا نے اپنی یہ عادت جاری کی ہے کہ بندون

جری عادتہ بانہ یوجد فی العبد مین قدرت اور اختیار کو پیدا کرتا ہے۔ پس

قدرۃ واختیارا فیکون فعل بندون کے افعال بلحاظ ایجاد و احداث کے

العبد مخلوقا للہ ابداعا واحداثا خدائے تعالیٰ ہی کے پیدا کئے ہوئے ہین اور

الی اٰخرہ بندون کے مکسوب ہین۔

امام موصوف نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ آیۂ کریمہ "ربما یود الذین کفروا" کی تفسیر اس سے بھی بڑھ کر کی ہے اور وہ یہ ہے:۔

احتج اصحابنا بھذہ الایۃ ہمارے علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ

علی ان اللہ تعالیٰ یسد عن الایمان خدا بندون کو ایمان لانے سے روکتا ہے اور مکلف کے

ویفعل بالمکلف ما یکون لہ مفسد ساتھ ویسا عمل کرتا ہے جس سے اسکا دین فاسد اور

فی الدین۔ برباد ہو جائے (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۲۷۵ مطبوعہ مصر)

نیز امام موصوف آیہ کریمہ

من یصرف عنہ یومئذ فقد رحمہ ذلک الفوز المبین (پ۔ س انعام ع ۲)

جس سے اُس دن (عذاب) ٹل جائے یقینی اُس پر خدا کی رحمت ہوئی اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

کی تفسیر ان الفاظ مین کرتے ہین :۔

المسئلۃ الثانیۃ دلت الایۃ علی ان الطاعۃ لاتوجب الثواب والمعصیۃ لاتوجب العقاب (تفسیر کبیر جلد چہارم ص۲۵)

یہ آیت اِسپر دلالت کرتی ہے کہ انسان تو عبادت کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور نہ گناہون کے سبب سے عذاب کا

رسالہ علم کلام

اِس موقع پر کچھ خلاصہ عبارت جناب شمس العلما شبلی نعمانی کے رسالہ علم الکلام سے بھی نقل کیا جاتا ہے جسکے ملاحظہ سے اہل سنت کے مذہبی مسائل کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے :۔

(۱) یہ عجب بات ہے کہ اگرچہ فرقہ حنفیہ جو تمام فرقہاے اسلام سے تعداد مین زیادہ ہے اعتقادات کے لحاظ سے ماتریدیہ ہے مگر علم کلام مین اشعریہ کے مقابلہ مین ماتریدیہ کی شہرت نہایت کم ہے اِس عدم شہرت کا یہانتک اثر ہوا کہ آج اکثر علماے حنفیہ اشاعرہ ہی کے ہم عقیدہ ہین ماتریدیہ کی گمنامی کی وجہ یہ ہوئی کہ علماے حنفیہ نے علم کلام مین بہت کم تصانیف کین۔ اِس فن مین جسقدر مشہور و معرکۃ الآرا کتابین ہین وہ شافعیہ کی تصنیفات ہین جو عموماً اشعریہ تھے۔ اِس علم کلام کے جو مہمات مسائل ہین اور جو اشعریون کے نزدیک سنت اور معتزال مین حد فاصل ہین۔ ان کو ہم اس مقام پر امام غزالی و رازی و اشعری کے اصل الفاظ مین لکھتے ہین :۔

(۲) انہ یجوز علی اللہ سبحانہ ان یکلف الخلق مالا یطیقونہ۔

خدا کو جائز ہے کہ انسان کو ایسے کام کی تکلیف دے جو اُس کی طاقت سے باہر ہے

خلافا للمعتزلۃ	اور معتزلہ اسکے خلاف ہین
(۳) ان اللہ عزوجل یلام الخلق وتعذیبھم من غیر جرم سابق ومن غیر ثواب لاحق خلافا للمعتزلہ	خدا کو حق ہے کہ وہ مخلوقات کو عذاب دے بغیر اسکے کہ انکا کوئی پہلا جرم ہو یا ان کو ثواب لاحق ملے معتزلہ اسکے خلاف ہین۔
(۴) انہ تعالی یفعل بعبادہ ما یشاء فلا یجب علیہ رعایۃ الاصلح بعبادہ	خدا اپنے بندون کے ساتھ جو چاہے کرے اسکے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ کام کرے جو مخلوقات کے لئے مناسب ہے۔
(۵) ان معرفۃ اللہ سبحانہ وطاعتہ واجبۃ بایجاب اللہ وشرعہ لا بالعقل خلافا للمعتزلہ	خدا کا پہچاننا اور اسکی طاعت واجب ہے شرع کی رو سے نہ عقل کی رو سے معتزلہ اسکے خلاف ہین

یہ عقائد انھین عبارتون کے ساتھ احیاء العلوم امام غزالی مین مذکور ہین۔

(۶) قال اصحابنا دلت الایۃ علی انہ تعالی لا یراعی مصالح الدین والدنیا۔ (تفسیر کبیر) (وآیۃ) ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا (سورۂ مائدہ)	ہمارے اصحاب (اشاعرہ) اس بات کے قائل ہین کہ آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ (خدا تعالی دین و دنیا کی مصلحتون کا لحاظ نہین رکھتا) اور یقیناً بہتون کے کفر و سرکشی اس کلام سے جو تجھپر نازل کیا گیا ہے بڑھ جائے گی۔
(۷) ان البنیۃ لیست الشرط فی الحیوۃ فالنار علی ما ھی علیہ یجوز ان یخلق اللہ الحیوۃ والعقل والنطق فیھا وعند المعتزلۃ ذلک غیر جائز	زندگی کے لئے کوئی جسم یا خاص بناوٹ شرط نہین مثلاً خدا آگ مین عقل اور زندگی و گویائی پیدا کر سکتا ہے۔ معتزلہ اس کے خلاف ہین

لا تؤثر ... عبد فی ... الم — آدمی کے اعمال مین قدرت کا کچھ اثر نہین

یہ عقائد تمام کتب عقائد مین مذکور ہین یہ وہ عقائد ہین جو اشعریہ کے ساتھ مخصوص ہین کہے ہوا

اور عقائد بھی ہین جنکو امام غزالی نے احیاء العلوم کے شروع مین نقل کیا ہے اور پھر ان کی تائید

کی ہے انتہی (منقول از رد التحفہ صفحہ ۱۴۴ تا ۱۵۰)

یہ عقائد خلاف آیات ... ہیں

غرض اہلسنت کے یہ عقائد ہین جو ان مین سے ایک کا بھی منکر ہوگا وہ یقیناً اپنے سچے مذہب سے خارج ہوجائے گا حالانکہ عقائد مذکورہ بالا صریحاً احکام الٰہی کے خلاف ہین جیسا کہ حق تعالیٰ جا بجا اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ — خدا کسی نفس کو اسکی طاقت سے بڑھکر تکلیف نہین دیتا

(۲) وما اللہ یرید ظلما للعباد — اور خدا بندون مین کسی پر ظلم کا ارادہ نہین کرتا

(۳) انی لا اضیع عمل عامل منکم ... — مین تم مین سے کسی عمل کرنے والے کا ... ضائع نہ کرونگا۔

(۴) فالیوم لا تظلم نفس شیئا ولا تجزون الا ما کنتم تعملون (پ ۲۳ ... ع ۳) — آج کسی نفس پر ... ظلم نہ ہوگا اور تم کو بدلہ نہ دیا جائیگا مگر اسکا جو تم ... کیا کرتے تھے۔

(۵) فاما من ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیة واما من خفت موازینه فامه هاویة۔ وما ادراک ما هی نار حامیة — پس جسکے اعمال کی تول بھاری ہوگی وہ تو ... عیش مین ہوتا اور جسکے اعمال کی تول ہلکی ہوگی اسکا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے بھڑکتی ہوئی آگ ہے

(۶) وما ظلمناهم ولکن کانوا هم الظالمین (پ ۲۵ ... ع ...) — اور ہمنے انپر کوئی ظلم نہین کیا لیکن وہ اپنے حق مین آپ ظالم تھے

اِسی قسم کے متعدد آیات الٰہی اِس بات پر شہادت دے رہی ہین کہ بندے بروز قیامت اپنے اعمال کی جزا وسزا پائینگے اور خدا کسی پر ظلم نہین کرتا۔ پس ایسے عقائد سے کہ جسسے خدائے عزوجل کا غیر عادل ہونا سمجھا جائے شیعہ پناہ مانگتے ہین۔

غرض مذہب امامیہ مین عدل باریتعالیٰ عین اصول دین سے ہے لیکن مذہب اہلسنت مین اس قسم کے عقائد سے خدا ظالم ٹھہرتا ہے (نعوذ باللہ منہا)

اِسی سلسلہ مین صفات سلبیہ باریتعالیٰ کے متعلق ان کے جو عقائد ہین وہ بھی نقل کیئے جاتے ہین صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے۔

(۱) عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ینزل ربنا تبارك وتعالی كل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخر فیقول من یدعونی فاستجیب له ومن یسألنی فاعطیته ومن یستغفرنی فاغفرله (بخاری جلد اول باب الدعاء والصلوٰة)

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر رات مین آسمان دنیا کی طرف اُتر کر کھڑا رہتا ہے۔ یہانتک کہ جب ایک تہائی رات رہجاتی ہے تو فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا کرے گا مین اس کی دعا کو قبول کرونگا اور جو مجھ سے طلب کریگا وہ عطا کرونگا اور جو استغفار کرے گا مین اسکو بخشدونگا۔

اور یہی روایت مشکوۃ شریف مین بھی موجود ہے دیکھو صفحہ ۸۷ جلد دوم مطبوعہ لاہور ترجمہ مولوی وحید الزمان خان صاحب۔

(۲) یا امة محمد ما احد اغیر من الله (کتاب الغیرۃ صفحہ ۱۶۳)

یعنی خدا سے زیادہ کوئی غیرت مند نہین ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح مین حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ

(۳) قالت فقدت رسول الله صلعم لیلة فاذا هو بالبقیع فقال انت تخافین ان یحیف الله علیك ورسوله قلت یارسول الله انی ظننت انك اتیت بعض نساءك فقال ان الله ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم وکلب (جلد ۲ صفحہ ۲۰)

ایک شب مین نے رسول اللہ صلعم کو اپنے بستر پر نہ پایا دیکھا تو جنت البقیع مین ہین حضرت نے فرمایا کہ تم گمان کرتی ہو کہ خدا و رسول تم پر جیف وظلم کرتے ہین عائشہ نے کہا کہ ہم کو گمان ہوا کہ آپ اپنی کسی زوجہ کے یہان تشریف لیگئے ہین حضرت نے فرمایا خداوند عالم شب نصف شعبان کو آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور بموے سگ وگوسفند سے زیادہ لوگون کو بخشتا ہے۔

اہلسنت کی صحاح مین یہ بھی ہے کہ

(۴) یضع الجبار قدمه فی النار فتقول قط قط بعزتك و کرمك۔

جب خداوند عالم آتش جہنم مین اپنا پاؤن ڈالیگا تو جہنم کہے گا بس بس قسم ہے تیرے عزت وکرم کی اسی قدر کافی ہے۔

دوسری روایتون مین یہ بھی ہے کہ

(۵) یقول لجهنم هل امتلأت وتقول هل من مزید حتی یضع رب العزة فیها قدمه فتقول قط قط

کہ خدا جب جہنم سے دریافت کریگا کہ تیرا پیٹ بھر گیا یا اور کچھ چاہیئے تو وہ کہتا جائے گا اور چاہیئے اور چاہیئے یہان تک کہ خدا اس مین اپنا پاؤن ڈالے گا اسوقت جہنم کہیگا بس بس

(رد التحفہ جلد اول صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴)

الحمد للہ کہ شیعیان علیؑ ایسے عقاید سے کہ جن سے خدا تعالی کا مجسم اور اس کی ذات مین کسیطرح کا نقص وعیب ہونا لازم آئے محفوظ ہین۔

عقائد درباره صفات ثبوتیه بلبیه

شیعہ صفات ثبوتیہ باری تعالیٰ کو عین ذات جانتے ہین اور اہلسنت خارج عن الذات۔

امامیہ کے نزدیک اللہ جل شانہ نے براہ فضل وکرم انبیاء کا مبعوث کرنا اپنی ذات پاک پر واجب فرمالیا ہے۔ اس لئے کہ جب تک وہ اپنے بندون کو راہ حق نہ بتائے اور اپنی حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک کسی کو جنت عطا کرنا اور کسی کو دوزخ مین ڈالنا صریح خلاف عدل ہوگا اور یہ شایان شان ربوبیت نہین ہے جیسا کہ ان آیات پاک سے ظاہر ہوتا ہے۔

اختلاف متعلق بابت انبیاء

(۱) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۲)

جبتک ہم رسول بھیجکر حجت تمام نہ کرلین کسی کو اس کے گناہ کی سزا نہین دیتے۔

(۲) ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک من قبل ان نذل ونخزی (پ ۱۶ س طہ ع ۱۰)

اور اگر ہم اُن کو اس رسول کے آنے سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کردیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تونے ہمارے پاس کوئی رسول کیون نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیرے حکم کی پیروی کرتے۔

لیکن علمائے اہلسنت اسکے بھی خلاف ہیں جیسا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے ہین۔

دین عقیدہ خللے وفسادے کہ ہست ظاہر وبیداست چہ ہیچ چیز بر ذمہ باری تعالیٰ واجب نیست ومرتبہ الوہیت شایان آن ندارد (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۶۶)

اس عقیدے مین جو خلل اور فساد ہے وہ ظاہر ہے اسلئے کہ خدا پر کوئی چیز واجب نہین ہے اور ہرگز یہ امر اس کی شان معبودیت کے لائق نہین

مسئلہ رویت

مسئلہ رویت باریتعالیٰ مین اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کما لقمر فی لیلۃ البدر یعنی ہم اپنی آنکھون سے اس طرح خدا کو دیکھینگے جیسے چاند کو چاندنی رات مین دیکھتے ہین) اور شیعہ اس رویت کے قطعاً مخالف ہین اور اس آیہ کریمہ سے استدلال کرتے ہین:۔

فلما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا فلما افاق قال سبحنک تبت الیک وانا اول المومنین ۵

(پ ۹ س اعراف ع ۱۷)

درجب موسیٰ ہمارے پاس آئے اور انکے پروردگار نے انسے باتین کین موسیٰ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلا دے کہ مین تجھے دیکھون فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہین دیکھوگے لیکن پہاڑ کیطرف نظر کرو اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو آیندہ تم مجھے دیکھ لوگے پس جب تجلی پروردگار اُسکا پہاڑ (والون) کے لئے جلوہ افروز ہوا تو اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور حضرت موسیٰ غش کھا کر گر پڑے پھر جب ہوش مین آئے کہنے لگے تیری ذات منزہ ہی مین تیرے حضور مین توبہ کرتا ہون اور مین اہل زمانہ سے پہلا ہون جو اس بات پر ایمان لایا ہون کہ تو دیکھا نہین جا سکتا

مفسرین امامیہ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر اپنی عنوان کی ہے۔

"انا اول المومنین۔ تفسیر شیخ البیان مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یون منقول ہین کہ تمہارے لوگون سے پہلا ہون جو اس بات پر ایمان لایا اور اس بات کی تصدیق کرینگے کہ تو ان آنکھون سے دیکھا نہین جاتا اور نہ کبھی دیکھا جا سکتا۔

عیون اخبار الرضا مین جو حدیث ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ خدا نے کیا وہ اتنا نہین جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ کا سوال بیٹھے امام نے فرمایا کہ اللہ بیشک اس بات کو جانتے تھے لیکن وقت دین گذرا تھا کہ جب بنی کو شرف کلام حاصل ہوا ہے تو انھون نے آکر بیان کیا اگر لوگون نے اس کا یقین نہین کیا اور کہہ دیا جب تک ہم خود اپنے کانون سے سن نہ لینگے اسوقت تک ایمان نہ لائینگے وہ لوگ تعداد مین سات لاکھ تھے جب حضرت موسیٰ نے اُن مین سے ستر آدمی منتخب کر لئے اور انھین لے کر طور سینا پر گئے دامن کوہ مین تو اُن کو چھوڑا اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے خدا سے تعالیٰ نے ایک درخت مین قوت گویائی پیدا

کردی تھی اب لوگون کی جرأت یہان تک بڑھ گئی کہ صاف اُنھون نے کہدیا کہ جب تک خدا
کو ظاہر بظاہر نہ دیکھینگے ہرگز ایمان نہ لائینگے پس بڑے بول کے سبب اُن پر بجلی گری وہ سب کے
سب مرگئے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ پروردگارا! بنی اسرائیل مجھپر الزام رکھینگے کہ تیرا دعوے
غلط ہے اسوجہ سے تونے اُن سب کو قتل کرادیا خدا تعالیٰ نے پھر اُن کو زندہ کردیا۔ اُنھون نے
موسیٰ سے کہا اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کرلیتا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
ایہا الناس! خدا آنکھون سے نہین دیکھا جاتا وہ آیات اور علامات سے پہچانا جاتا ہے اُنھون نے
کہا جب تک آپ سوال نہ کرینگے ہما! ایمان لانا ناممکن ہے حضرت موسیٰ نے کہا خدایا تو نے
انکا قول سن لیا وحی ہوئی کہ اے موسیٰ جو کچھ یہ کہتے ہین تم سوال کرو ہم اُنکے جہل کے سبب سے
تم سے مواخذہ نہ کرینگے یہ اطمینان ہونے پر موسیٰ نے وہ جرأت کی تھی جسکا ذکر اُس آیت مین ہے۔

(دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۰۰)

مسئلہ امامت

اب مسئلہ امامت پر غور فرمایا جائے کہ آیا بعد انقضائے زمانۂ نبوت نصب امام واجب ہے
یا نہین؟ اور اگر ہے تو خدا پر ہے یا بندون پر؟ مذہب امامیہ مین امامت اُصول دین مین داخل ہے
اور بدلیل قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ امام کو منصوص من اللہ سمجھتے ہین نیز عصمت کو شرائط
امامت سے جانتے ہین۔ بخلاف اِسکے اہلسنت کے نزدیک امامت نہ اُصول دین سے ہے۔ اور
نہ امام کا معصوم ہونا لازم ہے۔ بلکہ اس کا دارومدار اجماع پر قرار دیتے ہین کہ امت جس کو چاہے خلیفہ
یا امام بنالے اور اگر کسی پر بوجہ اسکی ناقابلیت کے اجماع ممکن نہو لیکن وہ اگر اپنی قوت وطاقت سے لوگون
پر قابو پاجائے تو اس کو بھی امام کہتے ہین جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہین۔

اہلسنت والجماعت امام شخصے را گویند کہ مسلط باشد بر مردم بطوع وتسلیم یا بقہر وغلبہ (مسلول ص۲)

ان قاضی صاحب کو شاہ صاحب نے رسالۂ بستان المحدثین مین بہیقی وقت بتایا ہے۔

جو ایک بڑے عالم جید اہلسنت سے تھے۔ اور عصمت امام تو ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہین ہے۔ اور نہ خطا و معصیت اور فسق و فجور مانع امامت و خلافت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین یہ حدیث ہے۔

صلوا خلف کل بر و فاجر — یعنی ہر نیکو کار و بدکار کے پیچھے نماز پڑھو۔

اور اسی کو کتب عقائد مین برابر نقل کیا ہے شرح عقائد نسفی صـ ۱۱۵ مطبوعہ شوکت اسلام لکھنو۔ بلکہ خاتم المحدثین کے نزدیک تو امام کا منصوص من اللہ ہونا باعث فتنہ و فساد ہے جیسا کہ تحفہ کے باب ہفتم متعلقہ امامت صفحہ (۱۱۴) مین فرماتے ہین۔

اگر بتامل نظر کنیم معلوم می توانیم کرد کہ — بشرط غور ہم یہ معلوم کر سکتے ہین کہ خدا

نصب امامت از جانب خدا متضمن مفاسد — کی طرف سے امام کا تعین ہونا بڑے فتنہ و فساد

بسیار ست۔ — پر مشتمل ہے۔

سبحان اللہ چند خود غرض لوگ۔ خلاف احکام خدا و رسول جس فاسق و فاجر کو چاہین اپنا امام بنالین۔ یا قابو پاکر خود بخود زبردستی کوئی امام بن جائے وہ تو موجب امن و امان ہو اور جو منصوص من اللہ ہو وہ باعث وقوع فتنہ و فساد سمجھا جائے

اختلاف در بارہ عصمت انبیاء و ائمہ

اس کے برعکس شیعہ انبیاء کرام اور ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معصوم جانتے ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کی نسبت بھی ان کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من المہد الی اللحد معصوم ہین اور حسب آیہ کریمہ

ان اتبع الا ما یوحی الی۔ — تم کہو مین وہی کہتا ہون جو مجھپر وحی کی جاتی ہے

آنحضرت کے ہر حکم کو خدا کی طرف سے سمجھ کر امتثال حکم کو اپنے اوپر واجب و لازم جانتے ہین۔ اہلسنت نہ ائمہ اطہار کو معصوم جانتے ہین نہ انبیاء علیہم السلام کو یہانتک کہ اشرف الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی انکا یہ عقیدہ ہے کہ آپ نبوت و رسالت سے پہلے چالیس سال کی عمر تک

اپنی قوم کے دین پر رہے نعوذ باللہ من ذلک چنانچہ امام فخر الدین رازی آیۂ کریمہ

ووجدك ضالاً فهدى	اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود کو پہونچایا۔

کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :۔

فاعلم ان بعض الناس ذهب	آگاہ ہو کہ بعض لوگون کا قول ہو رسول اللہ
الی انه کان کافرا فی اول الامر	ابتدا مین کافر تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی
ثم هداه الله وجعله نبیا قال	اور نبوت کا درجہ دیا اور کلبی قائل ہین کہ ووجدك
الکلبی ووجدك ضالا یعنی فی	ضالا سے مراد یہ ہے کہ تم کو گمراہ لوگون مین
قوم ضلال فهداك للتوحید	کافر پایا پھر موحد بنایا اور توحید کی ہدایت کی اور
وقال السدی کان علی دین	سدی قائل ہین کہ رسول اللہ چالیس سال تک
قومه اربعین سنة	اپنی قوم کے دین پر رہے۔

تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۶۰۲ مطبوعہ مصر

اور مولوی عبد العلی صاحب اہلسنت کے یہان بحر العلوم کہے جاتے ہین اس فرقہ کو جو عصمت انبیا کا قائل ہے بدعتی و رافضی بتاتے ہین جیسا کہ شرح مسلم الثبوت صفحہ (۳۶۹) جلد اول مطبوعہ لکھنؤ مین تحریر فرماتے ہین اس کی نقل یہ ہے :۔

ولا تسمع الی قول من یقول ان	یعنی تم انکا کہنا نہ سنو جو یہ کہتے ہین کہ انبیا
الانبیاء کیف خطئونی فی احکام الله تع	کیونکر خطا کر سکتے ہین تبلیغ احکام خدا مین کیونکہ یہ
فان هذا القول صدر من شیاطین	قول انکا ہے جو اہل بدعت و روافض سے ہین کیا
اهل البدعة کالروافض وغیرهم الم تر	تم نہین دیکھتے کہ اہل حق سنت و الجماعت کے جو قاطع
اهل الحق من اهل السنة والجماعة القامعین	بدعت ہین کہ شر خطا کو انبیاء پر جائز
للبدعة الکثرهم یجوزون علی الانبیاء الخطاء	جانتے ہین

کہ اظہر فی ساری بدر من سید العالم صلی — جیساکہ اسارے بدر کے بارے مین خود

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین — سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا۔

اور علامہ قوشجی کے نزدیک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل دیگر مجتہدین کے ایک مجتہد تھے

اقوال رسولخدا مین تفریق

(یہ قول آگے نقل ہوگا)

عالیجناب شاہ صاحب فرماتے ہین کہ صرف آیات قرآن جو آنحضرت امت کو سناتے تھے وحی ہین نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول پیغام خدا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول وحی ہوتا تو خود آنحضرت پر خدا انکو عتاب کیون فرماتا جیسا کہ کئی جگہ قرآن مجید مین ہے جناب ممدوح کے ارشاد کی نقل یہ ہے ملاحظہ ہو۔

جمیع اقوال پیغمبر وحی ست پس باطل — پیغمبر کی ہر بات کا وحی سمجھنا لیل عقلی و نقلی سے باطل ہے

ست ہم بدلیل عقلی و ہم بدلیل نقلی اما عقلی پس — دلیل عقلی تو یہ کہ ہر صاحب فہم

نزد ہر عاقل ظاہر ست کہ معنی رسول رساندہ — پر ظاہر ہے کہ رسول کے معنی پیغام پہنچانے کے ہین

پیغام ست و چون اضافت بخدا کردیم رساندہ — پس رسول پر اس قدر ذکر ہوا کہ رسول

پیغام خدا معنی این لفظ شد پس در ضمن رسالت — پر وحی آتی ہو اسکے لیے ضرور نہ تھا

ہمین قدر داخل ست کہ بسوے او وحی آمدہ باشد — پیغام ہم کو پہنچانے کے لیے کلام غیب یا پیغام خدا

وبواسطہ او پیغامی از جانب خدا بابرسد نہ آنکہ — ہے اور آیہ وما ینطق عن الھوی کی تصریح

ہر قول او پیغام خدا باشد و آیہ وما ینطق — جسکے معنی یہ ہین کہ رسول اللہ بموجب وحی کلام کرتے

عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی صریح خلاف — ہین نہ اپنی خواہش نفس سے) صرف قرآن کی حد

بقرآن ست بدلیل علمہ شدید القوی نہ عام در — تک ہے نہ کہ اس سے زیادہ یعنی آیات قرآن کے علاوہ جو کچھ

جمیع اقوال پیغمبر واین امر دشمن ست کہ اگر کسے را — رسول کا ارشاد ہو ان آیات کا تعلق نہین ظاہر ہے کہ اگر کوئی

بادشاہے یا امیرے رسول خود کردہ بجانب ملکے — بادشاہ یا امیر کسی کو اپنا رسول مقرر کر کے کسی

بفرستد ہرگز مردم آن ملک بجمیع اقوال آن رسول — ملک کو بھیجے تو اس ملک کے لوگ اس سفیر کی ہر بات کو

یا از جانب آن بادشاہ و آن امیر نخواہند دانست — بادشاہ یا امیر کی جانب سے تصور نہ کرینگے اور دلیل نقلی

اما نقلی پس برائے آنکہ اگر اقوال آنحضرت تمام — یہ ہے کہ اگر آنحضرت کی سب باتیں بمنزلہ وحی خدا

وحی منزل من اللہ می شد در قرآن مجید — ہوتیں تو قرآن مجید میں آنحضرت کی بعض باتوں پر کیوں

چرا بہ بعضے اقوال آنحضرت عتاب میفرمود حالانکہ — عتاب فرماتا۔ حالانکہ چند مقامات میں آنحضرت پر

در جا با عتاب شدید نازل شد عفا اللہ عنک — سخت عتاب نازل ہوا ہے جیسا کہ آیہ عفا اللہ عنک

لم اذنت لہم قولہ تعالیٰ ولا تکن للخائنین — میں ہے کہ خدا تم کو معاف کرے تم نے ان کو کیوں

خصیما واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا — اجازت دی قولہ تعالیٰ اور نہ تم خیانت کرنے والوں

رحیما ولا تجادل عن الذین یختانون — اور خصومت کرنے والوں کی طرف سے خدا سے طلب آمرزش

انفسہم الی آخر الآیۃ و در اذن دادن گرفتن — کرو اور بے تحقیق خدا غفور و رحیم ہے اور جو ایک دوسرے سے

فدیہ از بندیان بدر این شدت چرا — خیانت کرتے ہیں ان سے جدال نہ کرو۔ قیدیان بدر

واقع میشد کہ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم — سے فدیہ لینے کی اجازت دیدینے پر اتنا تشدد کیوں ہوتا

فیما اخذتم عذاب عظیم — (اگر خدا پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو جو کچھ تمنے لیا اسکی بابت تمپر

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۹۶) — ضرور سخت عذاب نازل ہوتا)

جناب شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب اور ان کے مرید رشید شمس العلما شبلی نعمانی بھی یہی تفریق کرتے ہیں جیسا کہ الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۰ میں ہے جسکی نقل یہ ہے :-

" سب سے پہلا یہ مرحلہ تھا کہ آنحضرت سے جو اقوال و افعال منقول ہیں وہ کلیۃً مسائل کا ماخذ ہو سکتے ہیں یا ان میں کوئی تفریق ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس بحث پر حجۃ اللہ البالغہ میں

ایک نہایت مفید مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے جو افعال و اقوال مروی ہین اُن کی دُو قسمین ہین - ایک وہ جو منصب نبوت سے تعلق رکھتے ہین اُن کی نسبت خدا کا ارشاد ہے کہ وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (یعنی پیغمبر جو چیز تم کو دے وہ لو اور جس چیز سے روکے اُس سے باز رہو) دوسری وہ جن کو منصب رسالت سے تعلق نہین چنانچہ اُن کے متعلق خود آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے انما انا بشر اذا امرتکم بشئ من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشئ من رای فانما انا بشر (یعنی مین آدمی ہون اسلئے جب مین دین کی بابت کچھ حکم دون تو اُسکو لو - اور جب اپنی راے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون -

شاہ ولی اللہ صاحب نے احادیث کے مراتب مین جو فرق بتایا ہے اور جس سے کوئی صاحب نظر انکار نہین کرسکتا اِس تفریق مراتب کے موجد در اصل حضرت عمرؓ ہین

غرض یہ توجیہات و تلبیسات خاص صحابہ کی خاطر کی گئی ہین کہ کسی نے تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو مثل ایک بشر کے سمجھا کسی نے اِس مہبط وحی الٰہی کو مجتہد جانا - کسی کا قول ہے کہ جیسے ہم بشر ہین ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہین - بلکہ شبلی صاحب کے بیان سے تو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلعم پر ترجیح ہوتی ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ

"حضرت عمر کو اِس امتیاز مراتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام مین جب اُنھون نے دخل دیا تو آنحضرت نے اُسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی بلکہ متعدد معاملات مین حضرت عمر کی راے کو اختیار فرمایا اور بعض موقعون پر تو خود وحی الٰہی نے حضرت عمر کی راے کی تائید کی - قیدیان بدر - حجاب ازواج مطہرات - نماز بر جنازۂ منافق ان تمام معاملات مین وحی جو آئی وہ حضرت عمر کی راے کے موافق آئی - (الفاروق) صفحہ ۱۹۲ حصہ دوم

بھائیو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جب علامۂ موصوف جناب رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو

مثل دوسرے مجتہدون کے ایک مجتہد بتاتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب ایک پیغام رسان اور فرائض نبوت و رسالت صرف اسی پر محدود کرتے ہین۔ کہ

ذمۂ رسالت ہمین قدر داخل ست کہ — رسالت کی خصوصیت مین صرف اسیقدر ہے

بسوے او وحی آمدہ باشد و بواسطۂ او پیغامے از جانب — کہ اسپر وحی نازل ہوتی ہو اور اسکے توسط سے ہم تک خدا کا

خدا برسد نہ آنکہ ہر قول پیغمبر قول خدا باشد۔ — پیغام پہونچے نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول خدا کا قول ہو۔

تو پھر بخاری شریف کو کس بنا پر اصح الکتب بعد کلام الباری کا خطاب دیا گیا ہے حالانکہ اسمین تو کل اقوال رسول اللہ ہی سے منسوب کیے گئے ہین نہ کہ خدا سے اور وہ بھی اس صورت سے کہ زید سے روایت ہے کہ اس نے بکر سے اور بکر نے عمرو سے اور عمرو نے خالد سے اور خالد نے فلان سے اور فلان نے فلان سے یہ ارشاد آنحضرت کا سنا تھا اور جب آنحضرت کے احکام مین مذکورۂ بالا تفریق قرار دیگئی تو جناب خاتم المحدثین کے قول سے بخاری شریف کی سب حدیثین عموماً اور حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث وماترکناہ صدقۃ خصوصاً۔ ناقابل عمل ثابت ہوئین اور حضرت ابوبکر رضہ کا ایک ایسی حدیث بیان کرکے جو قرآن کی آیت کے بھی بالکل خلاف تھی جناب سیدہ ؑ سے فدک چھین لینا کیونکر جائز ہوا۔ پس اہلسنت نے بخاری شریف کو جو اپنے مذہب کا محفوظ قلعہ سمجھ رکھا ہے وہ شاہ صاحب کے قول کی بنیاد سے منہدم ہوا جاتا ہے ؎

ناز م کہ بار قیبان دامن کشان گذشتی — گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اگرچہ شاہ صاحب کے بیان سے حدیثون کی کوئی مرتبت و عظمت باقی نہین رہی مگر اس پر بھی ہم ایک ایسی معتبر سند پیش کرتے ہین جس سے اہل سنت کسی طرح انکار نہین کرسکتے اور ان کو بجز اسکے کوئی چارا ہی نہین ہے کہ بخاری شریف کی حرمت و منزلت سے دست بردار ہون۔ یعنے اہلسنت نے محض اپنا مذہب قائم رکھنے کی غرض سے اس کو کتاب خدا کے ہم پایہ بنا رکھا ہے۔ ورنہ

اس تفریق کے موجد حضرت عمر ہین

اُن کے خلفا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ تو اپنے اپنے عہد خلافت مین اپنے مساعی جمیلہ اور توجہات مخصوصہ اِس امر خاص پر مبذول رکھتے تھے کہ کوئی صحابی قرآن کے سوا حدیث کا نام بھی زبان پر نہ لائے بلکہ اِس معاملہ مین ان کو یہان تک جدوجد تھی کہ جو کوئی حدیث بیان کرتا اُس کو دُرّے لگاتے اور قید کرتے تھے۔ چنانچہ اس بارے مین جو کچھ شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق مین رقم طراز ہین اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے اُمید ہے کہ اسکو تعمق نظر سے ملاحظہ فرمائینگے۔

سب سے بڑا کام جو حضرت عمر نے اِس فن کے متعلق کیا وہ حدیثون کی تنقید اور فن جرح وتعدیل کا ایجاد کرنا تھا۔ آج کل بلکہ مدت مدید سے یہ حالت ہے کہ جو چیز آنحضرت کی طرف منسوب کردیجاتی ہے گو صحیح نہ ہو اسکو فوراً رواج اور قبول حاصل ہوجاتا ہے اسی بنا پر یہود یون کی تمام مزخرفات احادیث نبوی کے مجموعہ مین شامل ہوگئین محدثین نے اتنا کیا کہ جرح وتعدیل کی روک ٹوک سے تعمیم کو روک دیا لیکن جب کسی راوی کی تعدیل ان کے نزدیک ثابت ہوجاتی تھی تو پھر ان کو زیادہ جستجو نہین ہوتی۔ اسکے ساتھ قرن اول کی نسبت اُنھون نے یہ عام کلیہ قائم کرلیا کہ کسی روایت مین ضعف کا احتمال نہین ہوسکتا۔ لیکن حضرت عمر اس نکتہ سے واقف تھے کہ جو چیزین خصائص بشری سے ہین اُن سے کوئی زمانہ مستثنیٰ نہین ہوسکتا۔ اِسلئے وہ احادیث کی جانچ مین مین تمام وہی احتمالات ملحوظ رکھتے تھے جو محدثین نے زمانۂ مابعد مین پیدا کئے۔ ایک دفعہ ابوموسی اشعری ان سے ملنے آئے اور تین دفعہ استیذان کے طور پر کہا اَلسَّلامُ عَلَیْکُم۔ ابوموسیٰ حاضر ہے حضرت عمرؓ اسوقت کسی کام مین مصروف تھے اِسلئے متوجہ نہ ہوسکے۔ کام سے فارغ ہوچکے تو فرمایا ابوموسی کہان ہین وہ آئے تو کہا تم کیون واپس چلے گئے۔ اُنھون نے کہا مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ تین دفعہ اذن مانگو اگر اسپر بھی اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس روایت کا ثبوت دو ورنہ مین تم کو سزا دونگا ابوموسی اشعری صحابہ کے پاس گئے اور

حقیقت حال بیان کی چنانچہ ابو سعید نے آکر شہادت دی کہ مین نے رسول اللہ سے یہ حدیث سُنی ہے

حضرت اُبی بن کعب نے کہا کہ عمر تم رسول اللہ کے اصحاب کو عذاب دینا چاہتے ہو فرمایا مین نے ایک

روایت سُنی ہے اُس کی تصدیق کرنی چاہی ۔ فقہ کا ایک مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جس عورت کو طلاق

بائن دیجائے اُس کو عدۃ کے زمانہ تک نان و نفقہ اور مکان ملنا چاہیئے یا نہین قرآن مجید مین ہے

اسکنوا ھن من حیث سکنتم جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملنا چاہیئے۔ اور مکان کے ساتھ نفقہ

خود ایک لازمی چیز ہے ۔ فاطمہ بنت قیس ایک صحابیہ تھین اُن کو اُن کے شوہر نے طلاق بائن

دی وہ آنحضرت کے پاس گئین کہ مجکو نان و نفقہ کا حق ہے یا نہین ۔ اُن کا بیان ہے کہ آنحضرت

نے فرمایا نہین ۔ فاطمہ نے یہ روایت حضرت عمر کے سامنے بیان کی تو حضرت عمر نے کہا کہ ہم

قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے معلوم نہین کہ اُس کو حدیث یاد رہی کہ نہین

حضرت عمر کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ روایت مین خواہ مخواہ کمی و بیشی ہو جاتی ہے اسلئے

روایت کے بارے مین سخت احتیاط شروع کی اسکے متعلق اُنھون نے جو بندشین کین آجکل

لوگون کو اُنپر مشکل سے یقین آسکتا ہے اِسلئے مین اِس موقع پر خود کچھ نہ لکھونگا بلکہ بہت بڑے

بڑے محدثون نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو نقل کر کے ترجمہ کر دونگا ۔

علامہ ذہبی جن سے بڑھ کر اُن کے بعد کوئی محدث نہین گذرا اور جو حافظ بن حجر

بخاری وغیرہ کے شیخ الشیوخ ہین تذکرۃ الحفاظ مین حضرت عمر کے حالات مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر

اِس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرت سے روایت کرنے مین غلطی نہ کرین صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ

سے کم روایت کرین تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہو کر قرآن کو یاد کرنے مے غافل نہ ہو جائین

قرظہ بن کعب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے ہم کو عراق پر روانہ کیا تو خود مشایعت کو نکلے

اور کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ مین کیون تمھارے ساتھ ساتھ آتا ہون لوگون نے کہا کہ ہماری عزت

بڑھانے کو فرمایا کہ ہان لیکن اِسکے ساتھ یہ غرض بھی ہے کہ تم لوگ ایسے مقام مین جاتے ہو
جہان کے لوگون کی آواز شہد کی مکھی کی طرح قرآن پڑھنے مین گونجتی رہتی ہے تم اُنکو حدیثون
مین نہ پھنسا لینا قرآن مین آمیزش نہ کرو اور رسول اللہ سے کم روایت کرو اور مین تمھارا
شریک ہون پس جب قرطہ وہان پہونچے تو لوگون نے کہا کہ حدیث بیان کیجئے اُنھون نے کہا کہ
عمر نے ہم کو منع کیا ہے ابوسلمہ کہتے ہین کہ ہم نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانہ مین بھی اسطرح
حدیثین روایت کرتے تھے اُنھون نے کہا کہ اگر مین ایسا کرتا تو عمر مجکو دُرّے سے مارتے حضرت عمر
نے عبداللہ بن مسعود۔ ابوذر۔ ابومسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت سی
روایتین کرنی شروع کین۔ حضرت عمر کا خود مقصد اُنھین کی تصریح سے ظاہر ہو سکتا ہے مورخ
بلاذری نے جو محدث بھی ہین انساب الاشراف مین روایت کی ہے لوگون نے ان سے
(حضرت عمر سے) کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص
لحدثتکم بہ (یعنی اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے مین مجھ سے کمی وبیشی ہوجائیگی
تو مین حدیث کرتا) مورخ مذکور نے اِس روایت کو بسند متصل روایت کیا ہے۔ اور اُسکے رواۃ
یہ ہین۔ محمد بن سعد۔ عبدالمجید بن عبدالرحمٰن الحمانی۔ نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہ۔ موسیٰ
بن طلحہ۔ ابوالحوّ مکیہ حضرت عمر کو اپنی نسبت جو ڈر تھا وہی اورون کی نسبت بھی ہونا چاہئیے تھا
اِس خیال کی تصدیق اس سے اور زیادہ ہوتی ہے کہ عبداللہ بن مسعود جو مقامات علمی مین
حضرت عمر کے تربیت یافتہ خاص تھے اُن کی نسبت محدثین نے لکھا ہے یعنی وہ روایت
مین سختی کرتے تھے اور اپنے شاگردون کو ڈانٹتے رہتے تھے کہ الفاظ حدیث کے محفوظ رکھنے
مین بے پروائی نہ کرین محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کم حدیثین روایت کرتے تھے یہان تک
کہ سال سال بھر قال رسول اللہ نہین کہتے تھے۔ حضرت عمر کو روایت کے بارے مین جو احتیاط

تھی اگرچہ اُنسے پہلے بھی اکابر صحابہ کو تھی۔ جیساکہ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین حضرت ابوبکرؓ کے حال
مین لکھا ہے کہ سب سے پہلے جنسے احادیث کے باب مین احتیاط کی وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ علامۂ موصوف نے حاکم سے
یہ بھی روایت کی کہ حضرت ابوبکر نے پانسو حدیثین قلمبند کی تھین لیکن پھر اُن کو آگ مین
جلا دیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اُسکے ذریعہ سے روایت کی ہو اور
وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو لیکن حضرت عمر کی روک ٹوک اور ضبط احتیاط سے اگرچہ یہ نتیجہ ضرور ہوا
کہ حدیثین کم روایت کی گئین لیکن جسقدر روایت کی گئین وہ ہر قسم کے احتمالات سے بے داغ
تھین اُن کے بعد اگرچہ احادیث کو بہت وسعت ہوگئی لیکن اعتماد وحق کا وہ پایہ نہ رہا۔
شاہ ولی اللہ صاحب نے نہایت سچ لکھا ہے:۔

ہرچند کہ جمیع صحابہ عدول اند در روایت	ہرچند کہ کل صحابہ عادل ہین۔ اور
ہمہ مقبول وعمل بموجب انچہ بروایت	اُن سب کی روایتین مقبول اور واجب العمل
صدوق از ایشان ثابت شود لازم امد میان	مین بشرطیکہ اُن کی صحت ثابت ہو مگر
انچہ از حدیث وفقہ در زمن فاروق اعظم	زمانہ عمر فاروق مین جو کچھ حدیث وفقہ
بود وانچہ بعد وے حادث شدہ فرق	کا حال تھا اور جو اُن کے بعد احداث ہوے
مابین السموات والارض ست۔	اُن مین زمین وآسمان کا فرق ہے۔

(الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۲)

بھائیو! شبلی صاحب کی اِس روایت کو جس کے راوی وہ اصحاب ہین جو امام محمد اسمعیل بخاری کے بھی پیشوا و امام تھے پڑھو۔ اور غور کرو کہ جب خود آپ کے خلفاء جو آپ کے حسب عقیدہ فلک اسلام کے شمس وقمر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وگوش اور محرم اسرار خفی وجلی تھے جن کی راویان صحیح بخاری مین وضع وراج کمی ہین

راست پر اللہ جل شانہ نے متعدد آیتین نازل فرمائین ان اصحاب کبار کی بیان کی ہوئی حدیثون کی

صحبت مین جو شب و روز اپنے پیغمبر کی صحبت مین رہے۔ نمازون اور جہادون مین شریک اور خلوت و جلوت مین انیس و جلیس۔ سفر مین ہمرکاب۔ حضر مین ہم کلام جنھون نے بلا واسطہ خود صاحب شریعت سے تعلیم و ہدایت پائی۔ اور بلا واسطہ مصحف ناطق سے علم قرآن حاصل کیا شک و شبہہ کرین۔ حضرت عمر اُن جلیل القدر اصحاب کو حدیث بیان کرنے سے روکین۔ اِس جرم مین اُن کو محبوس کرین۔ دُرّے لگائین خود افضل الصحابہ حضرت ابوبکرؓ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مشتبہ سمجھکر جلا ڈالین اور حضرت عمرؓ جنکا سینہ مخزن علوم و فنون سمجھا جاتا ہے اپنی زبان مبارک سے مسئلہ کے جواب دینے مین یہ عذر کرین کہ

"اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کی روایت مین مجھ سے کچھ کمی بیشی ہو جائے گی تو مین حدیث بیان کرتا"

تو محل استعجاب ہے کہ امام محمد اسمعیل بخاری نے دو سو چھتیس برس کے بعد اُن لوگون کی بیان کی ہوئی حدیثون پر کیونکر اعتبار کر لیا جو اپنے پیغمبر اور اپنے خلفا کی زیارت سے بھی مشرف نہ ہوے تھے نہ ان اصحاب کبار اور تابعین کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ تھے بلکہ راویان احادیث بخاری شریف اکثر وہ لوگ ہین جو بعہد امیر معاویہ صاحب و عہد عبدالملک خلفاء بنی امیہ وضع حدیث پر مامور کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اِس صورت مین امام صاحب موصوف نے چھ لاکھ حدیثون مین سے انتخاب کر کے صحیح بخاری مرتب کی اور راویان حدیث مین اُن لوگون کو بھی شامل کر لیا جو اُس زمانہ مین خوارج و نواصب مشہور تھے جیسا کہ جناب فاضل جلیل محمد بن عقیل جو مشاہیر علماے حیدرآباد سے ہین اپنے نصائح کافیہ مین ایک طولانی روایت ان احادیث کی شان مین تحریر فرماتے ہین ہم اُسکا خلاصہ بقدر ضرورت اِس جگہ نقل کرتے ہین ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوگا کہ حدیثون کے راوی جنکے کلام سے امام بخاری نے حدیثین اخذ کی ہین کس درجے اور مرتبے کے تھے۔ نیز اُن کے ایمان تو ایمان بلکہ اسلام کی کیا حالت تھی:۔

الاتری ان من روایۃ الصحیح غیر
الذی عددھم من الصحابۃ واصطلحوا
علی تعدیلھم مروان بن الحکم
(الفائل) للحسن بن علی انکم اھل بیت
ملعونون وعمران بن حطان الخارجی
القائل الابیات المشھورۃ یثنی بھا
علی اشقی الاخرین ابن ملجم
ویثلب الامام علی بن ابی طالب
وحریز بن عثمان الرجبی الذی نقل
عنہ صاحب التھذیب انہ کان
ینقض علیا وینال منہ ثم قال اسمعیل
بن عیاشی عادلت حریز بن
عثمان من مصر الی مکۃ فجعل
یسب علیا ویلعنہ وقال ایضا
سمعت حریز بن عثمان یقول ھذا
الذی یروی الناس عن النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال
لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ حق ولکن اخطأ السامع

کیا تم نہین دیکھتے کہ منجملہ راویان صحیح بخاری
کے علاوہ اُن صحابہ کے جن کو یہ لوگ عادل سمجھتے
ہین مروان بن حکم بھی ہے جس نے جناب امام
حسن علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اُن اہلبیت سے
ہو جو (معاذ اللہ) ملعون ہین (قرآن مین شجرۂ
ملعونہ بنی امیہ کے بارے مین نازل ہوا ہے)
اُنھین مین عمران بن حطان خارجی بھی ہے
جو اُن اشعار کا قائل ہے جن مین ابن ملجم (ملعون)
کی تعریف اور جناب امیرؑ کی مذمت کیگئی ہے
اُنھین مین حریز بن عثمان رجبی بھی ہے جسکی
نسبت (تہذیب التہذیب) ابن حجر عسقلانی
مین ہے کہ وہ جناب امیرؑ کی تنقیص کرتا اور (معاذ اللہ)
گالیان دیا کرتا تھا۔ اسمعیل بن عیاشی کہتے
ہین کہ ہم مصر سے مکہ تک اُس کے ساتھ رہے۔
وہ جناب امیرؑ کو (معاذ اللہ) گالیان دیتا اور لعنت کرتا
تھا۔ وہی اسمعیل بن عیاشی حریز بن عثمان سے روایت
کرتا ہے کہ اُسنے کہا کہ جو لوگ یہ روایت کرتے ہین
کہ حضرتؐ نے فرمایا علی منی بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ یہ صحیح تو ہے لیکن سننے والے کو دھوکا ہوا

قلت فما هو قال انما هو انت بمنزلة قارون من من موسٰی وذکر الازدی ان حریز بن عثمان روی ان النبی صلی الله علیه واله وسلم لما اراد ان یرکب جاء علی بن ابیطالب فحل حرام البغلة لیقع النبی صلی الله علیه واله وسلم وقیل لیحیی بن صالح لم لا تکتب عن حریز فقال کیف اکتب عن رجل صلیت معه الفجر سبع سنین فکان لا یخرج من المسجد حتی یلعن علیا سبعین مرة وقال ابن حبان کان یلعن علیا بالغداة سبعین مرة وبالعشی سبعین مرة فقیل له فی ذلك فقال هو القاطع روس اباءی وامثال هؤلاء الرواة کثیرون ولاکن هؤلاء الثلاثة مروان وعمران وحریز عنوان ومثال لانیهم من رواة صحیح البخاری الذی قالوا عنه اصح کتب الحدیث و

مین نے کہا سننے مین کیا غلطی ہوئی کہا وہ اِن الفاظ مین ہے انت منی بمنزلة قارون من موسٰی آزدی کہتے ہین کہ حریز بن عثمان نے یہ روایت کی ہی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ خچر پر سوار ہون تو جناب امیر نے آکر اس کی باگ اس غرض سے کھولدی کہ حضرت گر پڑین یحییٰ بن صالح سے کسی نے پوچھا تو حریز کی حدیثین کیون نہین لکھتا تو اُسنے کہا کہ مین کیونکر ایسے شخص سے روایت کرون جسکے ساتھ مین نے سات برس نماز صبح پڑھی اور دیکھا کہ وہ مسجد سے جبتک جناب امیرؑ پر ستر مرتبہ لعنت نہین کر لیتا باہر نہین نکلتا تھا۔ اور ابن حبان کہتے ہین کہ ستر مرتبہ صبح اور ستر مرتبہ شام لعنت کرتا تھا کسی نے وجہ پوچھی تو کہا انھون نے ہمارے باپ دادا کے سرون کو تن سے جدا کیا ہے ایسے راویان حدیث بہت کثرت سے ہین ہمنے بطور مثال وعنوان ان تینون نامون کو پیش کیا ہے۔ ایک مروان دوسرے عمران بن حطان تیسرے حریز بن عثمان کیونکہ یہ سب راویان صحیح بخاری سے ہین جسکی نسبت دعوی کیا جاتا ہی کہ تمام کتب احادیث مین وہ سب سے زیادہ صحیح ہے

قال الذهبی فی ترجمۃ المصعبی انہ انصر اھل الزمان للسنۃ وانہ شم قال ولکنہ یضع الحدیث وقال فی ترجمۃ الجوزجانی انہ من الحفاظ الثقات وکان یتحامل علی علی و فیہ انحراف عنہ (فھؤلاء) من الثقات الذین یحتج بھم فی دین اللہ لا واللہ ثم لا واللہ

امام ذہبی ترجمۂ مصعبی مین کہتے ہین کہ وہ اپنے زمانہ مین بقاے سنت کے لیے بڑا ناصر تھا حالانکہ جیسا وہ تھا۔ ویسا ہی تھا چنانچہ کہنا پڑا کہ یہ ضرور ہے کہ جھوٹی حدیثین بنایا کرتا تھا اور ترجمۂ جوزجانی مین کہا کہ وہ حفاظ ثقات سے تھا مگر جناب امیرؑ کا دشمن تھا اور اُن سے منحرف تھا۔ پس دیکھو کہ یہ وہ ثقات ہین جن کی حدیثون سے دین خدا مین احتجاج کیا جاتا ہی لا واللہ ثم لا واللہ

روایت مذکورہ مین عمران بن حطان کے وہ اشعار جن مین اُسنے ابن ملجم کے محاسن بیان کیے ہین تحریر کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون ؎

یاضربۃ من تقی ما اراد بھا ... الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا

انی لاذکرہ حینا فاحسبہ ... اوفی البریۃ عند اللہ میزانا

یعنی کیا اچھی ضربت ہی ایک مرد متقی کی (ابن ملجم) جس سے کوئی غرض اُسکے سوائے اِس کی نہ تھی کہ صاحب عرش برین کی خوشنودی حاصل کرے مین جب اُسے یاد کرتا ہون تو ساری خلق سے اُسکے ثواب کا پلہ خدا کے نزدیک بھاری پاتا ہون۔ (منقول از آیات بینات حصہ ۲ صہ ۴)

بھائیو! کیا یہ بات توجہ کے قابل نہین ہے کہ جن راویان حدیث کے ایمان و اسلام کا یہ نگ و ڈھنگ ہو جن حدیثون کی نسبت جناب شاہ ولی اللہ صاحب سے محقق و محدث یہ فرمائین۔

"انچہ دربیان از حدیث و فقہ در زمن فائق اعظم رض بود و انچہ بعد از وے حادث شدہ فرق مابین السموات والارض ست۔

اور خود جناب افضل الصحابہ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مستبعد سمجھکر جلا ڈالین باین ہمہ آپ
اُسی بخاری شریف کی حدیثون پر ایسا ایمان لائین کہ اپنے خلیفہ صاحب کے قول

نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ — ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے۔

کو تو اصل ایمان سمجھین اور خدائے عزّوجل کے فرمان واجب الاذعان

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ — خدا تم لوگون کو تمھاری اولاد کے حق مین وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیون کے برابر ہے۔

سے باوجود ادعا، حسبنا کتاب اللہ انحراف کرین۔ قولہ تعالیٰ

ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط اعمالھم (پ ۲۶۔ س محمد ع ۳) — یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہو اُسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین اور جس مین خدا کی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو خدا نے بھی انکے اعمال برباد کر دیئے۔

مسائل فروعی

القصہ یہ مختصر ذکر تو اُن اختلافات کا تھا جو اُصول دین مین تھے اب فروع دین مین بھی دو چار مسائل پیش کیے جاتے ہین ملاحظہ فرمائین۔

(اوّل) واعلم انہ لیس الکلب نجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی وان رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ فیباع ویوجر — کتا نجس العین نہین ہے یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے اور اسی پر فتوی ہے اگرچہ بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن شحنہ نے توضیح کی ہے پس اس صورت مین اسکا بیچنا اور اُجرت پر لینا

ویضمن ویتخذ جلدہ مصلی — یا دینا سب جائز ہے اس کی کھال کی جانماز اور

ودلوا ولو اخرج حیا ولم یصب — ڈول بنا سکتے ہین اور اگر کتے کو زندہ نکالا ہو اور الحیا لیکہ

فیہ الماء لا یفسد ماء البئر و — منھ تک پانی نہ پہونچا ہو تو کنوے کا پانی نجس نہین ہوتا

لا الثوب بانتفاضہ ولا بعضہ ما لم یر یقہ — اور اسکے پھوریری لینے سے کپڑا نجس نہین ہوتا جبتک کہ اس کا

ولا صلوۃ حاملہ ولو کبیرا۔ — لعاب دکھائی دے اور اگر اسکو گودمین لیکر نماز پڑھین

(رد المحتار شرح در المختار صفحہ ۱۳۹) — تو نماز باطل نہین ہوتی۔ اگرچہ بڑا ہو

جناب شاہ صاحب بھی تحفہ مین یہی تحریر فرماتے ہین۔

آرے نزد ابو حنیفہ بر پوست مدبوغ کلب — ہان ابو حنیفہ کے نزدیک بھی کتے کی کھال

کہ رطوبت آن باستعمال ادویہ و مصالحہ بالکلیہ — پر جو دباغت کی گئی ہو اور جسکی رطوبت

رفتہ باشد جائز ست — مصالح اور دوا سے بالکل دور ہوگئی ہو نماز پڑھنا

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ فخر المطابع) — جائز ہے۔

(دوم) واذا ذبح ما لا یوکل لحمہ طھرہ — جس حیوان کا گوشت کھانا حرام ہے ذبح کرنے

جلدہ ولحمہ سوی ادمی والخنزیر۔ — سے اس کا گوشت اور پوست پاک ہے آدمی و

(ہدایہ صفحہ ۴۸ مطبوعہ کلکتہ) — سور کے سوا۔

(سوم) وفی الخانیہ فی معنی قولہ ان — خانیہ مین ہے کہ بخاری مین جو یہ حدیث

اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم — آئی ہے کہ حضرت نے فرمایا جن چیزون کو خدا نے

علیکم کما رواہ البخاری ان ما — حرام فرمایا اسمین شفا نہین ہے تو مراد اس سے یہ ہے

فیہ شفاء لا باس بہ کما — کہ جن چیزون مین شفا ہی وہ حرام نہین ہین جیسا کہ

یحل الخمر للعطشان فی الضرورۃ — حلال ہے شراب پیاسے کے لئے۔

وکذا اختارہ صاحب الھدایۃ فی التنجیس فقال لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم علی جبھتہ وانفہ للشفاء جاز للاستشفاء بالبول ایضا (شرح ردالمختار جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۴۶)

اسی طرح صاحب ہدایہ نجاست کے بارے مین اس بات کے قائل ہین کہ اگر کسی کو رعاف آئے (یعنے نکسیر پھوٹے) اور سورۂ فاتحہ کو بغرض حصول شفا خون یا پیشاب سے پیشانی اور ناک پر لکھے تو جائز ہے۔

اور یہ روایت (فتاوی قاضی خان جلد چہارم مطبوعۂ مطبع نولکشور لکھنؤ صفحہ ۳۶۴) وفتاوی عالمگیری جلد پنجم مطبوعۂ دہلی صفحہ ۱۳۴ (ردالمختار مطبوعۂ دہلی جلد اول صفحہ ۱۴۰) مین بھی بالفاظ مختلفہ پائی جاتی ہے۔

(چہارم) اذا عقد علی محرم من النسب والرضاع ووطی فی ھذا العقد لا یجب الحد عند ابی حنیفہ بل یعزر (ہدایہ صفحہ ۴۹۶)

اگر کوئی شخص عمداً یا قصداً اپنی ماں بہن بیٹی یا کسی محرمۂ شرعی سے نکاح کرے تو اُس پر حد لازم نہین آتی بلکہ تنبیہ وتادیب کردی جائے گی

امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات

ایسے ہی صدہا مسائل فقہیہ ہین جنکی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ امام غزالی صاحب نے اپنی کتاب منخول مین امام ابوحنیفہ رح کو ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے کہ "امام ابوحنیفہ نے تو شریعت کو اُلٹ دیا۔

اگرچہ اس قول سے امام صاحب موصوف مورد طعن وتشنیع ہوگئے ہین لیکن الفاروق کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کے موجد تو حضرت عمر رض ہین اور ائمۂ اربعہ نے اُنھین کی تقلید کی ہے چنانچہ اِس فن خاص مین شبلی صاحب نے حضرت عمر رض کی جو تعریف وتوصیف فرمائی ہے اُس کی نقل ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔

فن فقہ حضرت عمرؓ کا ساختہ و پرداختہ ہے

فقہ کا فن تمام تر حضرت عمرؓ کا ساختہ و پرداختہ ہے اِس فن کے متعلق اُن کی قابلیت اور فضیلت کا تمام صحابہ کو اعتراف تھا مسند دارمی مین ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ فتوی دینا اُس شخص کا کام ہے جو امام ہو یا قرآن کے ناسخ و منسوخ جانتا ہو۔ لوگون نے پوچھا ایسا کون شخص ہے؟ حذیفہ نے کہا عمر بن الخطاب" ہے عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام علم عرب کا ایک پلہ مین رکھا جائے اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام مین قائم ہین سب کا مرجع حضرت عمرؓ کی ذات بابرکات ہے؟ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۱۸۴)

اگرچہ شمس العلماء اپنے مہر و ماہ فلک اسلام حضرت عمر فاروقؓ کے علم کا پلہ کل عرب سے بھاری بتاتے ہین مگر جناب خلیفہ صاحب موصوف کا معیار علم اور جناب شمس العلماء کی صداقت بیانی خود حضرت عمرؓ کے اِس قول سے بخوبی روشن اور ہویدا ہوتی ہے جو کتب الہسنت مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے۔

"جناب امیرؑ شیخین کو کثیر امور شریعت مین غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضائے بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ کثیر حضرت عمرؓ لولا علی لھلک عمر (یعنی اگر حضرت علی علیہ السلام کا وجود نہوتا تو یقیناً عمر ہلاک ہو جاتا) اور اعوذ باللہ من معضلہ لیس فیھا ابوالحسن (پناہ مانگتا ہون اللہ سے ان مسائل دشوار مین کہ جس مین ابوالحسنؑ نہ ہون) اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اے علی آپکے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے" فرمایا کرتے تھے"۔ (دیکھو ازہج المطالب صفحہ ۵۴۰)

شمس العلماء رقمطراز ہین:۔

فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمرؓ سے بروایت صحیحہ منقول ہین ان کی تعداد کئی ہزار تک

قرآن مجید مین تمام جزئیات کے نہین ہین

پہونچتی ہے اور ان تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے زمانہ اور حالات کی ضرورتون سے جدید قاعدہ بکثرت وضع کئے جو آج حنفی فقہ مین بکثرت موجود ہین برخلاف اسکے امام شافعیؒ کو یہان تک کہ ہے کہ تریب فوج تعیین شعار تشخیص محاصل وغیرہ کے متعلق بھی آنحضرت کے اقوال کو تشریعی جانتے ہین اور حضرت عمرؓ کے افعال کی نسبت لکھتے ہین کہ رسول کے قول کے سامنے کسی کے قول و فعل کی کچھ اصل نہین۔ فقہ کی توسیع اور تمام ضروریات کے لئے اسکا کافی ہونا قیاس پر موقوف ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین اس لئے ضرور ہے کہ ان جزئیات کے فیصلہ کرنے کے لئے قیاس شرعی سے کام لیا جائے اسی ضرورت سے ائمہ اربعہ یعنے امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد حنبل سب قیاس کے قائل ہوے ہین۔ اور ان کے مسائل کا بڑا ماخذ قیاس ہے لیکن قیاس کی بنیاد اول جسنے ڈالی وہ عمر فاروق ہین (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۰-۱۹۴)

تردید قول

شبلی صاحب کا یہ ارشاد بھی کہ:-

"قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین۔

خدا و رسولؐ کے احکام کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن مجید مین کوئی چیز فروگذاشت نہین ہوئی جس پر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(پہلی آیت) ما فرطنا فی الکتاب من شئ — ہم نے اس کتاب مین کچھ کمی نہین کی۔ (پ ۷۔ س انعام۔ ع ۴)

(دوسری آیت) لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۵ — ہم نے کوئی رطب و یابس اس کتاب مین متروک نہین کیا۔

(تیسری آیت) تبیانا لکل شئ۔

جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی امر کلی وجزئی نہین چھوڑا جو زبان مبارک سے نہ فرمایا ہو۔ بلکہ خود اُسپر عمل کرکے بتا دیا۔ چنانچہ عیون اخبار الرضا مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ

لوگ علے العموم جاہل ہین اُنھون نے اپنے دین کے بارہ مین دھوکہ کھایا ہے اللہ نے اپنے نبی کو اُسوقت تک نہین اُٹھایا جب تک دین کو کامل نہ کر دیا۔ اور اُنپر پورا قرآن نازل نہ کر دیا جس مین ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔ اور اس مین خدائے تعالیٰ نے حلال وحرام اور حدود واحکام اور اُن سب چیزون کو جن کی لوگون کو ضرورت ہوتی ہے پورا پورا بیان فرما دیا ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ما فرطنا فی الکتاب من شی (مقبول ترجمہ)

شمس العلماء شبلی نعمانی نے جس قیاس کو مستحسن مانا ہے اس کی مذمت خود انھین کے علماء کے اِس قول سے ہوتی ہے کہ

"اول جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔"

اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک قوم ظاہر ہوگی جو اُمور فقہ مین قیاس اور رائے کو دخل دے گی جس سے اِسلام گویا منہدم ہو جائے گا۔ اِسکے متعلق کتب صحاح وغیرہ مین بہت روایات اور احادیث ہین منجملہ اُن کے چند اس جگہ نقل کی جاتی ہین:۔

(اول) عن جابر قال رسول اللہ صلعم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم

(مشکوۃ شریف منقول از مجمع البحرین ص۵۲۴)

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تمسک اور عمل کے لئے قرآن وحدیث ہے اور بجز اسکے جو کچھ اختراع کیا جائے وہ محدثات اور بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔

دوم وبحدیث عوف بن مالک الاشجعی عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ

عن النبی انہ قال ستفترق امتی علی رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت ستر فرقہ سے زیادہ

بضع وسبعین فرقۃ اخرھا علی امتی متفرق ہوگی اور اُسمین بدترین وہ فرقہ ہے

قوم یقیسون الامور برائھم فیحللون جو قیاس کرے اور جس نے قیاس کیا اس نے

الحرام ویحرمون الحلال (مقدمہ ہدایہ از حلال کو حرام اور حرام کو حلال

مولوی عبدالحی لکھنوی ایضا صفحہ ۵۲۰) کیا۔

سوم فاعلموا ان الائمۃ الطاھرین آگاہ ہو کہ ائمہ طاہرین رائے اور قیاس کو دین مین حرام

یحرمون الرأی والقیاس ولھذا المادخل بلاتے تھے لہذا جب ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

ابوحنیفۃ علی جعفر بن محمد علی ماحکاہ کے پاس آئے جیسا کہ امام شعرانی نے لواقح الانوار مین بیان

الشعرانی فی اللواقح قال لہ بلغنی انک کیا ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُنسے فرمایا مین نے

تقیس لاتقس فان اول من قاس سُنا ہے کہ تم قیاس سے کام لیتے ہو قیاس نہ کیا کرو دین مین،

ابلیس (دراسات اللبیب صفحہ ۲۳۱ ایضاً) کیونکہ اول جسنے قیاس کیا وہ شیطان تھا (یعنی اپنے اور آدم کے معاملہ مین)

چہارم وکان الامام جعفر الصادق حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

رحمہ اللہ تعالی یقول من اعظم فرماتے تھے کہ بدترین فتنہ اس اُمت مین وہ

فتنۃ یکون علی الامۃ قوم یقیسون قوم ہوگی جو اُمور دین مین اپنی رائے

فی الامور برایھم فینھدم الاسلام سے قیاس کرے گی۔ پس دین منہدم

بذلک (مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی) ہوجائے گا۔

ایضا صفحہ ۵۲۰

پنجم وانما سموا اصحاب الرای اور وہ اس لئے اصحاب الرائے کہلائے

لان عنایتھم بتحصیل وجہ من القیاس والمعنی المستنبط من الاحکام و بناء الحوادث علیھا وربما یقدمون القیاس الجلی علی احاد الاخبار وقد قال ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ھذا رایی و ھو احسن ما قدرنا علیہ (ظل وظل ص۳)

کہ اُن کے امام اعظم! بے قیاس جلی کو حدیث خبر واحد پر مقدم کرتے تھے پس رد کرنا حدیث رسول اللہ کا اور ترجیح دینا اپنی رائے کو گویا شریعت رسول کو ناسخ و منسوخ کر دینا ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ میری رائے ہے اور وہ بہتر ہے کہ جسکو معین کیا ہمنے یعنی جو ہمارا خیال ہے وہ بہتر ہے۔

ششم وقال امام الشعرانی ان عذر ابی حنیفہ فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث الصحیحۃ فی زمنہ قال العلامہ احمد بن عبدالسلام فی کتاب رفع الملام بعد ما عد جملۃ من الاحادیث التی لم تبلغ الخلفاء الاربعۃ الراشدین بلغت غیرھم من الصحابۃ (دراسات اللبیب)

اور امام شعرانی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے کثرت سے قیاس کرنے کا یہ سبب ہے کہ (مسائل مین) اُن کو صحیح حدیثین نہین ملین۔ علامہ احمد بن عبدالسلام نے کتاب رفع الملام مین اُن حدیثون کو گن کر بتایا ہے کہ جو خود خلفاء راشدین تک نہین پہونچین اور دوسرے صحاب کو ملین (ایضاً صفحہ ۵۲)

جناب مولانا مولوی مرزا محمد ہادی صاحب بی۔ اے۔ ترجمان دارالترجمہ دولت آصفیہ خلد اللہ ملکہ نے ایک مفید رسالہ نصوص الحکم در بیان معنی اُصول واخبار تالیف فرمایا ہے اُس مین بحوالہ کتب اہلسنت وآیات واحادیث اِس امر کو بہ تشریح وتوضیح ثابت کیا ہے کہ اُمور دین مین کتاب خدا وسنت رسول اللہ واقوال ائمہ معصومین سے احکام حاصل کرنا چاہیین۔ جائز الخطا انسانون کی رائے قیاس پر عمل کرنا حرام ہے۔ جناب ممدوح اِس رسالہ مین ایک موقع پر تحریر فرماتے ہین کہ:۔

اور کسی کا تو ذکر ہی کیا ہے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ بجز وحی کے فتویٰ نہ دیتے تھے

چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہے کہ جب حضرت سے کوئی بات دریافت کی جاتی تھی اور اُسکے باب مین نزول وحی نہوتا تھا تو آپ وحی کا انتظار فرماتے تھے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت سے روح کے باب مین سوال کیا گیا تو آپنے سکوت فرمایا جب تک یہ آیت نازل نہوئی "قل الروح من امر ربی" (کہدو روح میرے خدا کا حکم ہے) اسی طرح حضرت جابر سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہوے اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے حضرت ابوبکر بھی ہمراہ تھے حضرت جابر غش مین پڑے تھے۔ آنحضرت نے وضو کیا اور آب وضو اُن پر ڈالا حضرت جابر ہوش مین آگئے۔ حضرت جابر نے دریافت کیا کہ مین اپنے مال کو اپنے وارثون مین کس طرح تقسیم کرون پس آنحضرت نے حضرت جابر کو کوئی جواب نہین دیا جب تک کہ آیت میراث نازل نہوئی۔ قرآن مجید مین متعدد آیتین قیاس وظن کی مذمت مین موجود ہین منجملہ اُنکے یہ ہین:۔

(۱) لاتقف مالیس لك به علم ط — جس بات کا تجھے علم نہین اُس کی پیروی نکر۔ (پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل ع ۴)

(۲) ومایتبع اکثرھم الاظنا ان الظن لایغنی من الحق شیئا — اور اُن مین سے اکثر تو بس اپنے گمان پر چلتے ہین (حالانکہ) گمان یقین کے مقابلہ مین ہرگز کچھ بھی کام نہین آسکتا۔ (پ ۱۱۔ س یونس ع ۴)

(۳) مالھم بہ من علم الا اتباع الظن ج — ان کو علم نہین ہے فقط گمان کی پیروی کرتے ہین۔ پ ۶۔ س النساء ع ۲۲

(۴) قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان یتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون (پ ۸۔ س انعام۔ ع ۸) — تم اُن سے کہدو کہ تمھارے پاس کوئی علم ہے تو تم ہمین نکال کر دکھاؤ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم کچھ نہین ہو مگر اٹکل پچو باتین بناتے ہو

(۵) یاایھاالذین اٰمنوا اجتنبوا من الظن — اے ایمان لانے والو پرہیز کرو گمان سے

ان بعض الظن اثم (پ۲۶-س الحجرات ع ۲) — تحقیق کہ بعض گمان گناہ ہے۔

(۶) ان یتبعون الا الظن وما تھوی — یہ لوگ گمان اور خواہش نفس کی پیروی

الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدے — کرتے ہین اور تحقیق ان کے رب کی طرف سے

(پ۲۷ س النجم-ع ۱) — ان کے پاس ہدایت آچکی ہے

سبب شہرت امام ابوحنیفہؒ

غرض خدا و رسولؐ نے ہم کو علم و یقین حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور ظن و قیاس پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن کوکب برج خلافت ظاہری و مہر و ماہ فلک اسلام حضرت عثمانؓ نے بقول شبلی صاحب ظن و قیاس کا طریقہ جاری کیا اور تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے اور منجملہ ائمہ اربعہ جناب امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اِس طریقہ کو کمال عروج پر پہونچا دیا جس کی وجہ سے اجتہاد کا پایہ پایا اور اسقدر فروغ حاصل کیا کہ دیگر ائمہ کی شہرت کے چراغ ٹمٹمانے لگے اُن کے شہرۂ آفاق ہونیکے متعلق جناب نواب مولوی سید امداد امام صاحب اپنی بے بہا اور قابل قدر کتاب مصباح الظلم مین امام صاحب موصوف کے حالات تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ

امام صاحب نے اپنے اجتہادات مین قیاس کو زیادہ دخل دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بقول امام غزالی آپ کو علم حدیث مین بہت کم دخل تھا یہی وجہ ہے کہ آپنے کوئی کتاب علم فقہ مین نہین تصنیف فرمائی یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد تھے صحیح نہین ہے بلکہ آپ امام علیہ السلام کے مخالف تھے اگرچہ امام صاحب دو تین سال امام علیہ السلام کے پہلے پیدا ہوئے تھے اور وفات بھی امام علیہ السلام کے دو تین سال بعد ہوئی ہے گویا پورا زمانۂ حیات آپکو امام علیہ السلام کے ساتھ گذرا ہے مگر کسی طرح کی ارادت امام برحق کے ساتھ نہین رکھتے تھے۔ مدمقابل کی حیثیت سے امام برحق کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپکے فروغ کی وجہ

یہ ہوئی کہ منصور خلیفۂ وقت کو جناب امام علیہ السلام سے دلی عناد تھا یہان تک کہ امام عالی مقام
مسموم ہوکر شہید ہوئے منصور نے امام اعظم صاحب کے اجتہادات رائج ہونے مین کوئی کوشش
اُٹھا نہین رکھی چنانچہ جو کوئی امام برحق علیہ السلام سے کسی مسئلہ کو دریافت کرتا تو خلیفۂ مذکور
ایک اشرفی جرمانہ کرتا تھا بخلاف اُس کے جو کوئی امام اعظم کی طرف رجوع ہوتا تو اُس کو ایک
اشرفی انعام دیتا تھا۔ امام اعظم صاحب کے دربار خلافت مین رسائی ہونے کی سرگذشت یہ ہے
کہ جب آپ خلیفۂ وقت کے دربار مین حاضر ہوئے تو اُس نے پوچھا کہ تم نے کس سے علم حاصل کیا
آپنے جواب دیا کہ عمر بن خطاب۔ علیؑ ابن ابی طالب۔ عبداللہ بن عباس کے ذریعہ سے اور
آخر مین یہ فرمایا کہ ابن عباس اپنے عہد مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے منصور اس فقرے سے بھڑک اُٹھا
آخر امام صاحب کے مذہب کو روز بروز نمایان ترقی نصیب ہوتی رہی۔ امام صاحب کا پہلی ہی حاضری
مین خلیفۂ وقت کو اپنا مرید بنا لینا آپ کی کمال ہوشیاری و دانائی پر دلالت کرتا ہی انتہی
شاید اسی وجہ سے آپ کی عظمت اور منزلت قائم کرنے کے لئے احادیث فضیلت بھی وضع
کی گئین جیسا کہ مقدمۂ ہدایہ مولوی عبدالحی لکھنوی مین ہے۔

قال النبی صلعم ان لادم	فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی	کہ حضرت آدم نے میرے وجود پر فخر کیا اور مین اپنی
اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفہ	اُمت کے اُس شخص پر فخر کرتا ہون جس کا نام نعمان اور
ھو سراج امتی وروے ایضا	کنیت ابو حنیفہ ہی کہ وہ میری امت کا چراغ ہے
قال النبی صلعم ان	اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اُن حضرت نے
سائر الانبیاء یفتخرون بی	فرمایا کل انبیاء میرے سبب سے فخر کرتے ہین۔ اور مین
وانا افتخر بابی حنیفۃ من احبہ	ابو حنیفہ کے سبب سے۔ جسنے اُسکے ساتھ محبت کی

فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی وقال ابن الجوزی ان ھذہ الاخبار موضوعۃ واتفق معہ الحافظ الذھبی والحافظ السیوطی والحافظ ابن حجر العسقلانی وشیخ قاسم الحنفی (از مجمع البحرین صفحہ ۵۳۰)

اُسنے مجھ سے دوستی کی اور جس نے اس سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ مگر بقول ابن جوزی یہ حدیثین جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہین۔ حافظ ذہبی حافظ سیوطی ابن حجر عسقلانی اور شیخ قاسم حنفی نے ابن جوزی کے ساتھ اتفاق کیا ہی (یعنی یہ سب ایسی حدیثون کو خلاف واقعہ سمجھتے ہین۔

حاصل کلام یہ کہ جو فریق کتاب وسنت سے قطع نظر کرکے اپنی راے اور قیاس پر عمل کرے۔ باریتعالی کو ظالم سمجھے۔ خطا کو اُس کی ذات پاک کی طرف منسوب کرے۔ خلافت و امامت کے لئے اپنا ہی انتخاب مستحسن اور موجب امن و امان بتائے۔ خدائے علیم وحکیم کے انتخاب کو بُرا اور باعثِ فتنہ وفساد ٹھہرائے۔ ہرکس وناکس کو وارث نبی قرار دے پیغمبر خدا کے اقوال واحکام مین جس کے نفس طاہرہ پر آیۂ شریفہ

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحٰی (پ۲۷ س نجم)

اور وہ تو اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتے ہی نہین۔ یہ تو بس وحی ہے جو بھیجی جاتی ہی۔

شاہد ہے تفریق کرے۔ اس نور خدا اور ہادی دین کو قبل از بعثت گمراہ بتلائے اُس محرم اسرار الٰہی کی تجویز پر اپنی خلفاء کی راے کو ترجیح دے۔ آیات عتاب آمیز کا مصداق معاذ اللہ رسول مقبول صلعم کو قرار دے۔ خلاف راے رسول اللہ حضرت عمر کی راے کے موافق نزول وحی کا معتقد ہو۔ خدا کی جسمانیت ورویت کا قائل ہو۔ کتے کی کھال پر اور اس کو گود مین لے کر نماز پڑھنا۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اپنی راے وقیاس کو دخل دے کر حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتائے تو کیا ان اختلافات عظیم پر بھی مذہب اہلسنت والجماعت اور مذہب امامیہ مین فقط ایک مسئلہ

فضیلت صحابہ ہی کا اختلاف ہے ؟ کیا انھین اصول و فروع پر بمصداق ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

"آپ نے مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی و احادیث رسالت پناہی کے سچا پایا ہے ؟ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مسئلہ فضیلت صحابہ

اب ہم ان مسائل سے قطع نظر کرکے مسئلہ فضیلت صحابہ کی طرف جس کو آپ نے مابہ النزاع قرار دیا ہے رجوع کرتے ہین ۔

واضح ہو کہ آپ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"ہر عقیدے کی تحقیق اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب رسول سے کرنا ضرور ہے ۔"

تو یہ فرمائیے کہ آپ نے کس کتاب خدا اور کس حدیث رسول اللہ سے مسئلہ فضیلت صحابہ کی تحقیق کرکے ان دونون مذاہب کی حقیقت و بطلان کا انحصار اس پر کیا ہے ۔ یہ تو اہلسنت کی ایجاد ہے کہ انھون نے برخلاف احکام خدا و رسول ۔ ہادی برحق کو چھوڑ کر اصحاب کو اپنا خلیفہ و پیشوا بنایا ورنہ خدا و رسول نے تو امور دین اور احکام شریعت مین کہین بھی ان کا حوالہ نہین دیا قولہ تعالیٰ ۔

ان ھی الا اسماء سمیتموھا	یہ تو بس صرف نام ہی نام ہین جو تم نے اور
انتم و اٰباءکم ما انزل اللہ بھا	تمہارے باپ دادا ؤن نے گڑھ لئے ہین خدا نے
من سلطن ط ان یتبعون الا الظن	تو اس کی کوئی سند نازل نہین کی یہ لوگ تو
وما تھوی الانفس ج ولقد جاءھم	بس اٹکل اور اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے چل
من ربھم الھدی ۵	رہے ہین حالانکہ انکے پاس ان کے پروردگار کی
(پ ۲۷ - س النجم - ع ۱)	طرف سے ہدایت بھی آچکی ۔

پس اگر صحابہ اچھے تھے تو مستوجب غفران ورضوان ملک منان اور اصحاب الجنۃ ہین اور بُرے تھے تو اصحاب النار فبشرھم بعذاب الیم مین داخل ہین لیکن اُن کی فضیلت سے مذہب اہلسنت والجماعت کی سچائی یا اُن کی منقصت سے مذہب امامیہ کے جھوٹے ہونے کو کیا علاقہ قولہ تبارک وتعالیٰ۔

تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون

یہ لوگ (اپنے وقت مین) ہو گزرے جو اُنھون نے کیا وہ اُن کے لئے۔ اور جو تم نے کیا وہ تمھارے لئے۔ اور وہ جو کچھ کر گذرے تم سے اُسکی پرسش کچھ نہین ہوگی۔ (پ ۱ س بقرہ ع ۱۶)

بلکہ تحقیق طلب تو یہ مسئلہ ہے کہ بعد رحلت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کا ہادی ومقتدا منصوص من اللہ کون ہے وکس کی اطاعت وپیروی خدا نے ہم پر واجب کی ہے؟ کس کی مودّت ومحبت دلیل صدق ووفاق ہے اور کس کی عداوت وخصومت دلیل کفر ونفاق۔ پس جس مسئلہ پر نہ صرف ان دونون بلکہ کل مذاہب کی حقیت یا بطلان مین امتیاز منحصر ہے الحمد للہ علےٰ احسانہ کہ وہ مسئلہ تمسک بالثقلین یعنی قرآن اور عترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متمسک ہونا ہے نہ کہ مسئلہ فضیلت صحابہ۔

(اہل سلام حدیث علیہ السلام تابع کتاب کہتے ہیں)

پس اگر موافق مذہب امامیہ قرآن وعترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفترض الطاعۃ ہونا ثابت ہوگیا تو بلاشبہہ شیعون کا مذہب حق اور سنیون کا مذہب باطل اور اگر بخلاف اسکے نعوذ باللہ معلوم ہوا تو سنّیون کا مذہب سچّا اور شیعون کا مذہب جھوٹا ہے۔ لہذا ہم اول اُسی مسئلہ کو ثابت کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو باطل کرینگے۔ پھر مطاعن صحابہ پر علماء اہلسنت نے جو پردہ پوشی کی ہے اُس کی پردہ دری کرینگے۔

جاننا چاہیئے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کُل امت کو قرآن مجید اور اہلبیت اطہار سے تمسک و اتباع کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ قرآن اور صحابہ سے اور وہ احکام یہ ہین ۔

(۱) قال رسولُ اللہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تم مین دو چیزین بزرگ و گران قدر چھوڑے جاتا ہون خدا کی کتاب اور اپنی عترت اگران دونون کے ساتھ متمسک رہوگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور ہرگز یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئین۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ ومن تخلف عنھا غرق وھویٰ

فرمایا رسول اللہ نے میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس مین سوار ہوا نجات پائی اور جس نے اس سے انحراف کیا وہ غرق اور تباہ ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

یہ وہ معتبر احادیث مسلمہ و مقبولہ فریقین ہین کہ جن کی جناب خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی نہ صرف تصدیق و توثیق کی ہے بلکہ منکر حدیث ثقلین کو خارج از اسلام اور گمراہ بتایا ہے اور جو مذہب کہ ان دونون عظیم القدر چیزون کے خلاف ہو اُس کو غیر معتبر اور جھوٹا ٹھیرایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین۔

صاحب تحفہ اس مذہب کو جھوٹا بتاتے ہین جو حدیث ثقلین کے خلاف ہو

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت ست کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمود

جاننا چاہیئے کہ باتفاق شیعہ وسنی یہ حدیث ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

انی تارك فیكم الثقلین ما ان — مین تمہارے پاس دو چیزین گران قدر چھوڑے

تمسكتم بهما لن تضلوا بعدی — جاتا ہون اگر تم ان دونون سے متمسک ہوگے تو ہرگز

احدهما اعظم من الاخر كتاب الله — میرے بعد گمراہ نہ ہونگے اور ہر ایک دونون مین ایک

وعترتی اهلبیتی۔ پس معلوم شد كه در مقدمات — دوسرے سے بزرگتر ہے اور وہ خدا کی کتاب اور میری عترت

دینی واحكام شرعی ما را پیغمبر حواله باین — ہین۔ پس ہمکو رسول خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی

دو چیز عظیم القدر فرموده است پس مذہبے — ان دونون اعظم القدر چیزون کے سپرد کیا ہے پس

كه مخالف این دو باشد در امور شرعیه عفیاة و — جو مذہب ان دونون چیزون کے خلاف ہو وہ احکام

عملاً باطل و نامعتبر است و بر له نار بود و — شریعت مین عقیدتاً اور عملاً باطل و غیر معتبر ہے اور جو اس

بزرگ نماید گمراه و خارج از دین است — ان دونون عظیم القدر چیزون سے انکار کرے وہ گمراہ

(تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ فخر المطابع) — اور دین سے خارج ہے۔

صحابہ کا حدیث ثقلین سے اخراج

جناب شاہ صاحب کی اس تصریح و تشریح سے نہ صرف مسئلہ فضیلت صحابہ کا نرہباء منبثا ہوگیا بلکہ خود صحابۂ کبار کا تمام اُمت سے افضل و اعلےٰ اور ایمان و اسلام مین کامل ہونے کے عوض صراط مستقیم سے پھر جانا ثابت ہوا کیونکہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب ہی سے تو مخاطب ہوکر (انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی الخ) ارشاد فرمایا تھا اور یہی تو فیکم ہے جسمین قیامت تک تمام اُمت داخل اور مضمر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان اصحاب نے بمقابلہ حُب دنیا اپنے پیغمبر کے اس فرمان پر مطلق لحاظ نہ کیا۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلعم نے وقت وفات گمراہی سے بچانے کے لیے جب بغرض تحریر وصیت ان سے ارشاد فرمایا۔

ایتونی بدوات وقرطاس اكتب لكم — یعنی دوات و کاغذ حاضر کرو کہ مین تمہارے لئے

كتابا لن تضلوا بعدی — ایک نوشتہ لکھدون تاکہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔

تو اصحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ اِس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا اور اپنے پیغمبر کو یہ جواب دیا کہ حسبنا کتاب اللہ (یعنی ہمکو خدا کی کتاب کافی ہے) پس محض حسبنا کتاب اللہ کہنا اِس امر پر دلالت کرتا ہی کہ جناب خلیفہ صاحب ممدوح منجملہ ان دوگرانقدر چیزون کے عترت رسول اللہ سے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی مین دست بردار ہو چکے تھے اور فیصلہ کر چکے تھے کہ ہم کو انکی اطاعت و متابعت کی ضرورت نہین ہے۔ چنانچہ اپنی راے پر عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسند شریعت پر اُمت کے حاکم بن بیٹھے اور عترت رسول کو اپنا محکوم و تابع سمجھنے لگے۔ یہی نہین بلکہ طرح طرح کے رنج دینے لگے۔ (جن کی تفصیل آگے ہوگی)

احکام خدا و رسول مین تغیر

اب رہی کتاب خدا، اُسکے ساتھ یہ عمل کیا گیا کہ احکام آلہی مین اپنے قیاس و راے کو دخل دیکر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا جیسا کہ کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ متعۃ الحج و متعۃ النسا جو بعہد رسالت و نبوت حلال تھے اُن کو اپنی راے سے منسوخ کیا۔ اگرچہ یہ اُمور بتفصیل اسکے اسناد کے ساتھ ہم آیات محکمات کی جلد دوم مین انشاء اللہ مفصل لکھینگے مگر اس جگہ ایک دو روایتین بغرض اطمینان ناظرین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

اول	قال عطاء قدم جابر بن عبداللہ معتمرا فجئناہ فی منزلہ فسألہ القوم عن اشیاء ثم ذکر المتعۃ فقال نعم استمتعنا عہد رسول اللہ وابی بکر وعمر (صحیح مسلم جلد اول صـ۴۱۱)	جابر بن عبداللہ سے لوگون نے متعہ کے بارے مین سوال کیا۔ اُنھون نے کہا ہم لوگون نے بعہد رسول اللہ و ابوبکر و عمر متعہ کیا تھا۔
دوم	عن ابن عباس سمعت عمر یقول واللہ انی لانہاکم عن المتعۃ وانہا لفی کتاب اللہ	ابن عباس روایت کرتے ہین کہ ہمنے عمر کو یہ کہتے ہوے سُنا قسم خدا کی مین تم کو اُس متعہ سے منع کرتا ہون جو کتاب اللہ مین ہی

ولقد فعلها رسول اللہ یعنی العمرۃ بالحج باب — اور رسول اللہؐ نے اُس کو کیا ہے یعنے عمرہ

التمتع من کتاب مناسك الحج (صحیح نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۶) — حج کے ساتھ۔

سوم — فصل فی اولیات عمر قال — یعنی سب سے پہلے جس نے اپنے لئے

العسکری ھو اوّل من سمی امیر المومنین — امیر المومنین کا لقب اختیار کیا وہ عُمر ہین

واول من کتب التاریخ من الھجرۃ واول — تاریخ کی ابتدا یوم ہجرت سے اُنھون نے کی

من اتخذ بیت المال فاول من سن — سب سے پہلے بیت المال اُنھون نے ہی

قیام شھر رمضان واول من عس باللیل — مقرر کیا۔ تراویح کو اُنھون نے ہی سب سے پہلے جاری

واول من عاقب علی الھجاء واول من ضرب — کیا۔ رات کو مخفی گشت لگانے کی ابتدا ان سے

فی الخمر ثمانین جلدۃ واول من حرم المتعۃ — ہوئی۔ ہجو کرنے والون پر اُنھون نے عقاب کیا

واول من نھی عن بیع امھات الاولاد — شرب خمر پر دُرّہ زنی انھین کی ایجاد ہے متعہ کو

واول من جمع الناس فی صلوۃ الجنازۃ علی — سب سے پہلے انھون نے ہی حرام ٹھہرایا۔ ام ولد

اربعۃ تکبیرات الی اٰخرہ — کی بیع سے انھون نے ہی منع کیا اور نماز جنازہ

(تاریخ الخلفا سیوطی صہ ۹۳) — مین چار تکبیرون کی ایجاد ان سے ہی ہوئی

تغیر بدلتے ہے — اِس قسم کی متعدد روایتین ہین جن کو بوجہ طوالت ترک کرکے اب ہم یہ امر دکھانا چاہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اسکی بابت کیا ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

یاایّھا الذین اٰمنوا لاتحرموا — اے ایمان والو! جو پاک چیزین تمھارے لئے حلال

طیبات ما احل اللہ لکم ولا — کی گئی ہین اونکو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے

تعتدوا ان اللہ لایحب المعتدین۔ — زیادہ نہ بڑھو۔ کیونکہ خدا حد سے بڑھ جانے والون کو یقینًا

(پ ۶ - س المائدہ ع ۱۲) — دوست نہین رکھتا۔

اور خدا نے اپنے اور اپنے پیغمبرؐ کے احکام مین عدول اور نافرمانی کرنے والون کو اس آیۂ کریمہ

ماکان لمومن ولا مؤمنۃ اذا قضی — جب خدا اور اُس کا رسول کسی امر کا فیصلہ

اللہ ورسولہ ان یکون لھم الخیرۃ من — کردین تو کسی مومن اور مومنہ کو اُن کے کسی معاملہ

امرھم ومن یعصی اللہ ورسولہ فقد ضل — مین کوئی اختیار نہین ہے اور جو خدا اور اُسکے رسول

ضلالاً مبینا ۔ — کی نافرمانی کرے تو صریح گمراہ ہے ۔

مین ضالین قرار دیا ہے ۔

اب ایک دو حدیثین بخاری شریف کی بھی ملاحظہ ہون اور وہ یہ ہین :—

پہلی — عن عائشۃ قالت قال رسول — حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا

اللہ صلعم من احدث فی امرنا — صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دین مین

لیس منہ فھو رد ۔ — نئی بات ایجاد کی وہ ہم سے نہین ہے اور وہ

(بخاری جلد چہارم صہ) — مردود ہے ۔

دوسری — اذا اجتھد العامل والحاکم فاخطا — جبوقت عامل یا حاکم بغیر علم وخلاف حکم

خلاف الرسول من غیر علم فحکمہ مردود — رسول اجتہاد کرے تو اس کا قول باطل ہے جیسا کہ

یقول النبی من عمل عملا لیس — آنحضرت نے فرمایا جو شخص کوئی عمل کرے اور ہم نے

علیہ امرنا فھو رد ۔ — اُس کے بارے مین حکم نہ دیا ہو وہ مردود

(بخاری جلد ۴ صہ ۱۰۷) — ہے ۔

غرض جن اصحاب نے حدیث ثقلین کو بالائے طاق رکھ کر احکام الٰہی مین اپنی رائے کو دخل دیا عترت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنارہ کش ہوے اُن پر فرمان الٰہی فقد ضل ضلالا مبینا اور ارشاد نبوی ص غرق وھوی صادق آتا ہے جس کی تصدیق جناب شاہ صاحب ان الفاظ

مین فرماتے ہین۔

ہرکہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج — جو ان دو بزرگ چیزون سے انکار کرے

از دین ست — وہ گمراہ اور دین سے خارج ہے۔

اور یہ قول مسلم ہے کہ "او خویشتن گم ست کرا رہبری کند" اِس صورت مین حیرت واستعجاب کا مقام ہے کہ آپ اُنھین حضرات کی فضیلت وخلافت پر مذہب اہلسنت والجماعت کو سچا بتائین جس کا بطلان بقول شاہ صاحب

مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ — جو مذہب کہ ان دونون کے خلاف ہو امور شرع

عقیدۃً وعملاً باطل ونامعتبر ست — مین بروے اعتقاد باطل وناقابل اعتبار ہے۔

ثابت ہے۔

اہلسنت کا عمل اپنے خلفاء کے اقوال پر ہے

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب نے اہلبیت اطہارؑ کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح اہلسنت بھی انکی پیروی کرکے اہلبیت کو چھوڑے ہوئے ہین اور ایسے بھولے ہوئے ہین کہ اُن مین کے اکثر افراد کو تو اہلبیت اطہارؑ کے اسماے مبارکہ تک بھی یاد نہین۔ ہان زبان سے تو لاے اہلبیت کا دعوے بہت کچھ کرکے آیۂ شریفہ

یقولون بافواههم مالیس فی قلوبهم — مُنھ سے وہ باتین کرتے ہین جو اُن کے دلون مین نہین ہین۔

کے مصداق ٹھہرتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ عملاً وفعلاً کسی امر مین مودت اہلبیت اُن سے ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس کی مخالفت پائی جاتی ہے چنانچہ ایک صلوات ہی مین امتحان کر لیجیے کہ بقول امام فخر الدین رازی ودیگر علماے کبار اہلبیت اطہار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے صلوات مین شریک ہین کہ جو مسلمان تشہد نماز مین اللھم صل علے محمد کے ساتھ وآل محمد نہ کہے تو اسکی نماز ہی باطل ہے۔ یہی

امام شافعی صاحب بھی فرماتے ہین ۔

من لم یصل علیکم لاصلوۃ لہ ✽ یعنی اے آل محمد جسنے تیرے تشہد مین صلوات نہین بھیجی اسکی نماز نہین ہے

باین ہمہ اہلسنت نے باستثنا بعض آل کا لفظ اپنی تحریر و تقریر سے قطعاً خارج کر دیا ۔

آل محمد اہلبیت کہ اہلبیت سے پیر کی صحبت پیر کی

افسوس کا مقام ہے کہ خدائے علیم و حکیم اپنے جس ولی کی امامت و خلافت پر دین اسلام کی تکمیل کرے جس کو خدا کا رسول اپنے بعد کل اُمت پر خلیفہ اور ہادی مقرر کر کے اعلان کر جاے ۔ اُمت اُس کی یہ منزلت کرے کہ بجاے پیروی و اطاعت طعنہ زن ہو کہ حضرت علیؑ سے دین خدا کا کوئی کام اچھی طرح سے انجام کو نہین پہونچا جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین :-

اکثر اہل اسلام مالکیان و حنفیان و حنبلیان و شافعیان اند اصل مذہب ایشان معتمد ست بر مسائل اجماعیۂ فاروق و بجز چند مسائل بر آثار مرتضی فتح اسلام واقع نہ شد و در ہیچ فنے از فنون شرعی مدار کلی بر آثار مرتضوی نیامدہ و بر دست ایشان خلافت منتظم نگشت ،

اسلام مین اکثر فرقے مالکی و حنفی و حنبلی و شافعی ہین اور اُن کا مذہب مسائل اجماعیہ فاروق پر مبنی ہے اور حضرت مرتضے کے آثار پر بجز چند مسائل کے اسلامی فتح واقع نہین ہوئی اور منجملہ فنون شرعی کے کوئی فن کلیۃً آثار مرتضوی پر موقوف نہین ہے اور ان کے ہاتھون خلافت کا پورا انتظام نہوا ۔

(قرۃ العین)

اور رسالہ تفضیل الشیخین مین ارقام فرماتے ہین کہ

" مہمات مذاہب اربعہ اہلسنت بر آثار مرتضی نیست بلکہ بر اجماعیات عمر بن خطاب و فتاواے ابن مسعود ست "

جناب شاہ صاحب موصوف نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ اُس معدن علم امامت کے علم و فضل پر یہ حملہ کیا ہے :-

(ایضاً)

از حضرت مرتضٰے در مسئلۂ فقہ غلط واقع شد — مسئلہ فقہ مین حضرت علی سے غلطی واقع

از عجائب آنست کہ مثل ابوہریرہ کہ صحبت او — ہوئی ہے۔ اور تعجب ہے کہ ابوہریرہ جو بہت کم آنحضرت

با آنحضرت قلیل ست در مذہب ما پنج ہزار — کی صحبت مین رہے اور علی مرتضٰے سے علم مین گھٹے

حدیث روایت کردہ اند و حضرت مرتضی با وجود — ہوے تھے با این ہمہ ارباب فضل و کمال نے ان سے

صحبت دائمہ کمال فقاہت و تمام حفظ و انضمام — پانچہزار حدیثین نقل کین اور علی مرتضے اعلی درجہ کے

استماع از صدیق و فاروق بسیارے از حدیث — فقیہ اور صاحب علم و فضل تھے نیز حضرت ابوبکر و عمر کی

باسموعات تولیش و عدم مانع از روایت کہ عبارت — صحبت مین ایک مدت دراز تک رہ چکے ہین اور مثل شیخین

از قلت بقاء ست بعد آنحضرت چنانچہ در صدیق — مہمات ملکی و معاشرت رعایا اور انتظام مملکت کا بھی

بودہ است قلت یا اشتغال در امور ناس چنانچہ — انسے کوئی علاقہ نہ تھا مدینہ مین محض بیکار رہتے تھے

در فاروق بودہ است یا قلت اشتغال در مسائل فقہیہ — باوجود اس آزادی اور فارغ البالی کے ایک حدیث کا

چنانچہ در طلحہ و زبیر بود مدتے دراز در مدینہ باشد — بھی پتہ نہین چلتا جو کہ اہل مدینہ نے حضرت امیر سے

و روایت نکنند مردمان از وے حدیث و یاد — نقل کی ہو البتہ جب آپکے پاس پہونچے تو وہان نقل

نگیرند از وے ہیچ مسئلہ باز در کوفہ چون روایت — حدیث مین مصروف ہوے مگر بہت کم صرف پانچسو

کند حدیث او تا پانصد نہ رسد و آن نیز مختلط — حدیثون کا پتہ چلتا ہے اور وہ بھی بے سروپا جن سے

گردد بشرط صحت نرسد الا قلیلے (ایضاً) — کوئی مسئلہ اصولی ماخوذ نہین ہوا۔

اسیطرح دیگر ائمہ اطہرین علیہم السلام کو معصوم جاننا تو درکنار۔ خاطی سمجھتے ہین معاذ اللہ جیسا کہ جناب مولوی عبدالعلی صاحب شرح مسلم مین تحریر فرماتے ہین۔

اجماع اھل البیت لیس بحجۃ خلافا — یعنی اجماع اہلبیت حجت نہین ہے برخلاف شیعہ کے کہ انکے

للشیعۃ فانھم قد یصیبون و قد یخطؤن — نزدیک حجت ہے کبھی خطا کرتے ہین اور کبھی صواب

ویجوز علیھم الزلۃ وھی وقوعھم فی	حالانکہ انسے بے ارادہ لغزش اور گناہ سرزد ہونا
الذنب من غیر تعمد کما وقع من	جائز ہے جیسا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے
سیدۃ النساء من ھجرانھا خلیفۃ	خلیفہ رسول اللہ کی ترک ملاقات کی نسبت فدک
رسول اللہ حین منعھا فدك	ضبط کرنے پر ظاہر ہوا۔

علی ہذا ذہبی نے کتاب مغنی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو مجاہیل وضعفا، مین شمار کیا اور کہا کہ لم یخرج بہ البخاری اور میزان الاعتدال مین بھی ہے

لم یحتج بہ البخاری وقال یحیی بن سعید القطان سمعہ البخاری اجد فی نفسی منہ شیئا وکان مالك لا یروی من جعفر حتی بعد الی احد یعنی بخاری نے ان جناب سے روایت نہین کی اور یحیی بن سعید قطان شیخ بخاری کا بیان تھا کہ ہم اپنے دل مین ان جناب سے کچھ خلش پاتے ہین اور امام مالک ان جناب سے روایت ہین کرتے تھے جب تک کسی اور کو شریک نہ کرین اور جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کو عقیلی نے ضعفاء سے شمار کیا ہے اور کہا ہے (حدیثہ غیر محفوظ) یعنی حدیث ان جناب کی غیر محفوظ ہے اور جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے بارے مین لکھا ہے " قال ابو الحسن الدارقطنی اخبرنی ابن حبان فی کتابہ فقال علی بن موسی الرضا یروی عن ابیہ عجائب یھم ویخطی" یعنی دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب مین مجھے خبر دی کہ علی بن موسی رضا اپنے باپ سے عجیب عجیب باتین وہم وخطا کی بیان کرتے ہین (معاذ اللہ) اور جناب امام حسن عسکری کے بارے مین رحمۃ اللہ سندی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین لکھا ہے لیس بشئی یعنی معاذ اللہ وہ حضرت کوئی چیز نہین ہین۔

اور منہاج السنۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۱ مین ہے۔

فان علماء المعروفين بالرواية الذين كانوا فى زمن هذا الحسن العسكرى ليس لهم عنه رواية مشهورة فى كتب اهل العلم شيوخ اهل كتب السند البخارى و مسلم وابى داؤد والترمذى ونسائى وابن ماجه كانوا موجودين فى ذلك الزمان قبله وبعده وقد جمع الحافظ ابوالقاسم بن عساكر اسماء شيوخ الكل من شيوخ هؤلاء الائمة فليس من هؤلاء الائمة من روى عن الحسن العسكرى مع روايتهم من الوف مولفة اهل الحديث

یعنی جو علماء علم حدیث مین مشہور ہین اور عہد جناب امام حسن عسکریؑ مین موجود تھے اُن مین سے کوئی بھی حضرت سے روایت نہین کرتا۔ شیوخ الکتب المسنت بخاری مسلم۔ ابی داؤد۔ ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ یہ سب اُس زمانہ مین قبل و بعد کے زمانہ مین موجود تھے حافظ ابو القاسم ابن عساکر نے سب کے شیوخ کا نام لکھا ہے جسمین کوئی بھی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت نہین کرتا۔ حالانکہ ہزارون اور سیکڑون راویون سے روایتین کرتے ہین۔

(حصہ دوم تنقید بخاری) صـ۶۶

علے ہذا امام فخر الدین رازی نہایت العقول مین فرماتے ہین۔

والعجب انهم يزعمون فى النقى والتقى والحسن العسكرى انهم كانوا عالمين بجميع المسائل الاصولية والفروعية وجملها وتفاصيلها مع انهم كانوا فى زمان خواص العلماء فى اصناف العلوم وكثرة تصانيفهم مع ذلك لم يظهر من احد منهم شئ من العلوم لا القليل ولا الكثير ولم يحضروا محفلا

نہایت تعجب کی بات ہے کہ شیعون کا گمان یہ ہے کہ نقی و تقی و حسن عسکری مسائل اصول و فروع سے بالاجمال اور بالتفصیل واقف تھے حالانکہ یہ حضرات ایسے زمانے مین تھے کہ علماء کثرت سے اقسام علوم مین بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے باوجود اسکے اُن سے کوئی علم کی بات ظاہر نہین ہوئی نہ قلیل نہ کثیر۔ اور نہ کبھی یہ حضرات صحبت اہل علم مین بیٹھے

ولا تکلموا فی شئ من المسائل مع المخالفین ولم یظهر منهم تصنیف تنتفع به کما یظهر من الشافعی و محمد بن الحسن من الفقهاء والمتکلمین والمجتهدین۔

کبھی مخالفین سے کسی علمی مسئلہ مین گفتگو نہین کی اور نہ ان حضرات سے تصنیف ظاہر ہوئی جس سے علوم کو فائدہ پہونچتا جیسے شافعی و محمد بن حسن اور دیگر علما و مجتہدین کی تصانیف موجود ہین۔

کتب صحاح مین اہلبیت سے حدیث نہین ہے

اگر کتب اہلسنت بنظر تعمق و غور ملاحظہ ہون تو معلوم ہو کہ صحیح بخاری۔ صحیح ابی داؤد۔ اور صحیح نسائی و ابن ماجہ وغیرہ اکثر راویان خوارج کی روایتون سے مزین ہین۔ مثلاً۔ یمین بن نمیر ہے جس نے شہزادہ علی اکبر شبیہ پیغمبر کو نیزہ مار کر شہید کیا تھا۔ دوسرا عمرہ بن جندہ ہے جس نے آٹھ ہزار شیعون کو قتل کرایا۔ تیسرا شبث بن ربعی جو معرکہ کربلا مین سپاہ شام کا سپہ سالار تھا۔ جس نے جناب سید الشہدا علیہ السلام کو نیزہ و شمشیر سے صدمات پہونچائے تھے۔ چوتھا شمر ذی الجوشن ہے جس کی شقاوت کا حال اظہر من الشمس ہے۔ اسطرح ابن سعد اور مروان بن حکم جن کو رسول مقبول صلعم نے خارج البلد کیا تھا بخاری وغیرہ کے رواۃ مین داخل ہین۔

سب ثقلین سے لفظ آل حذف کیا جاتا ہے

بھائیو! غور کرو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ فرمائین کہ میری آل سے تمسک رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور تمھارے علما نواصب و خوارج سے حدیثین اور روایتین لین اور آل رسول سے جو تمام امت کے ہادی و مقتدا ہین پیروی تو کیا انکی حدیث پر اعتبار بھی نہ کرین۔ پھر تم ان کتابون کو کتاب خدا سے بڑھکر سمجھو۔ غرض اس فرقہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ آل رسول کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ چنانچہ تحریر و تقریر سے تو آل کا لفظ مٹا ہی چکے ہین یعنے صرف صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اور صرف نصلی علی رسولہ الکریم بھی لکھتے ہین۔ البتہ حدیث ثقلین مین لفظ آل باقی ہے سو وہان سے بھی مٹانا شروع کر دیا جیسا کہ حال مین ایک کتاب موسوم بہ تاریخ الامۃ حصہ اول سیرۃ الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مصنفہ حافظ مولوی محمد اسلم صاحب جیراج پوری

اسناد تاریخ اسلام جامعہ ملیہ اسلامیہ جو مطبع علیگڈھ سے شایع ہوئی ہے اسکے صفحہ ۱۴۷ مین کچھ سرسری ذکر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس خطبۂ مبارک کا ہے جو کہ آپنے بمقام غدیر ارشاد فرمایا تھا۔ جناب ممدوح نے اُس خطبہ سے آل کا لفظ ہی خارج کر دیا جس کی نقل یہ ہے :۔

"حج" (حجۃ الوداع) کے بعد آپنے مسلمانون کو جہان ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانون کا اجتماع ہوا مخاطب کر کے ایک مؤثر خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے لوگو! مین نے تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو اگر تم مضبوط پکڑوگے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن ہے۔

حالانکہ حدیث کے الفاظ تو یہ ہین انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی جو مسلمۂ فریقین ہین لیکن ہم کو افسوس ہے کہ بلحاظ تعصب مولوی صاحب نے اُس حدیث سے انکار کیا جس کو اُن کے پیشوا تسلیم کرتے ہین۔ اب تمھین بتاؤ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مین یہ صاف و صریح تحریف نہین ہے۔ افسوس اسپر بھی ایسے ہی لوگ ہادی و رہنما مانے جاتے ہین۔ اب انصاف سے کہو کہ تم خدا و رسول کے احکام کی پیروی کرتے ہو یا اپنے خلفاء کی۔ اسپر اسلام بلکہ ہدایت یافتہ ہونے کا دعوی ہے۔ لیکن کوئی خدا کی روشنی کو بجھا نہین سکتا اللہ جل شانہ کی قدرت ہے کہ وہ قادر مطلق انھین لوگون کی زبان و قلم سے کلمہ حق نکلواتا ہے جو اصحاب ثلثہ کی فضیلتون مین روز و شب رطب اللسان ہین۔

علامہ ابوبکر کا قول

چنانچہ علامۂ ابوبکر بن شہاب جو فرقہ تسنن کے ایک مستند عالم ہین اور اس وقت حیدرآباد مین موجود ہین اپنی مصنفہ کتاب نصائح الکافیہ مین ائمۂ اربعہ و دیگر علماء و فضلاء اہلسنت پر طعن کرتے ہین کہ ہمارے مذہب والون نے مستقل رسالے مناقب تابعین مین تو لکھے ہین لیکن آل محمد علیہم السلام کا جو افضل التابعین ہین کہین ذکر تک نہین کیا۔ بلکہ ان کو تابعین مین بھی شمار نہین کیا اُس عبارت کی نقل صفحہ ۱۹۱ سے اس جگہ کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے :۔

بعض اصحابنا بعد ذکر تفاضل الصحابۃ الی ذکر تفاضل التابعین فقال بعضهم افضل التابعین اویس القرنی وقال بعضهم الحسن البصری وقال آخرون هو سعید بن المسیب ولم یقل احد بافضلیۃ الامام زین العابدین بن الحسین علیهم السلام وهو والله افضلهم واعجب من هذا ان بعض علماء الشافعیۃ افرد فی مولف له فضلا فی ذکر کبار التابعین وعد منهم نحو العشرۃ ولم یذکر فیهم زین العابدین و لا الحسن المثنی ولا محمد بن الحنفیۃ ولا ادری ما الصارف له عن ذلك والحال انه من کبار العلماء المطلعین وتالیفه کان بعد انقضاء الدولۃ الامیۃ والعباسیۃ و الله ان هذا القریب من الجفاء وان لم یکن الجفاء بعینه

ہمارے مذہب کے بعض علماء نے فضائل صحابہ کے ضمن مین فضیلت تابعین کا بھی ذکر کیا ہے چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اویس قرنی تمام تابعین سے افضل ہین بعض حسن بصری کو بعض سعید بن مسیب کو سب سے افضل بتلاتے ہین لیکن کسی نے امام زین العابدین بن الحسین علیہم السلام کی افضلیت کا اظہار نہین کیا حالانکہ خدا کی قسم وہ بزرگ تمام تابعین سے افضل ہین اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض علمائے شافعیہ نے تابعین کے فضائل بیان کیئے ہین اور قریب دس کے تابعین کا تذکرہ کیا ہے لیکن انمین نہ امام زین العابدین کا ذکر کیا ہے۔ نہ حسن مثنی (فرزند امام حسن) نہ محمد بن حنفیہ کا نام نہین سمجھتا کہ اسکے ترک کا کیا باعث ہوا حالانکہ مؤلف اس رسالہ کے بڑے عالم جید ہین اور تصنیف بھی بعد زوال دولت بنی امیہ و عباسیہ کے ہے واللہ اگر حضرات اہلبیت پر یہ ظلم نہین ہے تو ظلم کے قریب ضرور ہے۔

ادی ہین

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا نے منصب ہدایت صرف آل محمد ہی کو بخشا ہے نہ کہ صحابہ کو اور آل محمد ہی ہادی و مقتدا ہین۔ اور کتاب خدا اور عترت رسول اللہ پر دونون مذہب کی حقیت و بطلان کا مدار ہے۔ پس پیروی انھین ہادیان دین کی واجب ہے نہ کہ دوسرون کی جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

افمن یھدی الی الحق احق	آیا وہ جو تم کو حق تک پہونچائے اس امر کا
ان یتبع امن لا یھدی الا ان	زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ
یھدی فما لکم کیف	جس کو خود ہی راستہ نہین ملتا ہو جب تک کہ
تحکمون	اور کوئی اس کو راستہ نہ بتلائے پس تم کو کیا ہو گیا ہے
(پ ۱۱ س یونس۔ ع ۳)	اور کیسے فیصلہ کرتے ہو۔

چنانچہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰن وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ (علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ) اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر قمی مین فرماتے ہین۔

جو خود ہدایت نہین پاتے جب تک کہ ان کو ہدایت نہ کی جائے وہ قریش اور غیر قریش سب ہین جنھون نے بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی (مقبول ترجمہ)

اگرچہ بوجوہ بالا مسئلہ (فضیلت صحابہ) ہوا ہو گیا جس سے بفحوائے بناء الفاسد علی الفاسد مذہب اہل سنت و الجماعت حسب ارشاد جناب شاہ صاحب بنوی باطل و نامعتبر ثابت ٹھیرا اور اب اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین رہی مگر چونکہ آپ نے آیات بینات کی بنا اسی مسئلہ خاص پر قائم کی ہے اسلئے ہم بھی بقول جناب شاہ صاحب

چون بنائے کلام بر اصول گروہ ہے دیگر — چونکہ بنائے کلام ایک غیر گروہ کے اصول پر

نہادہ است ناچار زمام اختیار بدست آنہا — رکھی گئی ہے اسلئے بمجبوری عنان اختیار اُنکے ہاتھ مین

دادہ ہر جا کہ کشیدہ برند میرود و بہر رنگ — دیدی ہو کہ جہان کھینچکر لیجائین چلا جاتا ہے اور جس

کہ رنگین کنند میشود — رنگ سے رنگین کرتے ہین رنگا جاتا ہے۔

اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہین۔

شیعہ صحابۂ کرام کی فضیلت کے معتقد ہین

واضح ہو کہ آپ کا یہ فرمانا کہ (جس طرح اہلبیت اصحاب کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلیٰ وافضل اور ایمان واسلام مین کامل سمجھتے ہین اسیطرح شیعہ اُن کو بُرا اور خراب حتی کہ کافر و مُرتد کہتے ہین) درست نہین ہے کیونکہ اصحاب رسول اللہ دو چار یا دس بیس نہ تھے بلکہ ہزارون اور لاکھون تھے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ سب کے سب ہی سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے نہ تھے بلکہ اُن مین فاسق اور منافق بھی تھے شیعہ ہی کیا خدا بھی یہی فرماتا ہے منہم المومنون و اکثرہم الفاسقون پس شیعہ مطابق کلام الٰہی صرف اصحاب منافقین کو بُرا سمجھتے ہین صحابۂ مومنین کی فضیلت و منزلت کے تو بدل وجان معتقد ہین۔ چنانچہ کتب امامیہ مین جناب امیر المومنینؑ اور تمام ائمہ طاہرین علیہم السّلام کے اقوال صحابۂ کبار کی تعریف مین جابجا موجود ہین از انجملہ جناب مولائے کونین علی بن ابیطالب علیہ السلام جن خاص الفاظ مین اصحاب مومنین کو یاد فرمایا کرتے تھے اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے:-

خطبات جناب امیر المومنین حضرت سید الساجدین علیہ السلام

این القوم الذین دعوا الی الاسلام	کہان ہین وہ لوگ جن کو دعوت دی گئی
فقبلوہ وقرؤا القرآن فاحکموہ و	اسلام کی اور اُنھون نے اُس کو قبول کیا۔ اور پڑھا
هیجوا الی القتال فولهوا ولهٔ اللقاح	قرآن مجید کو پھر مضبوط کیا اور رغبت دلائی جہاد کی
الی اولادها وسلوا السیوف من	پھر غافل کردیا اونٹنیون کو اُن کے بچون سے اور کھینچ لیا
اغمادها ولخذوا باطراف الارض	تلواروں کو نیام سے اور لے لیا زمین کے اطراف کو

زحفا زحفا وصفا صفا بعض هلك — اطراف کو گروہ گروہ صفین باندھکر کچھ شہید ہوے

وبعض بخا لا یبشرون بالاحیاء و — کچھ زندہ رہے نہ ترش رو ہوتے ہین نہ ڈرتے

لا یعزون بالموتی مرہ العیون — ہین آنکھین اُن کی بیمار ہین رونے سے پیٹ

من البکاء خمص البطون من الصیام — اُن کے دُبلے ہوگئے ہین روزون سے ہونٹھ

ذبل الشفاہ من الدعا صفر الالوان — ان کے سوکھ گئے ہین دعا کرتے کرتے رنگ انکے

من السہر علی وجوھھم غبرۃ — زرد ہوگئے ہین جاگتے جاگتے خوف خدا سے

الخاشعین اولئك اخوانی الذاھبون — اُن کے مُنھ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ وہ میرے بھائی

فحق لنا ان نظمأ الیھم و بعض الایدی — ہین جو گذر گئے۔ ہم کو ان کی جدائی سے دست تاسف

علی فراقھم (نہج البلاغہ ص۱۱۹) — ملنا چاہیئے۔

اسی طرح جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہین :۔

اللھمّ واصحاب محمّد — خداوندا اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

صلی اللہ علیہ والہ وسلم — علی الخصوص اُن لوگون پر رحمت نازل فرما جنھون نے

خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ — حق صحبت نہایت خوبی سے ادا کیا اور ہر طرح کی

والذین ابلوا البلاء الحسن — مصیبت اور ایذا کو اپنے پیغمبر کی اعانت مین گوارا

فی نصرہ وکانفوہ واسرعوا — کیا جنھون نے باہم انکی مدد مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا

الی وفادتہ وسابقوا — اور جنھون نے اُن کی رسالت قبول کرنے مین جلدی

الی دعوتہ واستجابوا — کی اور اُن کی دعوت کی اجابت مین سبقت کی

لہ حیث اسمعھم حجۃ — جب اُن کو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین

رسالاتہ۔ — بتائین تو اُنھون نے بلا توقف قبول کیا

وفارقوا الازواج والاولاد اور اظہار کلمۂ حق کے لئے اپنے زن و اطفال کو

فی اظہار کلمتہ وقاتلوا الاباء چھوڑ دیا اور اُنکی نبوت ثابت کرنے کے لئے اپنے

والابناء فی تثبیت نبوتہ و آباو ابناء کو قتل کیا اور اُنھون نے حضرت کی مدد کی اور جو اشخاص

انتصروا بہ ومن کانوا منطوین قلبی محبت رکھتے تھے اُس تجارت کی اُمید رکھتے تھے جسمین کھوٹ

علی محبتہ یرجون تجارۃ لن نہین اُنکی محبت مین جب اُنھون نے پیغمبر خدا کا دامن

تبور فی مودتہ والذین ھجرتھم پکڑا تو اُن کے قبیلہ کے لوگون نے اُنکو چھوڑ دیا

العشائر اذا تعلقوا بعروتہ و اور جب پیغمبر کی قرابت کے سائے مین آئے تو اُنکے

انتفت منھم القرابات اذ سکنوا رشتہ دارون نے اُن سے تعلقات منقطع کر دیئے

فی ظل قرابتہ فلا تنس پس خدایا فراموش مت کر ان باتون کو کہ تیرے پیچھے

لھم اللھم ما ترکوا لک جنکو اُنھون نے ترک کر دیا ہے تو اپنی خوشنودی سے

وفیک وارضھم من رضوانک اُن کو خوش کر اسلئے کہ اُنھون نے خلق کو تیری

وبما حاشوا الخلق علیک طرف جمع کر دیا اور تیرے پیغمبر کے ساتھ تیری

وکانوا مع رسولک دعاۃ خوشنودی کے لئے تیری طرف بلاتے تھے اُنکی سعی

لک الیک واشکرھم علی مشکور ہونے کے لائق ہے کہ اُنھون نے اپنی قوم

ھجرھم فیک دیار قومھم اور کنبہ کے گھر اور اپنے وطن کو تیری خوشنودی کیلئے

وخروجھم من سعۃ المعاش ترک کیا اور راحت کی زندگی سے نکلکر ضیق معاش

الی ضیقہ ومن کثر فی اعزاز کو گوارا کیا اور مشکور قرار دے اُس شخص کو کہ زیادتی

دینک من مظلومھم اللھم کی اُسنے تیرے دین کی بزرگی مین یعنی اُنکے مظلومون

اوصل الی التابعین لھم باحسان مین سے خداوندا اُنکے تابعین کو جزاے خیر دے

الذی یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا — جو یہ دعا کیا کرتے ہین کہ پروردگار ہمکو بخشدے

الذین سبقونا بالایمان خیر جزائك — اور ہمارے اُن بھائیون کو جنھون نے ایمان مین

الذین قصدوا سمتهم وتحرّوا — ہم پر سبقت کی کیسے تابعین جو اُن صحابہ کے چلن پر

وجهتهم وامضوا علی شاکلتهم — چلتے ہین اور اُن کے آثار کی پیروی کرتے ہین اور

لم یثنهم ریب فی نصرتهم و — اُن کی نشانیون کا اقتدا کرتے ہین جن کو کوئی شک

لم یختلجهم شك فی اقتفوا ثارهم والایتمام — اُنکی نصرت مین نہین ہوتا اور جنکے دل مین غلط

بهدایة منارهم مکانفین وموازرین — اُنکے آثار کی پیروی مین شبہہ دخل نہین پاتا۔ کیسے

لهم یدینون بدینهم و یهتدون — تابعین جو اصحاب کے معاون ہین اور اپنا دین اُنکے

بهدیتهم ینفقون علیهم ولا یتهمونهم — دین کے موافق رکھتے ہین ہدایت کے موافق ہدایت

فیما الدوا الیهم اللهم وصل علی — پاتے ہین اصحاب سے اتفاق رکھتے ہین اصحاب

التابعین من یومنا هذا الی یوم — نے جو اُن کو پہونچایا اُس کے متعلق اُن پر

الدین وعلی ازواجهم وعلی ذریاتهم — کچھ تہمت نہین رکھتے خدایا تا قیامت ان تابعین

وصلی من اطاعك منهم (صحیفہ کاملہ ص۳) — اور اُن کے ازواج پر رحمت نازل فرما۔

اِن صفات کے اصحاب ہین۔ وہ اصحاب جن کی محبت شیعون کے دل مین ہے اور نظر مین عزت۔ قطعہ

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین

خدا اُنسے راضی رسول اُنسے خوش — علی اُنسے راضی بتول اُنسے خوش

چنانچہ اِس امر کے تو آپ خود بھی معترف ہین اور آیات بینات کے صفحہ (۷۸) مین تحریر فرماتے ہین کہ

مصداق ان فضائل کے اصحاب رسول نہین ہین، سکا خود کسی شیعہ نے دعوی نہین کیا

بلکہ ان فضائل کا صحابہ کی شان مین وارد ہونے کو اُن کے علماء نے قبول فرمایا ہے۔ چنانچہ

صاحب "نزھۂ اثنا عشریہ" نے بجواب جلد چہارم تحفہ کے اس کو تسلیم کیا ہے کہ "امامیہ

جمیع اصحاب را مقدوح و مجروح نمی دانند بلکہ بسیارے از صحابہ عظام را جلیل القدر و ممدوح بلکہ از

اولیاے کرام می دانند۔ و مستحق رحمت و رضوان ملک منان می بندارند در صحیفۂ کاملہ کہ فرقۂ حقہ آنرا

زبور آل محمد میگویند دعائیکہ از حضرت سید الساجدین ماثور ست شاہد عدل این دعوی ست۔

اِس سے ثابت ہے کہ کل اصحاب کو شیعہ برا نہین سمجھتے۔ یہ تو علماء اہلسنت کی خاص عنایت

کا سبب ہے کہ اپنے مذہب کی حفاظت کیلیے طرح طرح سے ہم کو متہم کرکے لوگون کو مذہب امامیہ

سے یکسر مستفید نہین ہونے دیتے کہ خدا تو اصحاب رسول اللہ ص کی صفات مین صاف صاف

محمد رسول اللہ والذین معہٗ — محمد خدا کے رسول ہین اور جو لوگ انکے

اشداء علی الکفار الخ — ساتھ ہین وہ کافرون پر بڑے سخت ہین۔

فرماتا ہے اور شیعہ اُن کو بُرا کہتے ہین۔ اور قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ پس اگر آپ کو

شاہ صاحب کی تایید مقصود نہ ہوتی تو آپ خود ہی اُن کو قائل کر دیتے کہ نہ شیعہ کل اصحاب کو بُرا کہتے ہین

اور نہ خداے پاک ہی نے جمیع اصحاب کی شان مین محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی

الکفار فرمایا ہے (اس آیۂ کریمہ کے مفصل ذکر سے جلد دوم مین انشاء اللہ لطف اُٹھایے گا)

اہلسنت بھی کل اصحاب کو اچھا نہیں سمجھتے ہین

جس طرح شیعہ کل اصحاب کو بُرا نہین سمجھتے اُسی طرح اہل سنت بھی باوجود اس دعوے کے

(کل صحابہ عدول اند) سب کو اچھا نہین جانتے چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب مین مہاجرین ممتاز

تھے اسی طرح انصار بھی تھے اور ان دونون گروہون مین جو اصحاب مومنین سے ہین اُنکی عزت اور

منزلت: اللہ اکبر: وہ جان نثاری۔ وہ ایمان۔ وہ عقائد کہ خود کلام خدا شاہد ہے اور جا بجا

ان کے حق مین رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے مگر بعد وفات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفائے ثلثہ رض نے انصار کی فضیلت و مرتبت کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے کہ " بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار سقیفہ مین جمع ہوے تاکہ خلافت کے لئے طبقۂ انصار سے کسی کا انتخاب کرین۔ مباحثہ ہوا مجمع نے سعد بن عبادہ انصاری کا انتخاب کیا۔ اتنے مین حضرت ابوبکر رض و عمر رض آپہونچے اور اس انتخاب پر سخت مزاحمت و مخالفت فرماکر حضرت ابوبکر رض کو خلافت کا مستحق تجویز فرمایا انصار نے آپ کے استحقاق سے قطعًا انکار کیا۔ اسپر مہاجرین و انصار مین جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ تلوارین نیام سے نکل آئین۔ حضرت عمر رض نے سعد بن عبادہ سے جو کہ قبیلہ انصار کے پیشوا اور سردار تھے سخت کلامی کی بلکہ بروایت طبری اُن کو منافق کہا اور پکار پکار کے فرمانے لگے قتل اللہ سعدا قتل اللہ سعدا (یعنے سعد کو اللہ ہلاک کرے) حالانکہ سعد اصحاب بدر سے تھے اور اصحاب بدر کے مرتبے اور درجے اہلسنت کے نزدیک بہت کچھ ہین نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے حق مین دعاے مغفرت فرمایا کرتے تھے اور انھین سعد کے بارے مین باین الفاظ اللھم اجعل صلوانك ورحمتك علے سعد بن عبادہ دعا فرماتے تھے۔ اس صورت مین انصار کے درجے اور مرتبے تو اس کے مقتضی تھے کہ اہل سنت قتل اللہ سعدا کہنے والے کو خدا و رسول کا مخالف سمجھکر معترض ہوتے کہ ایسے جلیل الشان صحابی کو مجمع عام مین منافق کہا اور ایسے ذی قدر صحابی کی جس کی صفت و ثنا پر آیات و احادیث شاہد ہون جس کے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلواۃ و رحمۃ نازل ہونے کی دعا فرمائی ہو؛ توہین و تحقیر کی لیکن بخلاف اسکے حضرت عمر رض کو تو وہ فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہین اور انصار کو دین اسلام کا دشمن سمجھتے ہین اور صاف صاف فرماتے ہین کہ

" اگر خدانخواستہ خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوجاتی کہ ایک تختہ

کا بھی پتہ نہ چلتا۔

اسی طرح علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ العباسی صاحب وکیل عدالت گورکھپور سنی المذہب نے اپنی تالیف تاریخ الاسلام مین لکھا ہے۔

"خلافت کا انصار کے ہاتھ مین جانا غضب ہی تھا اسلام کی تمام اُمیدین خاک مین مل جاتین (تاریخ الاسلام ص۱۰۲)

اور کتب اہلسنت مین ہی جیسا کہ ہم اول لکھ چکے ہین کہ "جب اصحاب کبار حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے تخلف کرکے دولتسرائے حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا مین جمع ہوے تو حضرت عمرؓ دروازے پر آکر کہنے لگے کہ اگر یہ لوگ گھر سے نہین نکلینگے اور بیعت نہ کرینگے تو مین گھر کو آگ سے جلادونگا" باوجود اسکے شاہ صاحب حضرت عمر کے اس فعل کو مستحسن سمجھتے ہین اور خاصان خدا و اصحاب کبار پر بیت الشرف جناب سیدہ مین جمع ہوکر فتنہ و فساد برپا کرنے کا الزام رکھتے ہین اور مقربان خدا کو ابن خطل سے جو منجملہ شعراے کفار تھا اور کعبہ معظمہ کے پردون مین چھپ کر پناہ گزین ہوا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہین اس کو قتل کرو۔ مماثل نتائج دیکر فرماتے ہین۔

"ہرگاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را در خانہ خدا پناہ نہ باشد در خانہ حضرت زہراؑ چرا پناہ باید داد (نعوذ باللہ)

اسی طرح حضرت عثمان رضؓ نے صحابہ کبار پر طرح طرح کے ظلم و جور کیئے اور اُن کی توہین و تذلیل کی آہ! حضرت ابوذر غفاری رضؓ جنکے مرتبے اور بزرگی پر یہ نکتہ شاہد ہے کہ وہ محرم اسرار نبوی تھے۔ شبلی صاحب نے الفاروق مین لکھا ہے۔

"یہ بڑے مرتبے کے صحابی اور رازدار پیغمبر تھے۔

مگر اسپر بھی شاہ صاحب ان کے حق مین حضرت عثمان رضؓ کی بدسلوکیون کو جائز سمجھ کر ایسے جلیل القدر

صحابی کی شان مین فرماتے ہین (خوب شد کہ بسزاے خود رسید) خیر۔ اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ آگے کی جائے گی کیونکہ ع ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد ٭

اسی طرح جن اصحاب نے مثل سعد بن عبادہ انصاری وغیرہ حضرت ابوبکر رض کی بیعت نہین کی اہلسنت ان کو خارج از اسلام سمجھتے ہین جیساکہ شاہ صاحب کا قول ہے۔

"حقتعالے در قرآن مجید منکر خلافت ثلثہ اینز در آیہ استخلاف کافر فرمودہ"

اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرماتے ہین کہ

"منکر خلافت صدیق اکبر را اکثر کتب فقہ کافر نوشتہ اند"

اور فتاواے عالمگیری مین ہے کہ

من انکر خلافہ ابی بکر و عمر — جس شخص نے ابوبکر اور عمر کی خلافت سے انکار کیا

فقد کفر۔ — پس وہ کافر ہوا۔

قطع نظر اسکے بہت سے اصحاب ایسے ہین جن کو اہلسنت علانیہ کافر و مرتد کہتے ہین جسپر حدیث "اصحابی" مندرجہ بخاری شریف جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے شاہد ہے اور شاہ صاحب تو اسقدر اُن اصحاب کو برا سمجھتے ہین کہ ان لوگون کو لفظ صحابہ سے بھی منسوب کرنا گوارا نہین فرماتے جسپر آپکی یہ تحریر صاف دلالت کرتی ہے کہ

"ہیچکس از اہل سنت آن جماعت را صحابہ نمی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست"

اب فرمائیے کہ اہلسنت کہان کل اصحاب کو سب امت سے مرتبے مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل سمجھتے ہین۔ سبحان اللہ حضرت عمر سے دربار سعد بن عبادہ جیسے جلیل القدر صحابی کو منافق کہین۔ حضرت عثمان صحابہ کبار کی تحقیر کرین۔ شاہ صاحب اس شد و مد سے اصحاب کو مرتبہ صحابیت سے خارج کرین۔ جو اصحاب کبار بیت الشرف جناب سیدہ علیہا السلام مین جمع ہون

اُن کو مفتری اور فتنہ پرداز فرمائین اور مردودان خدا سے نسبت دین۔ (نعوذ باللہ) اور آیات و احادیث سے چشم پوشی کر کے حضرت عمرؓ کی پیروی مین انصار کو ایمان و اسلام کا دشمن ٹھہرائین۔ یہ سب تو مباح ہوا اور امامیہ انھین اقوال و اسناد پر اگر اصحاب منافقین و فاسقین کی نسبت یہی عقیدہ رکھین کہ "ہیچ کس از امامیہ ان جماعت را صحابہ نمی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست" تو اہلسنت اسکا نام تبرا رکھین اور اصحاب منافقین کو بُرا سمجھنے پر شیعون کو زمرۂ اسلام سے خارج کرین اور لوح کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کو ان الفاظ سے زینت دین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم

حالانکہ کتب اہل سنت مین حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی کلمہ گو کافر کہے تو دونون مین سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی یعنی جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر تھا تو خیر ورنہ کہنے والا کافر ہوگا"

غرض اقوال مذکورۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلسنت کل اصحاب کو ہرگز ہرگز اچھا نہین سمجھتے۔ اِس صورت مین آپ کا بالاجمال صحابۂ کرام فرمانا مصلحت اور حکمت سے خالی نہین ہے۔ لہٰذا صاف کیون نہین فرماتے کہ مابہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ ثلثہ ہے یعنے اہلسنت منجملہ کثیر التعداد اصحاب کے صرف انھین حضرات کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور انھین کو ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل جانتے ہین۔ حالانکہ خود انھین کے علمائے کرام اور ائمۂ عظام نے ان کے اعمال۔ افعال و کردار رفتار و گفتار کی پردہ دری کی ہے اور امنوا وعملوا الصلحت وامر بالمعروف وانھی عن المنکر کو پیش نظر رکھکر ان کے پوست کندہ حالات اپنی اپنی کتابون مین درج کیے ہین مگر اہلسنت خواہ بمصلحت دنیا خواہ از راہ تعصب خواہ بوجہ لاعلمی صحیح روایتون سے چشم پوشی کر کے اب تک اُنھین

مابہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ ثلثہ ہے

روایات منافی ایمان صحابہ ثلثہ

جھوٹی روایتون اور ضعیف حدیثون پر ایمان لائے ہوئے ہین - جو اُن ہر سہ حضرات کو لاشے سے شے بنانے کے لئے وضع کی گئی تھین اور جنکے موضوع ہونے کا خود اُنھین کے علما، کرام کو اعتراف ہے جیسا کہ شرح مشکوٰۃ کی جلد چہارم کے صفحہ ۲۵۰ مین ہے کہ

"احادیث در مناقب و فضائل ابوبکرؓ از صحاح و حسان و ضعاف بسیار وارد شدہ و بعضے محدثین بر بعض آنہا سکم بوضع کردہ اند۔

بااین ہمہ اُن کے دماغ اُنھین پھولون سے بسے ہوے ہین جن مین ذرا بھی نور ایمان کی جھلک نہین بجا ف اسکے امامیہ اس ہر سہ کا سب سبوتے تمہید کتاب مین تحریر فرمایا ہے کہ ...

شیطان نے بعد ایمان کے کثیر مسلمانون کو بہکایا اور اُن کے دلون کو باطل عقیدون سے بچیتا ریک کر دیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے۔

اُنھین کی ذات بابرکات کو سمجھتے ہین۔ جس پر خود اقوال علما، کرام و فضلا عظام اہلسنت شاہد ہین کہ دین خدا مین جسقدر شبہات و اعتراضات پیدا ہوے وہ سب اُنھین اصحاب کی بدولت پیدا ہوئے ہین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین بظاہر بڑے ایمان و اسلام کا دعویٰ کیا کرتے تھے لیکن باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ سامنے تو احکام رسالت و نبوت پر اظہار رضامندی کرتے تھے مگر پس پشت مخالفت پر تُلے رہتے تھے۔ احکام اوامر و نواہی کی تعمیل سے منحرف تھی اپنی رائے کو دخل دے کر آپ کے احکام پر ایسے ایسے سوالات و اعتراضات و شبہات کیا کرتے تھے جو سراسر ایمان کے منافی تھے۔ آخر کار اس تخم عمل سے وہی حاصل ہوا جو مقتضاے تخم عمل تھا یعنی

"گندم از گندم بروید جَو ز جَو"

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک سے عناد کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ جناب رسالت مآب

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کثیر مسلمانون کے دل باطل عقیدون سے تاریک اور بہت فرقے گمراہ ہوجائین۔ یہی اصحاب توہین جنھون نے احکام رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین عموماً اور تعمیل وصیت مین خصوصاً کھلم کھلا مزاحمتین اور مخالفتین کی تھین اگرچہ یہ واقعات آگے تحریر کئے جائینگے لیکن بنظر اطمینان خاطر اسجگہ دو ایک علماے کرام وفضلاے عظام اہلسنت کی اُن روایتون کا خلاصہ اس جگہ درج کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے اہل انصاف پر روشن ہوجائیگا کہ شیعہ حسب اقوال علماے اہل سنت صحابۂ ثلثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت وخلافت تسلیم نہ کرنے مین خدا و رسول ﷺ کے مطیع ومنقاد ہین۔

تحریر وصیت رسول اللہ ﷺ

بھائیو! ذرا گوش ہوش سے سنو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی پیاری اُمت کو آیندہ گمراہی سے بچانے کے لئے وصیت آخری تحریر فرمانے کی غرض سے دوات وقلم طلب فرماتے ہین اور اصحاب جان نثار فرمان بردار بے ایمان اور سچے اسلام لانے والے۔ فرمان نبوت ورسالت کو ہذیان سے تعبیر کرتے ہین تعمیل حکم مین مزاحمت ومخالفت۔ جیسا کہ محمد عبدالکریم صاحب شہرستانی امام اور رکن اعظم اہل سنت اپنی مشہور کتاب "ملل ونحل" مین تحریر فرماتے ہین۔

اعلم ان اول شبهة وقعت فی الخلیقة	واضح ہو کہ اول جو شبہہ عالم مین واقع ہوا
شبهة ابلیس لعنة الله علیه مصدرها	وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا کہ اُسنے
استبداده بالرای فی مقابلة النص و	خدا کے مقابلہ مین اپنی راے کو دخل دے کر حضرت
اختیاره الهوی فی معارضة الامر و	آدم کو سجدہ کرنے سے اس دلیل کے ساتھ انکار
استکباره بالمادة التی خلق وهی النار علی مادة	کیا کہ مین تو آگ سے خلق کیا گیا ہون اور آدم
آدم علیه السلام وهی الطین الی اخره فاول تنازع وقع	خاک سے اور اول جو نزاع اسلام مین واقع ہوئی

فی مرضہ علیہ السلام ما رواہ
محمد بن اسمعیل البخاری باسنادہ
عن عبداللہ بن عباس قال
لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم مرضہ الذی مات فیہ
قال ائتونی بدواۃ وقرطاس
اکتب لکم کتابا لن تضلوا
بعدی فقال عمر ان رسول
اللہ قد غلبہ الوجع حسبنا
کتاب اللہ وکثر اللغط فقال
النبی علیہ السلام قوموا عنی
لاینبغی عندی التنازع۔
(ملل ونحل صـ۱۱۰)

وہ قصہ قرطاس ہے جسکو محمد بن اسمعیل بخاری نے
عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے
کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
مرض الموت مین قلم دوات طلب کیا اور فرمایا
کہ مین ایک نصیحت نامہ لکھدون تاکہ تم ہرگز
میرے بعد گمراہ نہ ہو یہ سنکر حضرت عمرؓ نے
کہا کہ تحقیق رسول خدا بوجہ کرب کے ایسا کہتے ہین
یعنی (ازراہ ہوش وحواس اُن کی یہ فرمائش
نہین ہے) لہذا کاغذ دوات لانیکی ضرورت نہین
اسپر حاضرین مین اختلاف ہوا اور بحث ہونے لگی
اور آوازین بلند ہوئین جس سے ناراض ہوکر حضرت
نے حکم دیا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ کیونکہ
میرے سامنے جھگڑا سزاوار نہین

یہ روایت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اِس طرح تحریر فرماتے ہین :-

درکتب صحاح مذکورست کہ آن حضرت
درحین اشتداد مرض کہ اصحاب درحجرۂ شریف
مجتمع بودند فرمود کہ دوات وصحیفہ برائے من
بیارید تا برائے شما وصیتے نویسم کہ بعد ازمن
ہرگز گمراہ نشوید۔ پس اصحاب اختلاف کردند۔

کتب صحاح مین مذکور ہے کہ جسوقت آنحضرتؐ
پر مرض کی شدت طاری ہوئی اسوقت اصحاب حجرۂ
شریف مین جمع تھے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ دوات
اور کاغذ لاؤ تاکہ تم لوگون کے واسطے ایک وصیت نامہ
لکھدون کہ میرے بعد لوگ ہرگز گمراہ نہون پس اصحاب نے اختلاف کیا

بعض گفتند انچہ فرمود عمل باید کرد دوات و
صحیفہ باید داد ہر چہ خواہد بنویسد بعضی گفتند
مناسب نیست آن سرور را درین محل مشغول
بہ کتابت داریم کہ وقت وے تنگ ست
عمر رضہ درین جانب بود گفت درد والم بر حضرت
مستولی ست و قرآن مجید درمیان ماہست
ما را بس ست و در بعضی روایات این نیز آمدہ
است کہ از دائرۂ اختیار او بیرون ست شاید
کہ این سخن ازان سخنان باشد بعضے مردم خیال
کنند کہ ہذیان می گویند دیگر نیز موافق عمر
بودند جمعے از مخالف تا اختلاف افتادہ آوازہا
بلند شد آنحضرت فرمود برخیزید از پیش من
کہ اصوات بحضور رسول خدا جائز نیست

مکالمۃ روح النبوۃ

صفحہ ۸۷۸

مطبوعہ مظہر العجائب

بعض نے کہا کہ حکم کی تعمیل کرنا چاہئے اور
دوات و کاغذ حاضر کرنا چاہیئے تاکہ جو کچھ حضرت
تحریر فرمانا چاہتے ہین تحریر فرمائین بعض نے کہا
اسوقت حضرت پر مرض کا غلبہ ہی دوات قلم نہین
دینا چاہئے عمرؓ اس جانب تھے (یعنی انکار کرنے
والون کے موافق تھے) کہا کہ حضرت پر درد والم
طاری ہی اور قرآن ہمارے درمیان ہی ہمکو کافی ہی
بعض روایتون مین یہ ہی کہ جس طرح بیماری مین بیمار پر
ایک حالت بدحواسی طاری ہوجاتی ہے اور وہ اپنے
اختیار سے باہر ہوجاتا ہے شاید حضرت کا بھی ارشاد
اسیطرح ہو جسکو لوگ ہذیان کہتے ہین پس ایک گروہ
تو حضرت عمر کی راے سے متفق تھا اور دوسرا گروہ آپکی
راے کے خلاف آخر اس اختلاف کی نوبت یہانتک پہونچی
کہ باہم زور زور سے چلا کر شور وغل کرنیلگے اسوقت آنحضرتؐ نے
ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہ رسولؐ خدا کے
سامنے شور وغل کرنا جائز نہین ہی۔

شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب کتاب الفرایض والحقوق اور امہات الامۃ
مین تحریر فرماتے ہین۔

جن لوگون کے دلون مین خلافت کی کھچڑی پک رہی تھی اُس کا بھانڈا دوات قلم طلب

کرنیکے وقت چھوٹ گیا۔ پیغمبر صاحب نے بھی وصیت کی کچھ صراحت نہ فرمائی کہ کیا لکھوانا چاہتے تھے
مگر جنکے دلونمین تمنائے خلافت چٹکیان لے رہی تھی انھون نے تو دھینگا مشتی سے منصوبہ کو چٹکیون
مین اُڑا دیا اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ ہماری ہدایت کیلئے قرآن بس کرتا ہے اور چونکہ پیغمبر
صاحب کے حواس برجا نہین ہین کاغذ دوات وقلم کا لانا کچھ ضرور نہین خدا جانے کیا کا کیا
لکھوا دین گے ::

شبلی صاحب کے نزدیک واقعۂ قرطاس کی بے بنیادی

اگرچہ یہ روایتین بہت ہی صاف اور واضح ہین لیکن چونکہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی صاحب پر المنت کو بہت اعتبار ہے لہذا اس جگہ اُن کا قول بھی نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

واقعۂ قرطاس رسول اللہ کی بیماری کا بڑا مشہور واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپنے وفات سے تین روز پہلے قلم دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین تمھارے لئے ایسی چیز لکھ دون کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہو اسپر حضرت عمر نے لوگون کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے حاضرین مین سے بعضون نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتین کر رہے ہین۔ روایت مین (ہجر) کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہین یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی اور کیا ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر مبارک پر ہین اور اُمت کے درد و غمخواری کے لحاظ سے فرماتے ہین کہ لاؤ مین ایک ہدایت نامہ لکھدون جو تمکو گمراہی سے محفوظ رکھے یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے جو ہدایت ہوگی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اسلئے اس مین سہو وخطا کا احتمال نہین ہوسکتا! باوجود اس کے حضرت عمرؓ بے پروائی ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کچھ ضرورت نہین ہم کو قرآن کافی ہے
طرفہ یہ کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرتؐ کے ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا ہے (نعوذ باللہ منہا) یہ اعتراض ایک سے چلا آتا ہے اور مسلمانون کے دو مختلف گروہ نے

اس پر بڑی طبع آزمائیان کی ہین یہان تک کہ یہ مسلہ چھیڑا گیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے کیونکہ ہذیان انسانی عوارض مین ہے اور آنحضرت صلعم انسانی عوارض سے بری نہ تھے

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۴۰ و ۴۱)

شبلی صاحب کی اس تحریر سے پہلا فائدہ تو ہم کو یہ حاصل ہوا کہ جناب شاہ صاحب نے تحفہ کے صفحہ ۲۹۰ مین بپردہ داری حضرت عمرؓ کی ان الفاظ مین کی ہے۔

"زکا بہ یقین ثابت شد کہ گوئندہ این لفظ (ہجر) عمر بود در کثیر روایات قالوا واقع ست۔

اس کی پردہ دری ہوگئی کہ قالوا نہ تھا بلکہ قال تھا اور قائل اس قول کے حضرت عمرؓ ہی تھے جنکی شان مین شبلی صاحب فرماتے ہین کہ "اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی کیا ہوگی" شبلی صاحب نے صرف اس پر قناعت نہین کی بلکہ حضرت عمرؓ کی تائید مین وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی نسبت اپنے علماء کا یہ فتوی بھی پیش کر دیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے۔ اس کے بعد جناب شبلی صاحب جو کچھ فرماتے ہین اس سے تو اور ہی کچھ گل کھلتا ہے یعنی جس واقعہ کی صحت پر امام محمد اسمعیل بخاری صحیح مسلم اور کل محققین۔ محدثین و متکلمین اہلسنت متفق ہین اور صاحب ملل و نحل حضرت عمرؓ کی اس خطا کو شیطان کی مخالفت سے مثال دیتے ہین۔ جناب شمس العلما حضرت عمرؓ کی خاطر وقوع واقعہ سے ہی صاف انکار کر کے فرماتے ہین کہ نہ آن حضرت صلعم نے قلم و دوات طلب کی تھی اور نہ حضرت عمرؓ نے ہذیان کہا تھا۔ جناب ممدوح کی وہ عبارت یہ ہے:۔

یہ روایت اگر خواہ مخواہ صحیح بھی سمجھی جائے تب بھی بہرحال اسقدر تسلیم کرنا ہوگا کہ راوی نے روایت مین دو واقعات چھوڑ دیے ہین جن سے لوگون کو خیال ہوا کہ آنحضرت ہوش مین نہین ہین اور بیہوشی کی حالت مین قلم دوات طلب فرما رہے ہین۔ پس ایسی روایت سے کہ جسمین راوی نے

واقعہ کی نہایت ضروری خصوصیت چھوڑ دی کسی واقعہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہے اسکے ساتھ جب ان امور کا لحاظ کیا جائے کہ اتنے بڑے عظیم الشان واقعہ مین تمام صحابہ مین صرف عبداللہ بن عباس اسکے راوی ہین اور ان کی عمر اسوقت کل تیرہ چودہ برس کی تھی اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ خود واقعہ کے وقت موجود نہ تھے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ممکن ہے کہ کسی کوتاہ نظر پر یہ امر گران گذرے کہ بخاری اور مسلم کے کسی راوی کی نسبت یہ شبہہ کرنا کہ وہ واقعہ کی پوری حیثیت محفوظ نہ رکھ سکا اس سے کہین زیادہ تر آسان ہے کہ رسول اللہ کی نسبت ہذیان اور حضرت عمر کی نسبت گستاخی کا الزام لگایا جائے (الفاروق حصۂ اول صفحہ ۵۰۱)

شبلی صاحب کے کلام پر تنقید

اگرچہ شبلی صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس کو واقعہ کے وقت غیر حاضر بتایا ہے لیکن خود ہی اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ مین اُن کا واقعہ کے وقت موجود ہونا ان الفاظ مین لکھا ہے۔

بخاری باب کتابتہ العلوم مین جو حدیث مذکور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اس واقعہ کے وقت موجود تھے۔

یہ لکھکر بربناے روایت فتح الباری فرماتے ہین کہ

"محدثین نے بدلائل قطعیہ ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس موجود نہ تھے۔

غرض شبلی صاحب نے فتح الباری کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی عدم موجودگی پر جو زور دیا ہے اس سے بمصداق "مطلب سعدی دیگرست" ایک صحیح واقعہ سے اپنے مذہب والون کے خیالات کا پھیرنا مقصود ہے اور چونکہ بخاری شریف سے حضرت ابن عباس رض کا موجود ہونا اور حضرت عمر رض کا ہذیان کہنا بخوبی ثابت ہوچکا ہے۔ لہذا اس موقع پر انھون نے اپنے حصول مطلب کیلئے فتح الباری سے بخاری شریف کی روایت کو جھوٹا ٹھہرانا چاہا مگر جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوات وقلم طلب فرمانا اور حضرت عمر کا ہذیان کہنا خود بخاری شریف سے ثابت ہے جسکو کل محدثین ومتکلمین تسلیم

کر چکے ہین تو ایک شبلی صاحب کے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ البتہ اِن توجیہات و تاویلات سے شمس العلما کا تبحر تام معلوم ہو گیا اور اصح الکتب بعد کتاب باری بخاری کی منزلت پر داغ لگا۔ اگر ایسے بھی ہمارے سُنّی بھائی شبلی صاحب ہی کی تحریر کو بمنزلہ آیت قرآن سمجھین تو لازم ہے کہ بجائے بخاری شریف کے فتح الباری تو اصح الکتب بعد کلام باری قرار دین اسلیئے کہ جناب شمس العلما نے ایسے جید امام کی وقعت و منزلت پر داغ لگایا ہے جو رکن اعظم اور راس الرئیس اہلسنت ہین اور جس کی ایک ہی حدیث کی تکذیب سے انکی کتاب کا وقار و اعتبار رخصت ہوتا ہے۔ جناب شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے محض اس خیال سے کہ اس روایت سے حضرت عمرؓ کے ایمان و اسلام پر بڑا داغ لگتا ہے بخاری شریف کی اس روایت کو غیر معتبر بتایا ہے۔ حالانکہ سیرۃ النبی مین دربارہ عظمت اور وقعت بخاری شریف یہ تحریر فرماتے ہین کہ :-

اس واقعہ پر ایک ناصح نکتہ چین کے قابل نے یہ مسئلہ پیدا کیا ہے کہ حدیث و روایات مین بخاری اور مسلم۔ بڑھکر کوئی شخص کامل فن نہین پیدا ہوا۔ رسول اللہ کے ساتھ جو ان کو عقیدت اور خلوص اور شیفتگی تھی اُسکے لحاظ سے وہ تمام محدثین پر ممتاز تھے۔ باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتین بیہقی۔ طبرانی۔ وغیرہ مین پائی جاتی ہین بخاری اور مسلم مین ان کا پتہ نہین لگتا۔

نیز شبلی صاحب نے اِس روایت پر بپاس خاطر حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی موجودگی سے جو انکار کیا ہے وہ بھی صریحاً کتاب العلم بخاری اور دیگر راویان اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے کیونکہ اول تو خود انھون نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی عمر اُس وقت تیرہ چودہ برس کی تسلیم کی ہے۔ اور یہ زمانہ عمر رشد کا زمانہ ہے عرب مین اِس عمر کے لڑکے بالغ ہو جاتے ہین نیز مستند روایتین اِس بات پر شاہد ہین کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنی جوانی اور بڑھاپے کے زمانہ مین بھی اِس غمناک

واقعہ کو کبھی فراموش نہین کیا بلکہ ہمیشہ یاد کرکے گریۂ و بکا فرمایا کرتے تھے اور رسول اللہؐ کے آخری وصیت کو ہذیان کہکر روک دینا اُن پر عمر بھر شاق رہا ملاحظہ ہو۔ روایت بخاری کتاب الخمس در باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب جس کی نقل یہ ہے۔

وفی روایۃ سلیمان بن ابی مسلم	سلیمان بن ابی مسلم سے مروی ہے ابن عباس
الاحول قال ابن عباس یوم الخمیس	عبداللہ نے کہا ہائے یوم پنجشنبہ۔ او یوم پنجشنبہ
وما یوم الخمیس ثم بکی حتی	کیا مصیبت عظیم کا دن تھا کہ اس پنجشنبہ کو یہ نوبت
بلّ دمعہ الحصی قلت یا ابن عباس	کرتی ہے کہ جس پنجشنبہ کو قصہ قرطاس واقع ہوا
وما یوم الخمیس قال اشتد برسول	اتنا کہکر وہ اس شدت سے رونے لگے کہ ان کے
اللہ وجعہ فقال ائتونی بکتف	آنسوؤن سے سنگریزے تر ہو گئے۔ میں نے پوچھا
اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی	کہ اے ابن عباس یوم پنجشنبہ کیا سانحہ ہوا
ابدا۔ فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی	جو اس دن گذرا انھوں نے کہا کہ اس دن
تنازع فقالوا ما شانہ اھجر	پیغمبر خدا پر درد غلبہ حالت تب میں فرمایا کہ
استفہموہ فذھبوا یردون علیہ	میرے پاس شانہ شتر (یعنی دوات قلم) لاؤ کہ تمھارے
فقال دعونی فالذی انا فیہ	واسطے ایک نوشتہ لکھدوں کہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ
خیر مما تدعونی الیہ	نہوگے اسپر اصحاب نے نزاع کی حالانکہ انبیاء و مرسلین
	کے حضور میں حجت و تکرار کرنا روا نہیں ہے پس
منقول از	اصحاب نے یہ کلام ہذیان سمجھکر پوچھا کہ آپ کیا چاہتے
(تشیید المطاعن)	ہین اسپر حضرت نے فرمایا کہ بہتر ہے مجھ کو میرے حال
جلد اوّل	پر چھوڑ دو۔
(صفحہ ۲۶۹)	

ہر چند کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اِس بیان سے شبلی صاحب کا قول کافور ہوگیا مگر قطع نظر اِس کے خود شبلی صاحب کی تحریر سے بھی اُن کے قول کا بطلان ہوتا ہے اِس لئے کہ جناب ممدوح نے صرف اسی موقع پر حضرت عمرؓ کی خاطر حضرت عبداللہ کو صغیر السن بتلا کر روایت قرطاس کو غیر معتبر قرار دینے کی کوشش کی ہے ورنہ دوسری عام روایتوں میں تو انھیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو باوجود اِسی کم سنی اور طفلیت کے بوجہ ان کی خاص قابلیت اور فہم و فراست کے دیگر اصحاب کبیر السن پر فضیلت دی ہے اور ان کے اقوال کو دیگر اصحاب شیوخ کے مقابلہ میں مؤثر مفتخر مستند اور معتبر بتایا ہے جیسا کہ الفاروق حصہ اوّل کے صفحہ ۱۸۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس کو حضرت عمر نے گویا اپنے دامن تربیت میں پالا تھا یہانتک کہ لوگوں کو اسپر رشک ہوتا تھا۔ خود حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر مجھ کو شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔ بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ اس نوعمر کو ہمارے ساتھ کیوں شریک کرتے ہیں اور ہمارے لڑکوں کو جو اُن کے ہمسر ہیں کیوں یہ موقع نہیں دیتے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ جس کی قابلیت تم کو بھی معلوم ہے۔

اور عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے۔

کان عمر یحب ابن عباس و یقربہ — یعنی حضرت عمر ابن عباس کو محبوب رکھتے اور تقرب دیتے تھے۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب حضرت عمر کی مجلس میں کوئی مسئلہ پیش ہوتا تھا تو عبداللہ بن عباس اس کا جواب دینا چاہتے لیکن کم سنی کی وجہ سے جھجکتے۔ حضرت عمر ان کی ہمت بندھاتے اور فرماتے کہ علم سن کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہیں ہے"

سبحان اللہ خود ہی تو شبلی صاحب حضرت عمرؓ کی زبان سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے

اقوال کی نسبت یہ لکھتے ہین کہ

"علم سن کی کمی وبیشی پر موقوف نہین ہے اور ان کے اقوال کو صحابہ شیوخ کے اقوال

پر فوقیت دیتے ہین ۔

اس پر بھی حضرت عمرؓ کی خاطر خدائے پاک کے حکم

لاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (پ۱۔ ع۱۲) اور باطل کو حق سے نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ

سے اعراض کرکے بدیہیات سے انکار کرتے ہین ۔ کیا خوب شاعر نے کہا ہے ۔

چون نہ بیند آفتاب پوشیدہ شد صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

صاحب کا اس واقعہ کو تسلیم کرنا

خیر یہ تو حضرت عمرؓ کے ساتھ جناب تسلی ۔ احب کے عشق کا حال تھا ۔ اب ذرا یہ تو استظر بین ۔ خاتم المحدثین شاہ صاحب کی محبت کا حال بھی سنئے کہ حضرت کو جناب سالتآب صلے اللہ علیہ وآلہ کے قلم و دوات طلب فرمانے اور اس فرمان کو بجا لانے سے انکار نہین ہے مگر جوش محبت فاروقی مین فرماتے ہین کہ اس معاملہ مین حضرت عمرؓ کی دانشمندی پر صد آفرین اور ہزار تحسین ہے کہ انھون نے دوات اور کاغذ نہ لانے دیا اگر کہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کیجاتی تو آنحضرت اس حالت مین کوئی ایسی جدید بات ٹھہرا دیتے جس سے آیت الٰہی کی صریح تکذیب ہوجاتی ۔ معاذ اللہ ! وہ عبارت یہ ہے :۔

نزد عقلا صد آفرین و ہزار تحسین بروقت عقلا کے نزدیک عمرؓ کی باریک بینی پر

نظر عمر ست زیرا کہ قبل ازین واقعہ سہ ماہ صد آفرین و ہزار تحسین ہے کہ اس سے تین مہینے

آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم قبل آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم ۔ الخ

دینکم واتممت علیکم آج ہمنے تمھارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمتون کا

نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا — تکملہ تم پر کردیا اور تمہارے دین اسلام سے ہم راضی و

نازل شد و ابواب تنسیخ و تبدیل و زیادۃ و نقصان — خوشنود ہوے) نازل ہوچکی تھی اور دروازے تنسیخ

را در دین مطلقا مسدود ساختہ مہر ختم بران نمودہ — و تبدیل اور کمی و بیشی کے دین مین بند ہوچکے تھے

گذاشتہ در ہمین آیہ اشارت کرد عمر درین عبارت — اور مہر کردی گئی تھی اس آیت کی بنا پر عمر نے کہا

حسبنا کتاب اللہ اگر آنحضرت درین حالت — تھا کہ ہم کو خدا کی کتاب بس ہے کیونکہ اگر ایسی حالت

چیزے جدید کہ سابق در کتاب شریعت نیامدہ — مین آنحضرت کوئی جدید بات جو قرآن و حدیث مین

بودنبویسانید موجب تکذیب این آیہ خواہد شد۔ — مذکور نہ تھی لکھا دین تو وہ تحریر باعث تکذیب اس

تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع سنہ ۱۲۹۴) — آیت کے ہوگی۔

بھائیو غور کرو جناب شاہ صاحب نے حضرت عمرؓ کی خاطر رسالت و نبوت پر کیسا دھبہ لگایا ہے حالانکہ خود حضرت نے تحفہ مین لکھا ہے کہ انبیا علیہم السلام حالت غشی اور بیہوشی مین بھی ہذیان وغیرہ سے پاک ہین اور وہ یہ ہے۔

حق تعالیٰ انبیا را بجہت کرامت بزرگی — خدائے تعالیٰ نے انبیا کو ان کی مرتبت و

ایشان در حالت غشی و بیہوشی نیز از انچہ خلاف — کرامت کی وجہ سے حالت بیہوشی مین بھی اُن

مرضی او تعالیٰ باشد معصوم میدارد قولاً و فعلاً — اُمور سے جو خلاف مرضی خدا ہون معصوم کیا

ہر چہ مرضی حق ست از ایشان صادر می شود — ہے اور اس حالت مین بھی اُن سے مطابق

در خواب نیز دل این بزرگان آگاہ و خبردار — مرضی خدا امور سرزد ہوتے ہین اور ان بزرگون

می باشد — کے دل خواب مین بھی روشن و منور رہتے

(تحفہ صفحہ ۲۹۷) — ہین۔

اب آپ علمار اہلسنت کی دیانت و راستبازی پر غور فرمائیے کہ اپنی غرض کی خاطر آداب رسالت

افشار راز در
بارہ تحریر وصیت

و نبوت کا بھی مطلق لحاظ و پاس نہین کرتے اور یہ سب کچھ اسلئے کیا جاتا ہے کہ قلم و دوات نہ دینے مین جو راز پنہان تھا وہ فاش نہو لیکن بقول حافظ ؎

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر　　نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

و حضرت عمرؓ ہی نے اپنا راز فاش کر دیا یعنے ابن ابی الحدید کی روایت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کی محبت مین کہ شر حق کو چھوڑ باطل کیطرف میل فرما جاتے تھے اور اپنی وفات کے وقت قلم دوات اس غرض سے طلب کی تھی کہ علی کے نام خلافت لکھدین مگر مین نے لکھنے نہ دیا۔

ہم اُس روایت کا ترجمہ کتاب تشیید المطاعن کے صفحہ (۳۷۱ و ۳۷۲) سے بغرض دلچسپی ناظرین اِس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

ابن ابی الحدید از ابن عباس　　ابن ابی الحدید ابن عباس سے روایت

روایت کردہ است کہ گفت من در راہ　　کرتے ہین کہ مین (ابن عباس) سفر شام مین

شام با عمر بودم روزے دیدم کہ　　عمر کے ساتھ تھا ایکدن اُن کو مین نے دیکھا کہ

بر شتر خود سوار ست و تنہا میرود　　اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اکیلے جا رہے ہین

من از پئے او رفتم گفت اے پسر عباس　　مین بھی اُن کے پیچھے چلا اُنھون نے مجھ سے کہا

من شکایت می کنم تو از پسر عمت　　کہ مین تم سے تمھارے بھائی (یعنی علیؑ) کی شکایت

یعنے (علی) سوال کردم از و کہ　　کرتا ہون مین نے کہا فرمائیے اُنھون نے کہا

با من بیاید قبول نہ کرد و ہمیشہ اُو را　　کہ مین نے علیؑ سے کہا تھا کہ میرے ہمراہ آئین

با خود غضبناک می یابم۔ تو چہ گمان داری　　مگر نہ آئے اور مین ہمیشہ اُن کو اپنی طرف سے

که غضب و خشم او از چه جهت ست گفتم
ناراضی پاتا ہون ان کے اِس غصہ و خفگی کا سبب

تو ہم سببش را می دانی گفت گمان می کنم
مجھے تم بتاؤ مین نے کہا اِس کا سبب آپ

که غضب او برای فوت خلافت ست ازو
خود جانتے ہین تو کہا کہ مین سمجھتا ہون خلافت

گفتم که سببش ہمین ست که او چنین می داند
نہ ملنے کا سبب ہے مین نے کہا یہی وجہ ہے

که جناب رسول خدا صلعم خلافت را
اُن کو خیال ہے کہ جناب رسول خدا اُن کو

از برای او میخواست عمر گفت ہرگاہ خدا نخواسته
خلیفہ کرنا چاہتے تھے عمر نے کہا جب کہ خدا نے

که باو برسد خواسته جناب پیغمبر چه فائده کرد
نہ چاہا کہ علیؑ خلیفہ ہون تو پیغمبر خدا کے چاہے

رد دل امرے را خواست و خدا غیر آن را
سے کیا ہو سکتا تھا رسول نے جس امر کو چاہا

خواست مگر ہر چه پیغمبر می خواست نمی شد۔
مگر خدا نے کچھ اور چاہا پس پیغمبر کا چاہا کچھ نہ ہوا

رسول خدا خواست که عم او ابو طالب مسلمان
پیغمبر نے بہت چاہا کہ اُن کے چچا ابو طالب

شود چون خدا نخواست نه شد پس ابن ابی الحدید
مسلمان ہو جائین مگر چونکہ خدا نے نہ چاہا نہ ہوے

گفته است که در روایت دیگر چنین ست
ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ دوسری

که عمر گفت که حضرت رسول خدا صلے اللہ
روایت مین یہ ہے کہ رسول خدا اپنے

علیه و آله وسلم خواست که در مرض موت خود از
مرض موت مین ان کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر

برای خلافت او را ذکر کند پس من مانع
مین یہ خیال کر کے (کہ ان کی خلافت سے

شدم او را از ترس فتنه و از خوف آن که
فتنہ و فساد برپا ہون گے اور اسلام برباد

از امر اللہ پراگنده شود پس حضرت رسول خدا
ہو جائے گا) مانع ہوا رسول اللہ میرے خیال پر

صلعم دانست آنچه در نفس من بود و نه گفت و
مطلع ہو کر سکوت کر گئے اور جو منظور خدا تھا

خدا آنچه مقدر کرده بود شد۔
وہ ہوا۔

ایضا روایت کردہ است از ابن عباس کہ
گفت من داخل شدم بر عمر در اول خلافتش
واز برای او یک صاع خرما بر روے
حصیرے ریختہ بودند و می خورد مرا تکلیف کرد
یک دانہ برداشتم و او ہمہ را خورد و سبوے
آبے پیش او گذاشتہ بود برداشت و
بیاشامید و تکیہ کرد بر بالش و حمد خدا
بجا آورد۔ پس گفت از کجا می آئی اے
عبداللہ گفتم از مسجد گفت پسر عمت را بر چہ
حال گذاشتی گمان کردم کہ عبداللہ بن
جعفر را می گوید گفتم با ہمسنان خود بازی
میکرد گفت او را نمی گویم بزرگ شما اہلبیت
را میگویم گفتم در بستان مشغول بہ آب کشیدن
بود و تلاوت قرآن می نمود گفت عبداللہ
ترا سوگندی دہم کہ خونہاے شتران بر تو
لازم باشد اگر کتمان کنی کہ آیا در نفس او

ابن ابی الحدید سے دوسری روایت یہ ہے کہ ابن عباس
نے کہا کہ مین حضرت عمر کے پاس انکی ابتداے خلافت
مین گیا اسوقت ایک حصیر پر خرمے رکھے ہوے تھے اور
وہ کھا رہے تھے مجھ سے بھی کھانے کو کہا مین نے ایک
دانہ کھایا اور وہ سب کھا گئے اور پانی جو گھڑے مین رکھا
ہوا تھا پیا اور تکیے پر سہارا کر کے شکر خدا کیا اور مجھ سے
پوچھا کہان سے آرہے ہو مین نے کہا مسجد سے پھر
کہا کہ اپنے بھائی کو کہان اور کس حال مین چھوڑا مین
یہ سمجھکر کہ عبداللہ بن جعفر کو پوچھتے ہین کہا کہ اپنے
ہمجولیون کے ساتھ کھیل رہے ہین انھون نے کہا
مین عبداللہ کو نہین پوچھتا بلکہ سردار اہلبیت کو
پوچھتا ہون مین نے کہا کہ باغ مین آب کشی
کر رہے تھے اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے
اسپر انھون نے کہا کہ اے عبداللہ! تم کو
قسم دیتا ہون کہ خون شتر پیو اگر نہ بتاؤ کہ
علیؑ کے دل مین خلافت کا کچھ ادعا ہے

ازادعاے خلافت چیزے ماندہ است
گفتم بلے گفت آیا گمان می کند کہ رسولخدا
صلعم نص بر خلافت او کردہ است گفتم بلے

مین نے کہا کہ ہان۔ حضرت عمر نے کہا کہ
حضرت علی کو خیال ہے کہ حضرت رسولخدا انکو
خلیفہ مقرر کر چکے تھے۔ مین نے کہا کہ واقعی سچ ہے

وزیادہ ہم برین بگویم از پدرم پرسیدم — اور اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ مین نے اپنے باپ سے

از انچہ او دعوت می کند پدرم گفت — اس معاملہ مین استدراک کیا تو انھون نے کہا

راست می گوید عمر گفت از رسول خدا — کہ حضرت علیؑ جو کچھ کہتے ہین سچ کہتے ہین اس پر

گاہے سخنے چند صادر می شد کہ اثبات — حضرت عمر نے کہا کہ حضرت رسول خدا سے

نمی کرد و قطع عذرے نمی نمود یعنے صریح — کبھی کبھی بعض امور مین ایسے کلام سے پیش جاتے

بردوگانہ از بہت خلقی کہ باو داشت میخواہت — تھے جو درست نہ تھے اور کچھ تو ان کی محبت کے

کہ نیز از حق نبوے باطل در باب دیگند — سبب سے ان کے بارے مین ایسا نہ کہنا چاہیے تھا بلکہ

و در مرض موت خواست کہ تصریح اسم او بکند — باطل کی طرف پھر جاتے ہین۔ چنانچہ مرض

من منع کردم او را ازین از براے شفقت بر — موت مین وہ حضرت علیؑ کے نام خلافت کرنا

اُمت و محبت اہل اسلام بحق خانہ کعبہ — چاہتے تھے مگر مین نے اس امر سے بلحاظ شفقت اور

سوگند کہ قریش ہرگز بر او اتفاق نخواہد — محبت اہل اسلام مانع ہوا کعبہ کی قسم قریش

کرد داگر او خلافت را بگیرد قریش در اطراف — حضرت علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرینگے

زمین شورش خواہند کرد پس حضرت رسولؐ — اور اگر وہ خلیفہ ہوے تو چارون طرف سے

خدا علم داشت کہ من یافتم کہ او چہ دید — قریش انپر شورش کرینگے رسول اللہؐ نے

خاطر وارد ساکت شد و تصریح باسم او نہ کرد — یہ سمجھ کر کہ مین ان کے خیالات سے واقف

خدا جاری کرد انچہ مقدر شدہ بود تا اینجا — ہو گیا خاموش ہو گئے اور ان کے نام

ترجمۂ روایات بود ابن ابی الحدید بعد — کی صراحت نہ کی۔ پس جو کچھ مشیت الٰہی

نقل ین روایت این الفاظ گفتہ ذکر ہذا الخبر احمد بن — مین تھا وہی ہوا

ابی طاہر صاحب کتاب تاریخ بغداد فی کتابہ مسند

الحاصل جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس وصیت مین مزاحمت کی گئی اور باوجود
آیۂ شریفہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی" تبلیغ وحی کو ہذیان سے نسبت دی گئی
جسپر تا قیامت کل اُمت کی ہدایت و ضلالت منحصر تھی آخر کار یہی مخالفت بہتر فرقون کی گمراہی کا
باعث ہوئی نیز حضرت عمر نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نافرمانی ہی نہین کی بلکہ آداب
رسالت کو بھی بالاے طاق رکھا کہ حق سبحانہ تعالی تو اپنے حبیب کو یاایھا الرسول یاایھا النبی طٰہٰ ویٰسٓ اور دیگر
القاب سے یاد فرمائے اور آپ ھذا رجل لیھجر کہین باوجودیکہ باری تعالی اپنے پیغمبر کے روبرو شور و
غل اور آواز بلند کرنے کو بذریعہ فرمان

وصیت کے وقت
ہذیان بکنا

یاایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (سورۂ حجرات)

اے ایمان والو اپنی آواز کو رسول کی آواز پر بلند نہ کرو اور جس طرح آپس مین زور سے کلام کرتے ہو اُس طرح رسول سے کلام نہ کرو ورنہ سب اعمال تمھارے باطل ہوجائینگے اور تمھین خبر بھی نہ ہوگی۔

منع فرمائے اور آپ و دیگر اصحاب بے ادبانہ بالین اقدس پر شور مچائین اور محبوب خدا کو اوس بیمارے، ضعف و نقاہت کی حالت مین بھی اذیت و ملال پہونچائین چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ حسب یہ کریمہ

قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایٰت اللہ یجحدون ولقد کذبت رسل من قبلک

ہم جانتے ہین کہ جو کچھ وہ کہتے ہین اُس سے تم کو رنج پہونچتا ہے مگر وہ حقیقت مین تمکو نہین جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیون کا انکار کرتے ہین اور تمسے پہلے بہت سے رسولونکی تکذیب کیگئی ہے

فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی اتھم نصرنا — انھون نے اپنے جھٹلائے جانے پر اور تکلیف دیے جانے پر صبر کیا جب تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد نہ آئی۔ (پ ۷۔ س انعام۔ ع ۴)

مامور بہ صبر تھے اصحاب کی اِس گستاخی پر بہ تعمیل ارشاد باری

واصبر علی ما یقولون واھجرھم ھجرا جمیلا — اور جو کچھ یہ (تمھاری نسبت) کہتے ہین اُسپر صبر کرو اور ان سے اچھی طرح سے ترک تعلق کرو۔

خاموش ہو رہے۔ اور فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔

بھائیو! اب آپ ہی انصاف سے کہو کہ خداے پاک اپنے پیغمبر سے مخالفت کرنے والون کے حق مین رضی اللہ عنہم فرماتا ہے یا

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذالک الخزی العظیم — کیا اُنھون نے اتنی بات بھی نہ سمجھی کہ جو اللہ اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتا ہو اُسکے لئے دوزخ کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی رسوائی ہے۔ (پ ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۸)

باین ہمہ انھین لوگون کو ایمان و اسلام مین کامل سمجھنا اور رضی اللہ منہم کہنا صریح احکام الٰہی کی مخالفت ہی یا نہین قولہ تعالی

فان لم یستجیبوا لک فاعلم انما یتبعون اھواءھم ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ۔ ان اللہ — پھر اگر یہ لوگ نہ مانین تو سمجھ لو کہ یہ لوگ بس اپنی ہی ہوا و ہوس کی پیروی کرتے ہین اور جو شخص خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی ہوا و ہوس کی پیروی کرے اُس سے زیادہ

لایھدی القوم الظلمین۔ گمراہ کون ہوگا۔ بلاشبہہ خدا سرکشون کو منزل مقصود تک نہین پہونچایا کرتا۔

(پ ۲۰۔ س القصص۔ ع ۵)

صحابہ کا شرکت جیش اسامہ سے تخلف

واضح ہو کہ واقعۂ قرطاس سے دو چار دن قبل یہ حضرات لشکر اسامہ سے بھی تخلف کرکے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ و ناراض کر چکے تھے یعنی آنحضرت صلعم نے بحالت مرض حرب روم کے لئے ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اس لشکر کا امیر اسامہ بن زید کو کیا تھا اور بجز علی مرتضیٰ علیہ السلام دیگر مہاجرین انصار اور اصحاب ثلثہ کو اسامہ کے ساتھ جاکر جنگ کرنے کیلئے تاکید فرمائی تھی جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے۔

حکم عالی چنان نافذ شد لہ اعیان مہاجرین جناب رسول اللہ صلعم نے حکم صادر فرمایا

وانصار مثل ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و سعد بن ابی وقاص کہ سوائے علی کے مہاجرین وانصار یعنی ابو بکرؓ

و ابو عبیدہ جراح الاعلی مرتضی کہ ہمراہ آن نہ کرد و عمرؓ و عثمانؓ و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ

دران لشکر ہمراہ اسامہ باشند جراح لشکر اسامہ کے ہمراہ رہین۔

اور اپنے دست مبارک سے علم لشکر اسامہ کو عطا فرماکر بعد ہدایات ضروری فوراً روانگی کا حکم دیا لیکن ان عجیب و غریب جان نثار اور وفاداروں نے جب زمانہ صحت رسول ہی مین کثیر احکام رسالت کی تعمیل نہین کی تھی تو ایسے نازک وقت مین کیا کرتے اسی وقت آن حضرتؐ پر طعنہ زن ہوئے کہ ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا یہ باتین سنکر آپ بحالت ضعف و نقاہت مسجد مین تشریف لائے اور بحالت غیظ و غضب ان اصحاب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ یہ کیا باتین تم لوگ اپنی زبان سے نکالتے ہو آگاہ ہو کہ اسامہ میرے نزدیک تم لوگون سے بہتر ہے اور تم سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے اور بقول صاحب ملل ونحل۔

جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا۔

ارشاد فرمایا۔ اِس واقعے پر بھی جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین بہت کچھ چنان وچنین کرنے کے بعد لفظ (لعن اللہ) کے یہ معنی بتاے ہین کہ

" (جملۂ لعن اللہ) اگر صحیح ہم باشد معنیش آنست کہ از جنگ رومیان پہلوتہی کردن حرام ست "

اِس غم وغصہ کا اثر ہنوز طبع اقدس سے زائل ہونے نہ پایا تھا کہ ان جان نثارون نے اِس زخم پر یہ نمک پاشی کی آخر آپ نے ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا اور ان حضرات کی طرف سے آزردہ خاطر رحلت فرما گئے۔ یا یہ کہا جائے کہ ایذا دینے والون کے لئے خدا کا یہ ارشاد

واصبر وما صبرك الا بالله و	اور (اے رسول) صبر کرو اور تم سے صبر نہو گا
لاتحزن عليهم ولاتك فى ضيق مما	مگر اللہ ہی کی مدد سے اور ان کے متعلق رنج نہ کرو
يمكرون۔ (پ ۱۴۔ س نحل۔ ع ۱۶)	اور وہ جو چال چلتے ہین اُس سے دلتنگ نہو۔

کافی تصور فرمایا۔

الغرض آپ نے اچھا مسئلہ منتخب کیا کہ آغاز کلام ہی مین حقیت مذہب اہلسنت والجماعت کی حقیقت اور مسئلہ فضیلت صحابہ کی قلعی کھل گئی کہ ائمہ کرام اہلسنت سے امام محمد عبدالکریم شہرستانی تو اِس جملہ سے :۔

" اوّل شبہہ جو عالم مین واقع ہوا وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا اور اول نزاع جو اسلام مین واقع ہوئی قضیۂ قرطاس سے ہوئی وہ صحابہ کی بدولت ہوئی۔

اصحاب محمد وحین کی فضیلت کو مرتبۂ اعلےٰ پر پہونچا گئے۔ اور جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب الطاف مذہب اہلسنت پر یہ سند دے گئے۔

" مذہبے کہ مخالف این دو (قرآن وعترت) باشد عقیدۃً وعملاً در امور شرعیۃ نامعتبرست "

بھائیو! اگر تحقیق حق مطلوب ہے تو کتب امامیہ سے اپنے اصحاب ممدوحین کے معائب کی تلاش مین کیون کانٹون مین اُلجھتے ہو۔ اپنے ہی چمنستان کتب مین اپنے اصحاب ممدوحین کے ایمان و افعال کی کیون نہین سیر کرتے ؎

سوے چمن نہ جانہ سوے لالہ زار دیکھ　　تو آپ باغ حسن ہے اپنی بہار دیکھ

علماء اہلسنت کی شہادت سے حسنین کریمین

چونکہ آپ نے دونون مذہبون کی حقیت و بطلان کا دارو مدار اصحاب کی برائی بھلائی پر رکھا تھا اور اصحاب ثلثہؓ اور ان کے تابعین کا ناقص الایمان ہونا انھین چند اقوال محدثین و متکلمین و مفسرین نظام اہلسنت اور احادیث نبویہ اور آیات الٰہیہ سے مثل روز روشن ثابت ہو چکا۔ لہذا مقتضائے حق یہ ہے کہ اہل سنت امامیہ مذہب کے سچے اور اپنے مذہب کے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر سچا مذہب امامیہ کا اختیار کرین ع

تا اس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

یہ اختلاف رفع ہو لیکن مشکل تو یہ ہے ؎

ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید　　جو نہین جانتے وفا کیا ہے

یہ توقع بیجا ہے اسلئے کہ علمائے اہلسنت تو قطعی فیصلہ کر چکے ہین کہ اصحاب ثلثہ کے ایمان اور عقاید مین نقائص اور اہلبیت نبویؐ سے منازعات و مشاجرات اور ان کے حقوق کا تلف کرنا ثابت ہے لیکن اسپر بھی ہم کو مطاعن صحابہ سے چشم پوشی کرنا چاہیے کیونکہ ان حالات کے سُننے سے اصحاب رسول سے خواہ مخواہ بغض پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان لوگون نے اپنے اہل مذہب پر یہ نصیحت کی ہے کہ اُن کتابون کو جن مین صحابہ کے فسق و فجور اور اہلبیت نبویؐ کو ایذائین اور تکلیفین دینے کے حالات درج ہین نہ پڑھو جن مجلسون مین یہ تذکرے ہوتے ہون وہان نہ بیٹھو۔ اور اگر اتفاقاً کہین یہ قضیے سننے مین آجائین تو ان کو سنکر انجان ہو جاؤ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین :-

روش اہلسنت و الجماعت آن ست کہ صحابہ پیغمبر را جز خیر یاد نہ کنند و لعن و سب و شتم و اعتراض و انکار بر ایشان نہ کنند و با ایشان براہ سوء ادب نروند از جہت نگاہداشت صحبت آنحضرت صلعم و از انچہ ایشان در مشاجرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق اہلبیت نبوی در رعایت ادب با ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند و تغافل در زند و گفتہ ناگفتہ و شنیدہ ناشنیدہ انگارند

طریق اہلسنت یہ ہے کہ اصحاب نبی کو بجز نیکی یاد نہین کرتے اور نہ اُن پر لعن و طعن اور اُن کے افعال پر اعتراض و انکار کرتے ہین اور اس بات کا پاس کرکے کہ وہ پیغمبر خدا کے اصحاب ہین اور اُن کی صحبت سے شرف یاب ہین اُن کے ساتھ بے ادبی سے پیش نہین آتے اور اصحاب نے جو بد سلوکیان اور جھگڑے اہلبیت نبوی سے کیئے باوجود صحت اخبار تسلیم کرنے کے بھی اصحاب کے اُن افعال سے صریح چشم پوشی کرین اور اُنہا ہوا نہ کہا ہوا۔ اور سُنا ہوا نہ سُنا ہوا ایک تصور کرین۔

(تکمیل الایمان صـ۶۹)

اور یہ قول تنہا محدث موصوف ہی کا نہین ہے بلکہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اصحاب کے نشہ محبت مین سرشار و بیخود ہوکر بمصداق شعر

ہر کہ را در باغ دیدم مست بود و بیخبر — باغ مست و راغ مست و غنچہ و گلزار مست

یہی ترانے گاتے ہین جس پر صاحب روضۃ الاحباب کی یہ تحریر شاہد ہے :-

علمائے نامدار و اہل سیر کہ نظر بصحت اخبار دارند مدار کار از کتب معتبرہ انتخاب کردہ اند کہ بر ہمین اقوال اکتفا و اعتبار نمودہ اند کہ در مشاجرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بجز سکوت و ذہول خیالی و تصورے نباید نمود۔

علمائے نامدار اور اہل سیر و تاریخ نے بعد صحت جو واقعات و اخبار کتب معتبرہ سے انتخاب کیئے ہین اس امر پر اکتفا و اعتبار کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جھگڑونکے بارے مین بجز خاموشی و فراموشی کے کوئی خیال اور کوئی تصور نہین کرنا چاہیے۔

مطاعن خلیفہ صاحب سوم وغیرہ مندرجہ محرم نامہ

اسی طرح حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب کی تالیفات محرم نامہ وغیرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ اگرچہ جناب ممدوح آل رسولؐ اور اولاد بتولؑ سے عقیدت و مودت رکھتے ہین اور آل رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوے اور جو واقعات کربلا مین گذرے اُس کا باعث در پردہ خلفاے ثلثہ کی خلافت کو سمجھتے ہین اور باوجودیکہ حضرت عثمان رضؓ کی بدعتون کو محرم نامہ مین تفصیل سے لکھتے ہین با این ہمہ حضرت عثمانؓ کی بے عنوانیون سے چشم پوشی کرکے محرم نامہ کے صفحہ ۲۹ مین یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ

"حضرت عثمان کی شہادت کا قصہ جیسا غمناک ہے ویسا ہی پیچیدہ ہے ایک ایسا آدمی جو کسی فرقہ کی طرفداری نہ کرتا ہو جب حضرت عثمان کا واقعہ لکھے گا تو اسکو بہت مشکل ہوگی کیونکہ وہ ایک طرف دیکھے گا کہ حضرت عثمان رسول خدا صلعم کے داماد اور بڑے مقرب صحابی تھے اور اُن کا ادب اُسکے دل مین حد درجہ کا ہوگا۔ دوسری طرف تاریخی واقعات سے اُس کو حضرت عثمان کی چند ایسی بشری ناتوانی کی باتین نظر آئین گی جو ان کی شہادت کے اسباب مین معاون ہوئین مین ایسی حالت مین اُس کو چاہیے کہ واقعات سب لکھدے اور اپنا ادب نہ چھوڑے مین سنی ہون مجھ پر حضرت عثمان کی عزت و حرمت لازم ہے اُن کی خلافت اور اُسکے نزاعی واقعات کا فیصلہ میرے اختیار مین نہین ہے خدا کو معلوم ہے کہ اصل حقیقت کیا تھی"؟

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرات طلحہ و زبیر وغیرہ کی لڑائیون کو جو اُنھون نے وصی رسول اللہ سے کی تھین توضیح و تصریح محرم نامہ مین یون تحریر کیا ہے :-

خدا کی مرضی مین کسکو دخل ہے۔ ذرا دیکھنا بصرے کے سامنے لوگ کھڑے ہین اور کیا چاہتے ہین۔ یہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مقبول یارہ اصحاب ہین جنھون نے اسدن سے کچھ ہی پہلے آدھی دنیا کو اسلام کے آگے سرنگون کیا تھا جنکی تلوار کی دھاک سے

روے زمین کے بادشاہ لرزتے تھے ایک طرف حضرت علی بنت رسول کے شوہر اور خود رسول کے بھائی اور تمام خوبیون سے بھرپور جنھون نے دنیا مین روحانیت کا جھنڈا گاڑدیا

دوسری طرف پتی کی ستی حضرت عائشہ حبیب خدا صلعم کی محبوبہ بیوی جن کے اوصاف سے احادیث نبوی بھری پڑی ہین اور جن کی پاکی کو قرآن شریف نے ثابت کیا۔ اور دونون کے ساتھ بڑے بڑے اصحاب رسول ہین طلحہ و زبیر وہ لوگ ہین جن کے جنتی ہونے کی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی مگر آج انھون نے ایک دوسرے پر تلوار اٹھائی ہے۔ آج یہ آپس مین خون بہانے کو جمع ہوے ہین اس کا سبب بھی جانتے ہو کہ کیا ہے؟

سنو! خدا ے تعالیٰ اپنی شانین دکھاتا ہے اور اپنے رسول کی پیشین گوئی پوری کرانی چاہتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تھا کہ عثمان شہید ہونگے اور ان کے بعد تمھارے آپس مین خوب تلوار چلے گی خدا کی حکمت مین کون دخل دے سکتا ہے اسی کو معلوم ہے کہ اُس نے یہ تماشے کس مقصد سے دکھائے ہم لوگون کو چاہیئے کہ ان لڑائیون مین دخل نہ دین اور ہم ان کو بُرا نہ کہین کیونکہ ہم کو دونون برابر ہین۔ اسلئے حق و ناحق کا فیصلہ کرنا ہمارا کام نہین

علماء اہلسنت کے نزدیک مومن و منافق مساوی ہیں

باوجود ان اعتراضات کے بخلاف آیۂ کریمہ

افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون — کیا مومن و فاسق برابر ہین؟ ہرگز نہین۔

ظالم و مظلوم اور قاتل و مقتول کو ایمان اور اسلام اور درجے اور مرتبے مین برابر سمجھتے ہین حالانکہ خود جناب شاہ صاحب تحفہ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

وہمین ست مذہب اہلسنت کہ حضرت امیر در مقاتلات خود برحق بود و مخالفان او برغیر حق و خطی

غرض یہ اقوال شہادت دے رہے ہین کہ علماے اہلسنت ان حدیثون اور روایتون کو جو اصحاب کی فضیلت وایمان کے خلاف ہین تسلیم کرتے ہین مگر اسپر بھی انھین کے دام محبت مین پھنسے ہوے ہین اور اصحاب کے نشۂ محبت مین ایسے سرشار ہین کہ کبھی اپنی غلطیون پر نظر نہین کرتے۔ اور اگر کرتے ہین تو بھی اپنے عقیدون سے نہین پھرتے قولہ تعالیٰ۔

وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی آذانھم وقرا — اور انکے دلون پر ہمنے پردے ڈالدیے ہین اور انکے کان بہرے ہوگئے ہین اسکے سننے سے۔

اور جب ان کے حقیقی ایمان واعتقاد اور صفات حمیدہ وخصائل پسندیدہ کا پتہ نہین ملتا تو اپنے مذہب کا رنگ جمانے کیلئے جو فضائل خدا ورسولؐ نے اصحاب مومنین کی شان مین ارشاد فرمائے ہین انکو اپنے اصحاب سے منسوب کرتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب کی عبارت متذکرۂ بالا سے مترشح ہوتا ہے حالانکہ بصرہ کے سامنے جو لوگ وہی رسول اللہؐ سے باغی ہوکر جنگ کے لئے آکر کھڑے ہوے تھے انھون نے دنیا کی ایک چپہ بھر زمین کو بھی اسلام کے آگے سرنگون نہین کیا تھا البتہ دنیا بھر مین اسلام کا قلع قمع کرنے مین اپنی پوری طاقت صرف کردی تھی جسپر ان کا بصرہ کے سامنے کھڑا ہونا ہی شاہد ہے کفر وشرک کا قلع قمع کرنے والے اور ہی غازی ومجاہد تھے جن کے سردار رایۃ الہدی صفوۃ اللہ۔ کرار غیر فرار۔ اسداللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام تھے۔

خلق مین ناشر ناموس ہدایت یہ ہین (۱) بت شکن کاسر ناقوس غوایت یہ ہین
اہل دین ناصر اسلام وشریعت یہ ہین حق پہ ہین ماہر احکام عدالت یہ ہین
مثل آئینہ ہے روشن وہ ہے آئین انکا
حق کا جس دین مین جلوہ ہے وہ ہے دین انکا
حق پرست ایسے کہ جس سے ہی زمانہ آگاہ (۲) لائے یہ انکو رہ راست پہ جو تھے گمراہ

کردیا جاکے صنم خانون کی بستی کو تباہ　　توڑے سرلات وہبل کے بھی خدا ہے آگاہ

کفر و باطل پہ زہوق آیا۔ تبا ہی آئی

گھر مین اِن لوگون کے اِسلام کی شاہی آئی

خانۂ کعبہ مین حیران تھے سب اصنام پرست　(۳)　دوش احمد پہ قدم تھے کہ ظفر تھی سر دست

جن کو کفار سمجھتے تھے خدا ہو گئے پست　　بن پڑا کچھ نہ کسی سے ہوئی اس طرح شکست

گھر مین رب کے کوئی باقی نہ رہا سب توڑے

سنگدل خوب سے بت سنگ ئے بت جب توڑے

جبر ہے حضرت علیؑ سے سنک کی اُنت ہوں خلافت کی

پس جو لوگ مخالفین معاندین وصی رسول اللہ کی نسبت نیک اعتقاد رکھتے ہین وہ صریح خدا و رسولؐ کی مخالفت کرتے ہین اس لئے کہ خود کتب مذہب اہلسنت مین یہ حدیثین ہین کہ علیؑ کا گوشت پوست رسول اللہ کا گوشت پوست ہے۔ علیؑ کا دوست رسول اللہ کا دوست ہے۔ علیؑ کا دشمن اُن حضرت کا دشمن ہے۔ جس نے علیؑ سے جنگ کی اُس نے رسول خدا سے کی اور جس نے رسول خدا سے کی اُسنے خدا سے کی۔ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے وہ مومن ہے اور جو علیؑ سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔ اسکے متعلق دو چار حدیثین پیش کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

عن ام المومنین ام سلمۃ رضی　　جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ　　سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم من احب علیا فقد　　نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے

احبنی ومن احبنی فقد احب　　محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُسنے خدا سے

اللہ ومن ابغض علیا فقد　　محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اُس نے

ابغضنی ومن ابغضنی　　مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا

فقد ابغض الله (اخرجه الديلمی والطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع) (ارجح المطالب ص۵۱۲)

اُس نے خدائے تعالیٰ سے بغض رکھا۔

دوسری عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی حبك ایمان وبغضك نفاق اول من یدخل الجنة محبك ومن یدخل النار مبغضك (اخرجه ابن خالویه) (ایضاً ص۵۱۴)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے جنت مین تیرا دوست سب سے اول داخل ہوگا اور دوزخ مین تجھ سے بغض رکھنے والا سب سے پہلے داخل ہوگا۔

تیسری عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب الله ومن سب الله ادخله الله النار وله عذاب مهین (اخرجه الدیلمی) (ایضاً ص۵۱۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا جس نے مجھے بُرا کہا اُس نے خدا کو بُرا کہا۔ جس نے خدا کو بُرا کہا خدا اُس کو دوزخ مین ڈالے گا اُس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چوتھی اخرجه احمد والطبرانی والحاکم عن ابی هریرة قال نظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمة قال انا

امام احمد بن حنبل وطبرانی اور حاکم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کرکے ارشاد فرمایا کہ مین اُس سے

حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم وعند الترمذی عن زید بن ارقم انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم ومحب الطبری فی الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه۔

لڑنے والا ہون جو تمسے لڑے اور اُس سے صلح کرنے والا ہون جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی نے زید بن ارقم سے اِس حدیث کو اِس طرح روایت کیا ہی کہ حضرت نے فرمایا مین جنگ کرنے والا ہون اُس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہون اُس سے جو ان سے صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرۃ مین اِس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی

(ایضاً صفحہ ۵۱۲)

یہ وہ مستند احادیث ہین کہ جناب شاہ صاحب کو بھی اُن سے انکار نہین ہے اور محارب وصی رسول کو مفسد اور کافر بتایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ

وجہ تخصیص مرتضے این خواہد بود کہ آنحضرت صلعم را بوحی معلوم شد کہ در زمان مرتضیٰ بغی وفساد خواہد شد وبعضی مردم انکار امامت او خواہد نمود

حضرت علی کے لئے وجہ خصوصیت یہ ہوگی کہ آنحضرت صلعم کو وحی خدا سے علم تھا کہ علی کے زمانہ مین فساد اور بغاوتین ہونگی اور کچھ لوگ آپکی امامت سے انکار کرینگے۔

(تحفہ صفحہ ۲۲۲)

محارب حضرت مرتضی اگر از راہ عداوت وبغض ست نزد علماء اہلسنت کافر ست بالاجماع وہمین ست مذہب ایشان در حق خوارج و

اگر حضرت سے براہ بغض عداوت جنگ کی ہے تو لڑنے والا کل علماء اہلسنت کے نزدیک کافر ہے اور یہی مذہب انکا خوارج اور اہل نہروان

اہل نہروان صہ ۲۹۵

کے حق مین ہے۔

غرض یہ عجیب وغریب اصول مذہب اہلسنت کے ہین کہ صفین۔ جمل۔ نہروان کے باغیون کو کافر بھی بتاتے ہین اور پھر اُنھین کو پروانۂ جنت بھی دیتے ہین۔ جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب ممدوح

حضرات طلحہ وزبیر کی شان مبارک مین یہ حدیث پیش کرتے ہین

" اِن کو خود رسول اللہ صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

اس پر لطف یہ ہے کہ اسی رسالہ کے صفحہ ۶۶ مین اِس حدیث کے خلاف یہ بھی تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم نے زبیر کو ظالم بتایا ہے جس کی نقل یہ ہے۔

" رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اے زبیر اُس دن سے ڈر کہ تو علی پر فوج لیکر چڑھے گا اور اُس دن تو ظالم ہوگا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ظالم جنتی ہو نہین سکتا کیونکہ ظالمون کے حق مین خداوند متعال نے اپنے کلام پاک مین لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ جس حدیث سے ان حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے وہ اُن کے ہواخواہون نے اُن کی عیب پوشی کے لئے وضع کی ہے۔

اللہ۔ اللہ مودّت جناب امیرؑ کا وہ مرتبہ ہے کہ بغیر آپ کی مودت کے تمام طاعت و عبادت بیکار ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے — اور زر بقدر کوہِ احد راہ حق مین دے
حج بھی پیادہ پا جو ہزار اُنسے ہون کیے — بے جرم گر شہید کبھی ہو تیغِ ظلم سے

حبِ علی کی مے نہین جس دل کے جام مین
بوے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

اور اس کو صرف کسی شاعر کا قول ہی نہ سمجھیئے بلکہ خود خدائے عزوجل نے یہ مودت فرائض مین داخل کی ہے اور اس فریضہ کو تمام فرایض پر مقدم گردانا ہے جیسا کہ مناقب اخطب خوارزم اور صواعق محرقہ وغیرہ مین ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم — سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ

لوان عبدا عبد الله عزوجل مثل ما قام نوح فی قومه وکان له مثل احد ذهبا فانفقه فی سبیل الله ومد عمره حتی یحج الف حجة علی قدمیه ثم قتل بین الصفا والمروة مظلوما فلم یرجع الی یا علی لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها اخرجه الدیلمی (ایضا ص۱۰۱)

اگر کوئی خدا کا بندہ خدا سے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے زندگانی کی ہے اور کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا مین خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر ہو کہ پیادہ پا ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے پھر اگر اے علی تجھ سے وہ نہ ملتا ہو تو وہ جنت کی بو نہین سونگھ سکے گا۔ اور نہ ہمیشہ داخل ہو سکے گا۔

پس آیات الٰہی واحادیث نبوی اور ارشاد حضرت کے قول سے یہ ثابت ہو کہ محبت علی بن ابی طالب فرض ہے جسکو شاہد صادق سب بھی بن لئے مین قبول کرتے ہین۔

محبت علی فرض ست بمثال نجات بغیر ولی علی حرام ست مثل دشمنی پیغمبر ہمین ست مذہب اہلسنت والجماعت

جبکہ مومن کو محبت علی بن ابی طالب ضرورت تو یہ محبت جزو ایمان ہے اگر نہ ہو تو علامت نفاق کی ہے چنانچہ مشکوۃ شریف۔ ترمذی و مسند احمد حنبل وغیرہ مین ہے۔

عن ام سلمة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی لا یحبك الا مؤمن ولا یبغضك الا منافق (اخرجه النسائی)

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہین دوست رکھیگا مگر مومن اور نہین دشمن رکھے گا مگر منافق

(ایضا ص۱۱۲)

اور منافق کی نسبت خدائے عزوجل یہ ارشاد فرماتا ہے:۔

اِن المنافقین فی الدرک الاسفل — اسمین شک نہین ہے کہ منافقین جہنم کے

من النار ولن تجد لھم نصیرا۔ — سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے اور (اے رسول)

(پ ۵۔ س النساء۔ ع ۱) — تم وہان کسی کو ان کا حمایتی نہ پاؤگے۔

اس صورت مین شاہ صاحب جناب امیر علیہ السلام کی محبت کا جو دعوی کرتے ہین کہ

"ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت"

تو یہ دعوی حضرت کا کسی طرح سچا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ اہل سنت باستثنا خاص معاندین مخالفین آل رسول کو تمام امت سے مرتبے مین اعلے اور افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے اکمل سمجھتے ہین پس ان جناب کے دشمنون سے اہلسنت کو جو محبت ہے وہ ہمارے اس دعوے پر کافی دلیل ہے ہان زبان سے البتہ اقرار مودت کرتے ہین۔

یقولون بافواھھم مالیس فی — کہتے ہین اپنے مونھ سے جو انکے دلون

قلوبھم۔ — مین نہین ہے۔

بھائیو! تم وصی رسول سے جو مودت و عقیدت رکھتے ہو اس کا تقابل ذرا اپنے خلفا ثلثہ رض کی محبت و عقیدت سے کرو کہ جو اصحاب کبار حضرت ابوبکر رض کی بیعت سے (جن کا خلیفہ برحق ہونا خود تمھارے ہی علماے اعلام کے اقوال سے پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتا) انکار کرین اُن کی خلافت پر معترض ہون اور برہمی خلافت کا مشورہ کرین۔ جناب شاہ صاحب اُن بزرگون کی شان مین یہ فرمائین کہ

"ہرگاہ کہ این قسم مردود ان جناب الٰہی را در خانۂ خدا پناہ نباشد در خانۂ حضرت زہراء چرا پناہ باید داد"

یا جو اشخاص اصحاب ثلثہ رض کی خلافت کے منکر ہون اُن کی نسبت یہ فتوی دین کہ

"حق تعالیٰ در قرآن مجید منکر خلافت خلفاء ثلثہ را در آیہ استخلاف کافر فرمودہ"

اہلسنت خلیفہ اول کے ماننے کو اتفاقی بتاتے ہین اور جناب امیر کے بانیون پر دانۂ حنت دیتے ہین

اور جس خلافت کا انتظام حضرت عمرؓ اپنے بعد مجلس شوریٰ سے کرین اور ارکان مجلس سے جو حضرت عبدالرحمن بن عوف میر مجلس کی راے سے مخالفت کرے اُسکے قتل کا حکم دین۔

یہ سب حضرات تو تمھارے علماء کے نزدیک مرتد۔ بے دین۔ کافر اور سوختنی و گردن زدنی ہون اور جو لوگ جناب امیر علیہ السلام کو باصرار تمام مسند خلافت پر بٹھا کر بیعت کرین۔ جس کو بعد اجماع خلیفہ بنائین اور جب اُن کی ناجائز اغراض حاصل نہ ہون تو نکث بیعت کر کے خلیفۂ برحق سے جنگ و پیکار کر کے آیۂ شریفہ

انما جزاؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔

(پ ۶۔ س مائدہ ع ۵)

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک مین دوڑتے پھرتے ہین ان کی سزا تو بس یہی ہے کہ قتل کر دیئے جائین یا ان کو سولی دیجائے یا انکے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے جائین یا ان کو دیس سے نکالدیا جائے یہ تو اُن کی دنیا مین رسوائی اور آخرت مین ان کے لئے بڑا عذاب ہے

کے مصداق ہون انھین لوگون کو تمھارے علما غازی و مجاہد بتائین اور خدا کی طرف سے اُنکو لقد رضی اللہ عنہم کی سند اور جنت کے پروانے عطا کرین۔

واہ یہ خوب محبت ہے کہ عملاً اور فعلاً تو اظہار کدورت ہو اور زبان سے یہ فرمائین کہ

"محبت علی فرض ست مثل محبت پیغمبر و دشمنی او حرام ست مثل دشمنی پیغمبر و ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت۔

آفرین ہے تمھاری اِس مودت و محبت پر ؎

غضب ہے کہ دل مین تو رکھو کدورت　　کرو منھ پہ ہم سے صفائی کی باتین

سبحان اللہ اہل بیت نبوی سے کدورت اور اُن کے دشمنون سے محبت وعقیدت۔ اس پر بھی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُمید شفاعت ؎

ربط غیرون سے ہے اور ہمسے وفا چاہتے ہو　　دل مین سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

قولہ تعالیٰ

وما منع الناس ان یومنوا اذ　　جب لوگون کے پاس ہدایت آچکی تو انکو

جاءھم الھدیٰ ویستغفروا ربھم　　ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگنے

الا ان تاتیھم سنۃ الاولین او یاتیھم　　سے یہی بات مانع ہوئی کہ ان پر اگلے

العذاب قبلا

(پ ۱۵۔ س کہف ع ۶)　　لوگون کا قاعدہ جاری ہو جائے یا عذاب ان کے

سامنے آکھڑا ہو۔

نہ ہی تعصب میں کون فرقہ مبتلا ہے

ناظرین جس فرقہ کا اصل دین وایمان یہ ہو کہ ؎

مریض حضرت شقم دگر نمیدانم　　کہ کیست برسر بالیں امام برسر حق

تو اسکے صراط مستقیم اختیار کرنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

اب آپ غور فرمائین کہ جن لوگون نے پیغمبر خدا کی مخالفت کی رسول وآل رسول کو ایذا ئین دین۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ سے (جس کو اہل سنت خلیفہ چہارم مانتے ہین) بغاوت اور جنگ کی انپر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اطلاق ہوتا ہے یا آیۂ کریمہ

وان عذابی ھو العذاب الالیم ۵　　اور یہ کہ میرا عذاب بھی دردناک

(پ ۱۴۔ س الحجرات۔ ع ۴)　　عذاب ہے۔

کا۔ اور علماے اہلسنت اپنے مذہب کی خاطر آیۂ کریمہ

قل ان الذین یفترون علی — تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ خوخدا پر

اللہ الکذب لایفلحون ۵ — جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے

متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم — "دنیا کا نفع (تھوڑے دن) کا ہی پھر ہماری طرف ان کی

ثم نذیقھم العذاب الشدید — بازگشت ہوگی جن باتون کا وہ انکار کیا کرتے تھے

بما کانوا یکفرون ۵ (پ۱۱۔ س یونس ع ۱۲) — انکے بدلے ہم انکو سخت عذاب چکھائینگے۔

کو پس پشت ڈال کر اُن کو قطعی جنتی بتائین۔ پس خود ہی فیصلہ کرین کہ مذہبی تعصب مین اہلسنت گرفتار ہین یا امامیہ۔ اور اپنے آبائی دین کی تقلید بفحوائے آیۂ شریفہ

انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ — بتحقیق ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طرز

وانا علی اٰثارھم مقتدون ۵ — پایا اور ہم اُنھین کے قدم بقدم چلے

(پ ۲۵۔ س احزاب۔ ع ۲) — جائینگے۔

اہلسنت کرتے ہین یا شیعہ؟ کس گروہ کا عمل خدا و رسول کے احکام کو بالائے طاق رکھکر حسب آیۂ شریفہ:۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم — انھون نے تو اپنے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالمون

اربابا من دون اللہ (پ ۱۰ س توبہ ع ۴) — اور زاہدون کو خدا بنالیا ہے۔

اپنے علماء کے کلام و اقوال پر ہے اور کس فرقے کا اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث انی تارک فیکم الثقلین پر ہے

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار — مصلحت وقت کی ہے کسکے عمل کا معیار

کس کی آنکھون مین سمایا ہے شعارِ اغیار — ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار

قلب مین روح نہین روح مین احساس نہین — کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمھین پاس نہین

الحاصل ان اقوال کو ملاحظہ کرکے ہر شخص اس نتیجہ کو پہونچ سکتا ہے کہ ہمارے برادرانِ اسلامی کے مذہب کی بنیاد صرف اصحاب ثلثہ رض کی محبت و مودّت پر ہے نہ کہ آیات الٰہی اور احادیثِ نبوی پر۔ اور باوجود اعتراف انکی بدعات و سیئات و خطا و نسیان کے ان ہی کو تمام اُمت سے رتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل جانتے ہین۔ اِس صورت مین آپ ہی منصفی فرمائین کہ آیۂ وافی ہدایہ

افمن اسس بنیانہ علی تقوی	آیا وہ شخص جو اپنے دین کی بنیاد خوفِ خدا
من اللہ ورضوان خیر ام من اسس	اور اُس کی خوشنودی پر رکھے بہتر ہے یا
بنیانہ علی شفا جرف ھار	وہ شخص جو اپنی بنیاد بھٹے ہوے کگارے کے
فانھار بہ فی نار جھنم واللہ	کنارے پر رکھے جو گرا چاہتا ہے پھر وہ مع
لا یھدی القوم الظلمین	اُسکے آتش جہنم مین جا گرے اور اللہ ظالم
(پ ۱۱۔ س توبہ۔ ع ۱۳)	لوگون کی رہبری نہین فرماتا۔

کا اطلاق کس گروہ پر ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کیا علماے کرام و فضلاے عظام اہلسنت نے انھین معائب کی بنا پر جنکے ساتھ اپنے اصحاب ممدوحین کو متصف کیا ہے اِن کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل ٹھہرایا ہے۔ کیا باوجود خدا و رسول کی شہادتون کے اور بربناء اقوال علماے اہلسنت جو اُن کے خلاف مین ہین آپنے مذہب اہلسنت والجماعت کو اچھا اور مذہب امامیہ کو (جو حسب ارشاد اپنے پیغمبر کے متمسک بقرآن و اہلبیت ع ہے) بُرا سمجھا ہے گستاخی معاف ہو آپ کی فہم و فراست سے یہ امر بہت بعید ہے۔

اپنون کو بُرا سمجھے، غیرون کو بھلا جانا
سمجھے بھی تو کیا سمجھے جانا بھی تو کیا جانا

پس جس مذہب کی بنیاد خلاف حدیث ثقلین ہو ایسا سچا مذہب انھین کو مسعود و مبارک ہو اگر شیعون

کی نظر مین ایسے سچے مذہب کی منزلت اور صحابۂ ثلثہ رضؓ کی ایسی فرضی عظمت نہین ہے تو نہ سہی ؎

ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش — ما خدا داریم ما را ناخدا در کار نیست

قولہٗ تعالیٰ

فریقا ھدی و فریقا حق علیھم الضلالۃ انھم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انھم مھتدون ۝ (پ ۸ - س اعراف - ع ۴)

ایک گروہ نے تو ہدایت پائی اور ایک گروہ اس حالت مین ہو کہ اسپر گمراہی ثابت ہوئی بلاشبہہ اُنھون نے خدا کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا دوست بنالیا اور گمان یہ کرتے ہین کہ ہم ہدایت یافتہ ہین۔

اگر اسپر بھی آپ اشاعۃ مطاعن اصحاب ثلثہؓ اور انکشاف تعصبات علماء اہلسنت والجماعت پر آمادہ ہین تو بسم اللہ ان کی فضیلت اور خلافت کی نسبت اور جو چاہین فرمائین۔ ہم حضرت عمر رضؓ کے اس خطبہ سے۔

الا ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ شرھا فمن عاد الی مثلھا فاقتلوہ

آگاہ ہو کہ حضرت ابوبکر کی بیعت ایک خطرناک اور ناگہانی امر ہے اللہ تعالیٰ نے اُسکے شر سے مسلمانون کو بچالیا اگر آیندہ اس طرح کوئی بیعت کے لئے پیش قدمی کرے تو اسکو قتل کردو۔

جو آپ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو مسند نشین خلافت کرتے ہوے مسجد نبویؐ مین بالائے منبر مہاجرین و انصار کے سامنے ارشاد فرمایا تھا اس خلافت راشدہ کو باطل کرینگے انشاء اللہ المستعان۔ اور جس طرح امام محمد اسمٰعیل بخاری صاحب نے حضرت عمر رضؓ کے اس خطبہ سے بخاری شریف کو زینت دی ہے اسیطرح جناب امام غزالی صاحب جو کچھ اُن جناب کی شان مبارک مین فرما گئے ہین اُس سے ہم خلافت راشدہ کو باطل کرکے اُن کے امنوا وعملوا الصلحت کا انکشاف کرین گے۔ اُس روایت کی

قول امام غزالیؒ

نقل یہ ہے:-

فاجمع الجماهير على ان	جمہور نے حدیث غدیر خم کی صحت پر اجماع
الحديث من خطبة في يوم غدير	کیا ہے اور باتفاق مان لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
خم باتفاق الجميع وهو يقول	علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اسکے
من كنت مولاه فعلي مولاه	علی مولیٰ ہیں اور عمر بن الخطاب نے یہ کہا کہ
فقال عمر بخ بخ لك يا ابا الحسن	مبارک ہو آپ کو یا علیؑ کہ آپ کو ایسی حالت میں
لقد اصبحت مولاي ومولى	صبح ہوئی کہ آپ میرے اور کل مومنین و مومنات
كل مؤمن ومؤمنة فهذا	کے مولیٰ ہو گئے۔ پس یہ قول عمر تسلیم و رضا ہی آیات
تسليم ورضاء وتحكيم	جناب امیرؑ پر اور انکار ہے اس کا کہ حضرت کی
ثم بعد هذا غلب الهوى	خلافت اور حکومت پر راضی ہو گئے۔ پس بعد اسکے
لحب الرياسة وحمل عمود	خواہش نفسانی نے حکومت و ریاست کی وجہ سے
الخلافة وعقود البنود و	غلبہ کیا ایک عظیم الشان ریاست کا حاصل ہونا اور
خفقان الهوى في قعقعة	خلافت کے جھنڈے کا ہر شہر و دیار میں گڑ جانا
الرايات واشتباك ازدحام	اور علم کے پھریرون کا ہوا پر ہر جگہ اڑنا اور بیرقون
الخيول وفتح الامصار و	سے ہوا کا لپٹنا اور سوارون کا دونون طرف جلوس
سقاهم كاس الهوى	میں چلنا اور ملک و شہرون کا فتح کرنا۔ ان سب
فعادوا الى الحال الاولى	باتون کے خیال نے ان کو جام خواہش نفسانی پلا کر
فنبذوه وراء ظهورهم	مدہوش کر دیا تھا۔ پس وہ حالت اول کی طرف لوٹ گئے
واشتروا به ثمنا قليلا	اور جو حالت قبل اسلام تھی ویسے ہی ہو گئے اور اس

jabir.abbas@yahoo.com

فبئس مایشترون انتھی ولما مات رسول اللہ قال قبل وفاتہ ایتونی بدواۃ وبیاض لازیل منکم اشکال الامر واذکر لکم من مستحق بھا بعدی قال عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر فلما بطل تعلقتم بتاویل النصوص فعدتم الی الاجماع (سر العالمین ص۱۱)

عہد مبارک کو پس پشت ڈالدیا اور بہ مقابلہ اسکے ادنی چیز کو کہ حکومت چند روزہ دنیا ہی خرید کیا اور جو چیز انھون نے خرید کی وہ بہت بُری ہی جبکہ رسول اللہؐ نے قبل وفات کے کاغذ و دوات قلم طلب کیا اور فرمایا کہ مین ایک امر مشکل کو تم سے دور کردون اور اُس کو بتادون جو میرے بعد خلافت کا مستحق ہے تو اسکے جواب مین حضرت عمرؓ نے کہا رہنے دو یہ شخص ہذیان کہتا ہے پس جب باطل ہوا تعلق تمھارا اس تاویل سے تو پھر تم اجماع کی طرف رجوع ہوے۔

سبط ابن جوزی نے اِس عبارت کو بحوالہ سر العالمین اپنی کتاب خواص الامۃ مین نقل کیا ہے اور امام ذہبی نے جو فن حدیث مین امام شمار کئے گئے ہیں میزان الاعتدال مین اِس کو تالیفات غزالی سے تسلیم کیا ہے (بذیل ذکر حسن بن صباح جلد اول صفحہ ۲۰۴ مطبوعۂ انوار محمدی لکھنؤ)

یہ جو کچھ مین نے مسئلہ فضیلت صحابہؓ کے جواب مین عرض کیا ہے اور چند آیات و احادیث مقبولہ اہلسنت پیش کیئے ہین اُسکو معزز ناظرین مشتے نمونہ از خروارے سمجھین انشاء اللہ تعالی آگے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسے کیسے گل کھلتے ہین اور کیا کیا بھید کھُلتے ہین ؎

این قدر ہا کہ دیدۂ جزو یست کار کلی ہنوز در قدرست

قال

دلائل عقلی صحابہ کی فضیلت مین

پہلی دلیل

یہ بات سب جانتے ہین کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے عرب مین مبعوث کیا اور آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آنحضرت کو اظہار نبوت کا حکم دیا تو اُسوقت سب لوگ کافر و مشرک تھے اور آپکے عزیز و اقارب اور رشتہ دار اور بھائی بند اِس خبر کے سنتے ہی آپکے دشمن ہوگئے تھے اور آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ کوئی مجنون کہتا تھا اور کوئی دیوانہ بتاتا تھا (نعوذ باللہ من ذلک) اور چھ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمی جو پانچ سے کم تھے مسلمان ہوے مگر جب چھ برس کے بعد کسی قدر جماعت مسلمانون کی ہوگئی اور دعوت علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین کو حضرت نے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کیا تب اہل مکہ نے یہان تک تکلیف و ایذا دینی شروع کی کہ آخر کار مکہ چھوڑنا اور مدینے کو ہجرت کرنی پڑی اور آہستہ آہستہ دین کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور پھر اسقدر جلد اسلام پھیلا کہ چند سال کے عرصہ مین سیکڑون سے ہزارون کی اور ہزارون سے لاکھون کی نوبت آگئی اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج خدا کے دین مین داخل ہوگئی۔

اقول

خارج از امین وحی نازل ہونا حضرت علی اور حضرت خدیجہ کا ایمان لانا کفار کی عداوت اور حضرت ابوطالب کی حمایت واعانت

یہ جو کچھ ارشاد ہوا وہ بعثت جناب ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے متعلق ہے جسکو اصحاب ثلثہ رض کی فضیلت و مرتبت اور اسلام و ایمان سے کچھ بھی تعلق نہین ہے سوائے اسکے آپنے انکی خاطر سے بنی ہاشم یعنے خاص عزیزان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کا دشمن بتایا ہے حالانکہ جملہ کتب حدیث و سیر اہلسنت اس پر شاہد ہین کہ جب اُن حضرت صلعم نے اپنی رسالت و نبوت کا مخفی طور سے اظہار کرنا شروع کیا اُسوقت جن اشخاص نے کہ سب سے پہلے آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی وہ خاص آپکے اعزا و اقربا ہی تھے۔ اور جب آپنے علانیہ دعوت اسلام دنیا شروع کی اور کفار قریش آپکے دشمن ہوکر طرح طرح کی تکلیفین اور ایذائین دینے لگے تو ایسے نازک وقت مین آپ کے عزیزون اور رشتہ دارون ہی نے مخفی اور علانیہ طور پر حسب مصلحت شرعی ادائے فرائض رسالت و نبوت مین حضرت کی حمایت واعانت کی اور جان و مال کو آپ پر سے نچھاور کرنے کے لئے تیار تھے چنانچہ ہم اپنے اِس قول کی تائید مین ایک عبارت کتاب روضۃ الاحباب سے جو کہ مذہب اہلسنت والجماعت کی معتبر تاریخ ہے جس کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے بہ لحاظ صداقت حالات اور واقعات نہایت معتبر و مستند قرار دیا ہے اپنے معزز ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین جس سے بخوبی واضح ہو جائے گا کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ کے عزیز و اقارب ہمہ وقت معین و مددگار رہے یا اغیار۔ اور وہ عبارت یہ ہے۔

چون سال چہل از ولادت آنحضرت	جب حضرت صلعم کا سن مبارک چالیس سال کا
صلعم تمام شد خداوند تعالیٰ اورا برسالت	ہوا تو خداوند تعالیٰ نے آپ کو بغرض ہدایت خلق
برکافہ خلق فرستاد و پیش ازان آثار و علامات	مبعوث برسالت کیا جب علامات و آثار

برآن سرور ظاہر می شد مثل خواب راست و سلام
پہلے سے ظاہر ہونے لگے مثل خواب راست دیکھنا

حجر و شجر چون تنہا براہ رفتے آواز شخصے می شنید کہ
پتھر اور درخت کا سلام کرنا۔ جب آپ تنہا کسی

اورا ندا میکرد و میگفت یا محمد ہر چند از یمین و یسار
راہ سے گذرتے تھے تو کسی شخص کی آواز سنتے

نگاہ میکرد ہیچ کس را ندید ہے سال بدین
تھے کہ یا محمد کہکر پکارتا ہے ہر چند داہنے بائین طرف

دستور عمل نمودے تا سال چہل و یکم در آمد از
نظر کرتے (لیکن) کوئی نظر نہ آتا تھا۔ برسون یہ حالت

ولادت آن سرور برخاست بقاعدہ معہود متوجہ
رہی جب اکتالیسوان سال ولادت سے شروع ہوا تو

غار حرا شد و بعبادت مشغول میگشت مرویست
خود آنحضرت سے مروی ہی کہ مین ایک روز غار حرا مین

از آنحضرت کہ فرمود ناگاہ شخصے برمن ظاہر شد
تحا بحالت تنہائی حسب معمول مشغول عبادت الٰہی مین

گفت مژدہ باد ترا اے محمدؐ کہ من جبرئیل ام حضرت
تھا کہ دفعۃ ایک شخص مجھ پر ظاہر ہوا اور کہا کہ مین

حق مرا بتو فرستاد تو رسول خدائی بر این اُمت
جبرئیل ہون اور خدا کا بھیجا ہوا ہون بشارت ہو کہ

بخوان گفتم من نیستم خواندہ پس مرا در برگرفت
آپ رسول خدا اس امت پر ہوے اور کہا کہ پڑھیئے

و بفشرد و گفت بخوان پس اقرار الی آخرہ
مین نے کہا کہ مین ناخواندہ ہون تب جبرئیل نے مجھے

خواندم بعد ازان جبرئیل پاے خود را بر زمین زد
اپنے آغوش مین دبایا اور کہا اب پڑھیے پس مین نے

و چشمۂ آب پیدا شد وضو ساخت و آن سرور
سورۂ اقرأ آخر تک پڑھا بعد ازان جبرئیل نے اپنا پاؤن

را فرمود تا وے نیز وضو ساخت و دو رکعت نماز
زمین پر مارا تو دو چشمے پیدا ہو گئے اُس پانی سے اول جبرئیل

بگذارد و آن حضرت بوے مقتدی شد چون
نے پھر آنحضرت نے وضو کیا اور جبرئیل کے پیچھے آپ نے

جبرئیل غائب شد حضرت بخانہ باز آمد ترسان
دو رکعت نماز پڑھی جب حضرت جبرئیل نظر سے غائب ہو گئے تو

چنانچہ گوشت میان دوش و گردن وے می لرزید
آنحضرت ڈرتے ہوئے اس تشریف فرما ہوے اسوقت بسبب خوف کے

فرمود مرا بپوشانید پس چیزے بروے بپوشانیدند
حضرت کا گوشت درمیان دوش و گردن ہل رہا تھا حضرت نے فرمایا مجھے کچھ اڑھاؤ

تا زمانیکہ ترسش برفت باخدیجہ گفت کہ ترسیدم
برنفس خویش خدیجہ گفت مترس کہ خدائتعالے
ترا در بلیہ نہ افگند اگر میخواہی حال ترا باپسر عم
خود ورقہ ولد نوفل عرض کنم۔ ورقہ مردے بود کہ
در زمان جاہلیت برگشتے از دین قریش و
نصرانی و موحد شدہ بود و علم انجیل نیکو میدانست
چنانچہ خدیجہ پیش ورقہ رفت و گفت اے پسر عم
خبر دہ مرا از جبرئیل ورقہ گفت قدوس قدوس
جبرئیل امینِ خداوند ست میان او و پیغمبران
او خدیجہ گفت کہ محمدؐ می گوید بر من نازل
شد و کیفیت حال او را باز راند ورقہ گفت
محمد را نزد من فرستی تا خود حکایت حال خویش
کند پیغمبر صلعم بہ نزد ورقہ آمد و حقیقت خود را
باز نمود ورقہ گفت ابشر یا محمد ابشر
بدرستی کہ من گواہی میدہم کہ تو آن پیغمبری
کہ عیسیٰ بشارت دادہ کہ رسولیکہ بعد از من
مبعوث خواہد شد نام او احمد خواہد بود و گواہی
می دہم کہ تو احمدی و رسول خدائی زود باشد
کہ مامور شوی بجہاد و قتال بکفار اگر من آنروز

جب وہ خوف دور ہوا تو آپ نے اِس واقعہ کا ذکر حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور فرمایا کہ مجکو اپنی جان کا
خوف ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ڈریئے نہین
خدائتعالی آپ کو کسی بلا مین مبتلا نہ کرے گا اگر آپ فرمائین
تو مین یہ کیفیت اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے
بیان کرون۔ ورقہ وہ شخص ہین کہ زمانۂ جاہلیت مین
دین قریش و نصرانی سے پھر کر موحد ہوے تھے ان کو علم
انجیل مین کمال عبور تھا پس حضرت خدیجہ ورقہ کے پاس
گئین اور حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلعم کے پاس آنا
بیان کیا اور پوچھا جبرئیل کون ہین ورقہ نے کہا کہ
جبرئیل امینِ خدا اور واسطہ مابین خدا اور اُسکے پیغمبرون
کے ہین حضرت خدیجہ نے کہا کہ محمد کہتے ہین کہ وہ مجھپر
نازل ہوے ہین اور سب کیفیت اُنھون نے بیان کی
ورقہ نے کہا محمدؐ کو میرے پاس بھیجدو کہ وہ خود اپنا
حال مجھ سے بیان کرین۔ حضرت صلعم ورقہ کے پاس تشریف
لائے اور سب حال بیان کیا ورقہ نے سنکر کہا کہ بشارت ہو تم کو اے محمدؐ مین
گواہی دیتا ہون کہ آپ وہ پیغمبر ہین جنکی بشارت حضرت عیسے علیہ السلام نے
دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہونگے جنکا نام احمد ہوگا مین گواہی دیتا ہون
کہ آپ ہی احمدؐ اور خدا کے رسول ہین قریب ہے کہ آپ کفار سے جدال

زنده بودی هر آئنه که ترا یاری نمودی ۔

چون آنحضرت را بدلائل واضحه روشن شده

که پیغمبر برحق ست اول شخصے را از اشخاص که دعوت

بخدا پرستی و توحید نمود خدیجه بود او بے توقف بدے

ایمان آورد و جمیع علماء را برین اتفاق ست که در

آخر همان روز علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ بوسطهٔ

آن که در حجر تربیت آن سرور بود بوے ایمان آورد

چون کفار قریش دیدند که اسلام روز بروز قوت می گیرد

و کار پیغمبر صلعم ترقی می یابد حسد و بغی و عداوت ایشان

زیاده شد لاکن بر آن سرور دست نداشتند زیرا که

ابوطالب بغایت حمایت میکرد و بنو هاشم و بنو عبد المطلب

او را در آن حمایت مساعدت می نمودند پس همه اشراف

قریش جمع آمدند و نزد ابوطالب رفتند و گفتند یکے

از دو کار با ما بکن یا آن که برادر زاده خود را

با ما بسپار تا او را هلاک گردانیم یا آنکه جنگ ما را

آماده باش و بتحقیق بدان که ما ترک برادر زاده

تو نخواهیم کرد تا زمانیکه او را هلاک گردانیم مگر

آنکه از سب و عیب الهه ما باز آید ۔ این سخن

گفتند و از مجلس ابوطالب بیرون رفتند

وقتال کرنے پر مامور ہوں کاش اس دن تک میں زندہ رہتا

اور آپ کی مدد کرتا جب آنحضرت صلعم کو معلوم ہو گیا کہ

میں پیغمبر برحق ہوں تب آپ نے سب سے اول حضرت

خدیجہ کو دعوت اسلام دی وہ بلا تامل آنحضرت صلعم پر

صدق دل سے ایمان لائیں اور تمام علماء کا اسپر اتفاق ہے

کہ اسی روز سہ پہر کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنھوں نے

آپ کے آغوش مبارک میں تربیت پائی تھی ایمان لائے

جب کفار قریش نے دیکھا کہ اسلام روز بروز قوت پکڑتا

ہے اور آنحضرت صلعم کا کام ترقی پر ہے تو انکا بغض

و عداوت بھی زیادہ بڑھ گیا مگر آنحضرت صلعم کو کچھ مضرت نہ پہنچا

سکتے تھے کیونکہ حضرت ابوطالب بجد آپ کے پشت پناہ

بنے ہوے تھے اور اس حمایت میں بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب

بھی شریک تھے آخر ایک دن تمام اشراف قریش جمع ہو کر

حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ دو

کام میں سے ایک کام کرو یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے

حوالے کرو تاکہ ہم اُسکو ہلاک کریں یا تم ہم سے

جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ یقین جانو کہ اگر وہ ہمارے

تمھون کی برائی اور دشنام دہی سے باز نہ آئینگے تو

ہم اُن کو ہلاک کر دینگے یہ کہکر اُنکے پاس سے اُٹھ گئے

ابو طالب کس فرستاد و پیغمبر را طلبید و گفت قوم تو
آمده بودند و سخنان با من گفتند مرا در مہم تو وعدهٔ
جنگ کردند اکنون بر نفس خود بخشائے و تکلیف
مکن مرا به مہمے که نه من و نه تو طاقت آن داشته
باشیم و زبان از طعن ایشان و سب و عیب معبود
ایشان درکش که این امر ما را و ایشان را از یکدیگر
جدا خواهد ساخت. سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم
گمان بردند که در خاطر ابو طالب درآمده که ترک حمایت
او کند و وے را تسلیم کفار نماید گفت اے عم من اگر آفتاب
را از آسمان بیاری و بر یمین من نشانی و مہتاب را
بر یسار من که دست ازین امر نخواہم برداشت تا زمانے
که حق تعالیٰ دین را ظاہر گرداند یا آنکه من نابود
شوم. این بگفت و از مجلس برخاست و روان شد۔
ابو طالب را از سخنان وے رقت آمد و گفت یا ابن اخی
باز گرد. پیغمبر باز گشت. ابو طالب گفت که تو بکار خود
مشغول باش و هر چه می خواہی درین امر قیام
نمائے بخدا سوگند تا من زنده باشم ایشان نتوانند

حضرت ابو طالب نے آپکو طلب فرمایا اور کہا کہ تمہاری قوم کے لوگ آئے تھے اور تمہارے معاملات مین وہ لوگ مجھ سے جدال و قتال پر آمادہ و مستعد ہین اب تم اپنی جان پر رحم کرو اور اس امر کی تکلیف نہ کرو جس کی طاقت نہ مجھ مین ہے اور نہ تم مین اور اُن کے بتون کی مذمت اور طعنہ زنی اور دشنام دہی سے اپنی زبان کو روکو ورنہ یہ امر ہمارے اور اُن کے علیحدگی کا باعث ہوگا۔ حضرت صلعم نے خیال فرمایا کہ شاید ابو طالب میری حمایت سے دست بردار ہونا اور مجھے کفار کے حوالہ کرنا چاہتے ہین فرمایا اے عم بزرگوار اگر آپ کے فتاب کو آسمان سے زمین پر لے آئین اور میرے داہنی طرف رکھین اور چاند کو بائین طرف تب بھی مین اپنے کام سے باز نہ رہونگا یہانتک کہ خدا ہین حق کو آشکار کرے یا مین نابود ہو جاؤن۔ اگر آپ میری مدد کرتے ہین تو آپکے حق مین بہتر ہے ورنہ مجکو میرے خدا کی مدد کافی ہے یہ فرما کر حضرت وہان سے اُٹھ کر تشریف لیچلے حضرت ابو طالب کا کلام سنکر رونے لگے اور آپ کو بلا کر کہا اے فرزند تم بدستور اپنے کام مین مشغول ہو اور جو چاہو کرو بخدا جبتک کہ مین زندہ ہون قریش کی مجال نہین کہ تمپر ہاتھ اٹھا سکین

(خلاصہ کتاب مذکور جلد اول صفحہ ۱۱۰ تا ۱۲۴)

یہ حال اِسطرح تمام کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے غرض جو لوگ اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُنپر کفار قریش ظلم و تعدی کرنے لگے۔ اور منجملہ انھین چند مسلمانون کے بعض حبش کو ہجرت کر گئے۔

جب کفار قریش کو معلوم ہوا کہ مہاجرین راحت اور آسائش سے ہین۔ اور اسلام کا دائرہ روز بروز وسیع ہو رہا ہے تو اُنھون نے یہ تجویز کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خاندان والون کو محصور کر کے نیست و نابود کر دین۔

حضرت ابوطالب کا آنحضرت کو شعب ابوطالب مین لیجانا اور سب قریا کا ہمراہ ہونا اور لحوال تکالیف

جناب ابوطالب یہ وحشت خبر سُنکر آنحضرت صلعم کو مع دیگر بنی ہاشم اپنے شعب مین لے گئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے اور وہان تین سال تک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت مین بسر کی۔ اور حضرت ابوطالب ہی نہین بلکہ سب بنی ہاشم مونس و رفیق رہے۔ اِس عرصہ مین اُن عزیزون نے یہانتک تکلیف اُٹھائی کہ اشیاء ما یحتاج کا بھی دستیاب ہونا دشوار ہو گیا تھا کیونکہ کفار قریش نے اس کا انتظام کر رکھا تھا کہ بنی ہاشم سے خرید و فروخت نہ کی جائے۔ چنانچہ دو چار روایتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین :-

بہلی روایت

وفی المواهب اللدنیة لما رای قریش	جب قریش نے دیکھا کہ پیغمبر خدا صلعم کی
عز النبی صلی الله علیه وسلم ومن	منزلت و مرتبت روز بروز بڑھ رہی ہے اور آپ کے
معه وعز اصحابه بالحبشة واسلم عمر رض	اصحاب حبشہ مین بعزت تمام مقیم ہین اور حضرت
ونشوا الاسلام فی القبائل اجمعوا	عمر بھی اسلام لا چکے اور تمام قبائل مین اسلام پھیل رہا
علی ان یقتلوا النبی صلی الله علیه	ہے تو سب نے آنحضرت کے قتل پر اتفاق کیا جسوقت
وسلم فبلغ ذلك ابا طالب فجمع	ابوطالب کو جب یہ خبر پہونچی تو آپ نے اپنے خاندان
بنی هاشم وبنی عبد المطلب وادخلوا	بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور
رسول الله صلی الله علیه وسلم شعبهم	رسول اللہ کو اپنے شعب مین لیگئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے

ومنعوه ممن اراد قتله فاجابوه لذلك
حتى كفارهم فعلوه ذلك حمية
على عادة الجاهلية فلما رأت قريش
ذلك اجتمعوا وتمروا ان يكتبوا كتابا
يتعاقدون فيه على بنى هاشم
وعبد المطلب ان لا يناكحوهم
ولا يبايعوهم ولا يخالطوهم ولا
يقبلوا منهم صلحا ابدا حتى يسلموا
رسول الله صلى الله عليه وسلم للقتل
وكتبوا فى صحيفة بخط منصور بن
عكرمة بن هشام وقيل بغيض بن
عامر فشلت يده وعلقوا الصحيفة فى
جوف الكعبة هلال المحرم سنة سبع
من النبوة وانحاز بنو هاشم و بنو
المطلب الى ابى طالب ودخلوا معه
شعبته الا ابا لهب فكان مع قريش و
اقاموا على ذلك سنتين او ثلاثا وقال
ابو سعد سنتين حتى جهدوا وكانت
قريش قد قطعت عنهم الميرة والمادة

اور قوم سے اسکی استدعا کی کہ جس طرح ہو سکے حضرت کی
حفاظت کرنی چاہیئے چنانچہ جن کافرون نے اس قوم
سے ابھی تک اسلام قبول نہین کیا تھا وہ بھی از راہ
حمیت وطبق عادت جاہلیت کے اس حفاظت مین
شریک ہوے۔ قریش نے جب یہ دیکھا تو دوسرا شورہ
کیا اور معاہدہ کیا کہ خاندان بنی ہاشم و بنی عبد المطلب
سے عقد کیا جائے اور نہ کوئی چیز ان کے ہاتھ فروخت
کی جائے اور نہ کسی قسم کا اختلاط۔ اور جب تک رسول اللہ
صلعم کو قتل کے لئے ہمارے حوالے کرین اُسوقت تک
صلح نہ کی جائے بالآخر اس مضمون کا عہد نامہ منصور
بن عکرمہ بن ہشام کے ہاتھ سے اور باقوال دیگر
غیض بن عامر کے ہاتھ سے لکھوایا گیا۔ پس ہاتھ
اُسکے شل ہوگئے۔ اور خانہ کعبہ پر نبوت سے ساتوین
سال ماہ محرم مین آویزان کیا گیا۔ پس بنو ہاشم اور
بنو عبد المطلب شعب ابو طالب مین داخل ہوے سوائے
ابو لہب کے کہ اس نے قریش کا ساتھ دیا یہ سب حضرت
دو یا تین سال تک اسمین مقیم رہے اور بقول ابو سعید
صرف دو سال تک یہان تک کہ اُنھون نے
جہاد کیا اور قریش نے اُنسے رسد وغیرہ بالکل بند کردی تھی

وکان لا یصل الیھم شی الا سرا — اور مطلقا کوئی شے اُن تک نہ پہنچ سکتی تھی اور نہ

وکانوا لا تخرجون الا من موسم الی — وہ بجز وقت تبدیل موسم شعب سے باہر

موسم (از تاریخ تبیر جلد اول ص۲۹۷) — نکل سکتے تھے۔

دوسری روایت — جناب شمس العلماء شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :-

"حق ذوی القربیٰ کا اس لئے قرار دیا گیا تھا کہ ان لوگون نے ابتدا اسلام مین آنحضرت ؐ کا ساتھ دیا جب کفار نے زیادہ مجبور کیا تو تمام بنی ہاشم نے جن مین وہ لوگ بھی شامل تھے جو اسوقت تک اسلام نہین لائے تھے آنحضرت کا ساتھ دیا جب آنحضرت مکہ سے نکل کر پہاڑ کے ایک درے مین پناہ گزین ہوے تو سب بنو ہاشم ساتھ تھے (الفاروق صفحہ ۲۰۱)

تیسری روایت — ان قریشا وکنانۃ تحالفت علی — قریش اور کنانہ نے سختی اور اہتمام سے

بنی ھاشم وبنی عبد المطلب ان — باہم حلف کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ

لا یناکحوھم ولا یبایعوھم حتی — مناکحت اور خرید و فروخت بند کر دیجائے جب تک

یسلموا الیھم النبی صلعم (بخاری) — کہ وہ نبی صلعم کو ہماری سپرد نہ کردین۔

حضرت ابوطالب کی محبت اور حمایت

چوتھی روایت — علامہ ابوالحسن علی بن عبد الکریم محمد المعروف بہ ابن الاثیر جزری جو ایک عالم جید مذہب اہلسنت سے ہین اپنی تاریخ کامل مین ایک ایسی روایت بیان کرتے ہین جو حضرت ابوطالب کی کمال شفقت پدری پر دلالت کرتی ہے۔ کتاب مذکور کا ترجمہ مولوی عبد الغفور خانصاحب رامپوری نے عروج الاسلام کے نام سے شایع کیا ہے۔ اِسکے صلہ مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا ہے اُس کتاب سے روایت مذکور کی نقل اس جگہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

جب قریش کو معلوم ہوگیا کہ ابوطالب رسول اللہ ؐ سے کنارہ کش نہین ہوتے بلکہ وہ

آپ کے طرفدار اور قوم کی عداوت کیلئے مضبوط ہین تو عمارہ بن الولید کو ابوطالب کے پاس لائے

اور کہا کہ عمارہ بن الولید قریش کا ایک نوجوان ہے جسکے بڑے بڑے بال ہین اور نہایت حسین ہے اسے تو لیلے اس کی عقل اور قوت بڑے کام آئے گی اسے تو اپنا بیٹا بنالے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردے جس نے ہمین سفیہ بنایا ہے ہمارے دین کی مخالفت کرتا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کردیتا ہے اُسے ہم مارڈالین گے آدمی کے بدلے آدمی ہوتا ہے۔

ابوطالب نے کہا کیا لغو بات تم مجھ سے چاہتے ہو اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو کہ مین اُسے کھانا کھلاؤن، اور پرورش کرون۔ اور میرا بیٹا مجھ سے عوض مین لیتے ہو کہ اُسے قتل کرڈالو یہ تو کبھی بھی نہین ہوسکتا اسپر مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا کہ اے ابوطالب لوگون نے یہ بات انصاف کی کہی ہے مگر مجھے تیرا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اُسے نہ مانے گا ابوطالب نے کہا اُنھون نے یہ بات انصاف کی تو نہین کہی مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے چھوڑنا چاہتا ہے اور میرے برخلاف قوم کا شریک ہوتا ہے تو تجھے اختیار ہے جو چاہے کر۔ اِس پر بڑی سخت گفتگو ہوئی اور سب وشتم کی نوبت پہونچی۔

(عروۃ الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ آگرہ)

پانچوین روایت فی الحال طبقہ نسوان کی دینی تعلیم کے لئے ایک مختصر اور مفید رسالہ الموسوم بہ ذکر مبارک مرتبہ علیا حضرت میمونہ سلطان شاہ بانو۔ بیگم صاحبہ نواب زادہ جناب میجر حاجی حمید اللہ صاحب جو تقریب سالگرہ صدر نشینی علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اے فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا بعد صلاح و ملاحظہ جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی حال صدر الصدور حیدرآباد دکن جو علماے کرام اہلسنت والجماعت سے ہین علی گڈھ سے طبع ہوکر شایع ہوا ہے اُس کے صفحہ ۷ مین حضرت ابوطالب اور دیگر اعزاے آنحضرت ص کی اعانت و حمایت کا حال اِس طرح درج ہے:۔

دو سال کے بعد جب آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو عبد المطلب کا بیاسی برس کی عمر مین انتقال ہوگیا اور آپ اپنے دادا کی شفقت سے بھی محروم ہوگئے۔ عبد المطلب کے بعد ابو طالب نے آپ کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری کی اور ہمیشہ نہایت محبت کے ساتھ اپنے بیٹے کی طرح آپ کو کھا کبھی بغیر آپ کے کھانا نہین کھاتے تھے اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے آپ کے پیغمبری کا منصب ملنے سے پہلے اور اسکے بعد اپنی وفات تک آپ کے حامی رہے۔

بعنی روایت محدث علی بن برہان الدین حلبی اپنی کتاب انسان العیون مین تحریر فرماتے ہین:۔

وکان ابوطالب فی کل لیلۃ	ابوطالب ہر شب رسول اللہ صلعم کو اپنے
یامر رسول اللہ صلعم ان یاتی	بستر پر آرام کرنے کو فرمایا کرتے تھے اور خود آنحضرت
فراشہ ویضطجع بہ فاذا نام	کے ساتھ سوتے تھے لیکن جب وہ سو جاتے تو
الناس فاقامہ وامر احدا	ابوطالب آپ کو وہان سے اٹھا کر دوسری جگہ
بنیہ او غیرھم من اخوانہ	سلاتے اور بجائے آپ کے اپنے ہی اور بیٹے یا بھائی
وابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا	یا بھتیجے کو سلا دیتے تھے۔ [illegible] سے کہ جو لوگ
علیہ ان یقاتلہ من یرید	بقصد ہلاکت آنحضرت شب کو آئین تو ہلاک
بہ السوء	نہ کر سکین۔

زمانہ تکالیف آنحضرتؐ مین حضرت ابوبکرؓ وغیرہ کا اپنی قوم کی پناہ مین رہنا

اس مصیبت عظیم اور دردناک وقت مین اصحاب ثلثہ رضہ سے کوئی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرسان حال نہ تھا حضرت عثمان رضہ تو حبش چلے گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضہ و حضرت عمر رضہ کفار قریش کی پناہ مین رہ کر آرام سے بسر کرتے تھے شعب ابوطالب مین کوئی صاحب بھی آنحضرتؐ کے ساتھ نہ تھے جیسا کہ مواہب لدنیہ کے صفحہ (۵۰) مین ہے:۔

کان اول من ظھر الاسلام مستترا مع رسول اللہ صلعم	ابتداءً اچھے اشخاص مشرف باسلام ہوئے تھے

ابوبکر وعمار وامّہ سمیّہ وصہیب — یعنی ابوبکرؓ۔ عمارؓ اور ان کی والدہ سمیّہؓ اور
وبلال والمقداد فامارسوْل — صہیب اور بلال اور مقداد۔ رسول اللہ صلعم
اللہ فمنعہ بعمہ ابی طالب واما — اپنے چچا ابوطالب کی حمایت سے محفوظ رہے
ابوبکر فمنعہ اللہ بقومہ واما — اور ابوبکر اپنی قوم کی پناہ مین رہے باقی لوگون
سائرھم فاخذھم المشرکون — کو کفار مکہ نے پکڑ لیا اور اُن کو لوہے کی زرہین
فلبسوھم اذراع الحدید۔ وصھروھم — پہنائین اور ٹھیک دوپہر مین ان کو دھوپ
فی الشمس۔ — مین بٹھایا۔

دیمک کا واقعہ اور آدھا صحیفہ جانا

اب ہم وہ روایتین پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ حضرت ابوطالب کا انجام بفحوائے الاقرار باللسان والتصدیق بالجنان مع الخیر ہوا تھا یعنی بحالت ایمان و اسلام دنیا سے رحلت فرمائی تھی۔

پہلی روایت

جب صحیفہ لکھا گیا اور کعبہ مین لٹکایا گیا تو اُن لوگون نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلعم اور ابوطالب اور اُن کے ساتھی اُس گھاٹی مین تین سال تک رہے پھر اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا اُسنے جو کچھ ظلم اور قطع رحم کی باتین اُسمین لکھی تھین وہ کھالین اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام اُسمین چھوڑ دئے۔ پھر جبرئیل نبی صلعم کے پاس آئے اور اُنھین اسکی خبر دی۔ نبی صلعم نے اپنے چچا ابوطالب سے یہ بات بیان کی ابوطالب آپ کی سب باتون کو سچ جانتے تھے کسی بات مین شک نہین کرتے تھے اِسلئے وہ گھاٹی سے نکلکر حرم مین گئے اور عام قریش کو جمع کیا اور کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے صحیفہ کی طرف دیمک بھیجی ہے وہ قطع رحم اور ظلم کی تحریر کو تو کھا گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام چھوڑ دیا اُسے لاکر دیکھو اگر وہ سچا نکلے تو جان لو کہ تم ظالم اور قاطع الرحم ہو اگر وہ جھوٹا نکلے تو تم حق پر اور ہم باطل پر ہین یہ سنتے ہی

وہ جلد اُٹھے اور اُسے لاکر دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا پھر ابوطالب رو پر چڑھ گئے اور اُن کی آواز مین شدت آگئی اور کہنے لگے کہ تم پیغمبر کو ساحر کہتے ہو اور اُسپر بہتان باندھتے ہو بعد ازان یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُٹھ کھڑے ہوے اور صحیفے کو رد کر دیا ۔ ابوطالب نے

اِس واقعہ کی نسبت یہ اشعار کہے ہین ۔

وقد کان فی امر الصحیفۃ عبرۃ	متی ما یخبر غائب القوم یعجب
صحیفے کے معاملہ مین ایک بڑی عبرت کی بات نظر آتی ہے	اُس کے حال سے جب کسی غائب شخص کی اطلاع دیجاتی ہے تو تعجب ہوتا ہے
محی اللہ منھم کفرھم وعقوقھم	وما نقموا من ناطق الحق معرب
جو کچھ اُنھون نے کفر و عقوق کیا تھا اللہ تعالی نے	اُسے محو کر دیا اور صریح حق کے ساتھ اُنھون نے خلاف کیا تھا وہ ظاہر ہے
فاصبح ما قالوا من الامر باطلا	ومن یختلق مالیس بالحق یکذب
جو جو باتین اُنھون نے کہی تھین وہ باطل ہو گئین	سچ ہے جو شخص حق کی خلاف باتین بناتا ہے اُسے لوگ جھوٹا بنایا کرتے ہین

(عروج الاسلام جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ - ۱۵۰)

یہی روایت تاریخ ابوالفدا مین بھی ہے ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۱۰۱ ۔

اقوال علماے اہلبیت دربارۂ ایمان حضرت ابوطالبؑ

دوسری روایت

حضرت ابوطالب نے جو وصیت کی تھی اُسکو شاہ عبدالحق محدث دہلوی ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :۔

ابوطالب بنی عبدالمطلب را در وقت موت	ابوطالب نے اپنے انتقال کے وقت بنی عبدالمطلب
خود می طلبید و گفت اگر سخن محمدؐ را بشنوید	کو بلا کر وصیت کی کہ محمدؐ جو کہین اُسکو سنو اور اُسپر عمل
ہمیشہ بر خیر و نکوئی او خواہید بود و اتباع امر وے	کرو اور اُنکے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آؤ اور اُن کی
کنید و اعانت او نمائید و نصرت دہید تا فلاح و رشد	نصرت اور اعانت کرتے رہو اس مین تمھاری بہتری اور بھلائی
یابید باوجود ان میگویند کہ وے ایمان نیاورد	ہی باوجود اسکے جو لوگ کہتے ہین کہ ابوطالب ایمان نہین لائے

وسلمان از عالم نہ رفت علما، جواب میگویند کہ ابوطالب اسلام کرد بزبان و تصدیق کرد بدل (مدارج النبوۃ صفحہ ۵۲۳)

اور دنیا سے مسلمان نہین گئے۔ علماء اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ انھون نے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرلی تھی۔

تیسری روایت

ولما اشتد مرضہ قال لہ رسول اللہ یا عم قلها استحل لك بها شفاعتی یوم القیامۃ یعنی الشہادۃ فقال لہ ابوطالب یا ابن اخی لولا خافۃ السبۃ وان تظن قریش انما قلتہ جزعا من الموت لقلتها ولما تقارب من اب طالب الموت فجعل یحرك شفتیہ فاصغی الیہ العباس باذنہ وقال واللہ یا ابن اخی لقد قال الکلمۃ التی ان یقولها فقال رسول اللہ الحمد للہ الذی هداك یا عم هکذا روی عن ابن عباس والمشهور انہ مات کافرا ومن شعر ابی طالب یدل علی انہ کان مصدقا لرسول اللہ قولہ

حضرت ابوطالب پر جب مرض کی شدت ہوئی تو جناب رسول اللہ نے فرمایا اے چچا مین پابتا ہون کہ آپ بروز قیامت مستحق میری شفاعت کے ہون یعنی کلمہ شہادت کا اظہار کرین ابوطالب نے کہا اے میرے فرزند! مجھے اہل قریش کی نسبت کا خوف نہ ہوتا اور یہ نہ کہتے کہ میں نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھلیا لیکن جب نزع کا وقت آیا ابوطالب نے کلمہ شہادت پڑھا جسکو حضرت عباس نے اپنے کانون سے سنا اور آنحضرت سے کہا آپ کے چچا نے آپکے حکم کی تعمیل کی جسکو میں نے اچھی طرح سے سن لیا ہے اسوقت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے چچا میں شکر کرتا ہون کہ حق تعالیٰ نے آپ کو دین حق کی طرف ہدایت کی اور جو اشعار اس سے پیشتر جناب رسول خدا کی مدح مین ابوطالب نے کہے تھے وہ تصدیق رسالت آنحضرت پر دلالت کرتے ہین اور وہ یہ ہین۔

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت ثم امینا

اے محمدؐ تونے مجھے جو دعوت اسلام دی مین اچھی طرح جانتا ہون کہ تو اپنے دعوت مین سچا ہے اور تو سچ بولنے والا اور امین ہے

ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا

اور بتحقیق مین خوب جانتا ہون کہ تونے جس دین حق کو ظاہر کیا وہ تمام دینون سے بہتر ہے

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا

تاریخ خمیس صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ سدن

قسم خدا کی قریش سارے سب ملکے بھی آکر مجھ تک نہین پہنچ سکتے یہانتک کہ مین خاک مین دفن ہوجاؤن

چوتھی روایت ایک استفتاء درباب ایمان و اسلام حضرت ابوطالب سرکار شریعت مدار حضرت مولانا مولوی سید علی حائری صاحب دام اللہ وجودہ سے کیا گیا جناب ممدوح نے بحوالہ کتب اہلسنت جو جواب تحریر فرمایا تھا چونکہ وہ مدلل و مفصل بروئے اقوال علمائے کرام و فضلائے عظام اہلسنت ہے لہذا ہم اس کو نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے (اخبار اثنا عشری دہلی مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۹۲۱ء مین بھی طبع ہوا ہے)

کتاب حسن المطالب فی نجات ابی طالب مین سید احمد بن سید زینی دحلان نے اور مینڈی اپنی شرح دیوان مین اور برزنجی و دیگر محققین علماء اہلسنت نے اعتراف کیا ہے کہ ابوطالب مسلمان موحد تھے۔ اسنی المطالب صفحہ ۲۴ مین ہے کہ ابوطالب کی نجات کے متعلق بہت سے علمائے محققین اور اولیائے عارفین قایل اور معترف ہین۔ ان مین قرطبی و شعرانی بھی صریح الفاظ مین ایمان ابوطالب کے معترف ہین۔ ان کے علاوہ بہت سے فضلاء ہین جو اس بات کو کہہ گئی ہین کہ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے اور ہم اسی اعتقاد کے ساتھ خدا کے سامنے جائینگے۔ مواہب لدنیہ اور اسنی المطالب مین برزنجی ابونعیم اور بیہقی سے منقول ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرابا طالب عند الموت

یعنی ابوطالب کی وفات کے وقت حضور ختمی مآب صلعم تشریف لائے۔

وعنده ابوجهل وعبد الله بن
أمية المخزومي فقال النبي يا عم
قل لا اله الا الله كلمة احاج
بها لك عند الله فقال ابوجهل
وعبد الله بن امية يا ابا طالب
اترغب عن ملة عبد المطلب فلم
يزالا يرددانه حتى قال ابوطالب
على ملة عبد المطلب وابى ان يقول
عن ابي طالب الموت، نظر اليه
العباس فراه يحرك شفتيه فاصغى
اليه باذنه منه الشهادة فقال
للنبي صلى الله عليه وسلم يا بن
اخي والله لقد قال الكلمة
التي امرته بها ولم يصرح من لفظه
لا اله الا الله لكونه لم يكن
اسلم۔

اسوقت سنا ديد قريش مين سے ان کے پاس
ابوجہل اور عبداللہ بن ابی موجود تھے۔ پس
پیغمبر صلعم نے فرمایا چچا کلمہ لا اله الا الله
پڑھئے کہ مین خدا کے سامنے اس کا شاہد رہون
اور تمھارے لئے حجت کرون اس وقت ابوجہل
اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا اے ابوطالب!
کیا تم عبدالمطلب کی ملت سے پھر چکے ہو؟ ان کے
اصرار کرنے پر ابوطالب نے کہا کہ مین ملت عبدالمطلب
پر باقی ہون پس جب موت کا وقت قریب آیا
تو عباس نے دیکھا کہ ابوطالب کے دونون لب
حرکت کر رہے تھے۔ اس وقت عباس نے دیکھ
ہوے اور اپنے دونون کانون سے سنا کہ وہ
کلمہ شہادت پڑھتے ہین عباس نے کہا اے
بھائی کے بیٹے خدا کی قسم میرے بھائی ابوطالب
نے وہ کلمہ پڑھا ہے جو آپ نے ان کو تعلیم کیا تھا
عباس نے کلمہ کی تصریح نہین کی کیونکہ اسکو کفر کا نام نہین لائے تھے

بزنجی۔ زینی۔ نبیرہ جزری۔ واقدی وغیرہ بروایت ابن سعد۔ ابن عساکر و
محمد بن اسحاق لکھتے ہین

قال لما توفی ابوطالب — یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا

اخبرت رسول الله صلعم فبکی بکاءً شدیدًا ثمّ قال صلعم اذهب فغسله وکفنه و دفنه غفرالله له و رحمه۔

کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوطالب کے انتقال کی خبر دی پس حضرت رونے لگے اور فرمایا اے علی جاؤ اور ابوطالب کو غسل دو کفن پہناؤ اور قبر مین دفن کردو خدا نے اُن کو بخشدیا ہے۔ اور اُن پر رحم کیا۔

اِس خبر کو ابوداؤد و نسائی اور ابوالجارود ابن خزیمہ نے بھی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ تذکرۃ الائمہ مین نبیرہ ابن جوزی۔ ابن سعد اور واقدی۔ سے روایت ہے:۔

قال له العباس یا رسول الله انك لترجو له فقال صلعم ای والله لارجو له وجعل رسول الله صلعم یستغفر له ایاما لایخرج من بیته

یعنی تغسیل اور تدفین ابوطالب کے بعد عباس نے جناب ختمی مآب روحی فداہ سے کہا کیا آپ نجات ابوطالب کی امید رکھتے ہین پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ہان قسم خدا کی مین امید کرتا ہون کہ ابوطالب ناجی ہو پس کئی دن تک جناب پیغمبر صلعم انکے لیے استغفار کرتے رہے اور مکان سے باہر نہین نکلے۔

نبیرۂ جوزی نے واقدی اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔

عارض رسول الله صلعم جنازة ابی طالب فقال صلت الرحم جزاك الله یا عم خیرا

یعنی جب پیغمبر صلعم جنازۂ ابوطالب پر آئے تو فرمایا اے چچا! تمنے صلۂ رحم کیا خدا تم کو جزائے خیر دے۔

اِسی طرح مناقب مین رازی نے ذخایر العقبی مین محب الدین طبری اور زینی او

برزنجی اور ابونعیم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلعم	یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا قیامت کے روز
اذا کان یوم القیمۃ شفعت لابی	مین شفاعت کروں گا اپنے باپ مان اور چچا
وامی وعمی ابی طالب واخ لی فی	ابوطالب کی اور زمانۂ جاہلیت مین جو میرا
الجاھلیۃ	بھائی تھا۔

ابونعیم نے توضیح کی ہے کہ وہ بھائی زمانہ جاہلیت کا رضاعی بھائی تھا خود ابوطالب کے اشعار کتب سے ہین جو اُن کے مسلمان و موحد ہونے کی روشن دلیل ہے۔ زینی اور برزنجی نے لکھا ہے کہ شعب ابوطالب کو قریش کے ناصرہ کرنے کے وقت ابوطالب نے ایک طویل خطبہ مخاطبت قریش مین انشاء کیا اور یہ شعر ان کے عقیدۂ حقہ اور اسلام پر کافی روشنی ڈالتا ہی۔

الم تعلموا انا وجدنا محمدا رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب

آیا تم نہین جانتے ہو کہ ہم نے محمد صلعم کو موسیٰ کی طرح جس کی صحت کتابون مین موجود ہے۔

دوسرا شعر ان کا یہ ہے۔

وخیر بنی ھاشم احمد رسول الالہ علی فترۃ

یعنی بنی ہاشم مین سب سے بہتر احمد ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کا رسول ہے بعد زمانۂ فترت کے

تیسرا شعر بھی ملاحظہ فرمالین۔

نبی اتی بالدین من عند ربہ بصدق وحق لاتکن حمز کافرا

یعنی محمد صلعم ایسا پیغمبر ہے جو دین کو اپنے پروردگار سے لایا ہی وہ سچا اور دین حق ہے پس اے حمزہ تم کافر نہ ہو

پھر اقرار توحید مین فرمایا ہے۔

ورب الناس لیس لہ شریک یعنی وہی ایک خدا ہی جو سب کا مالک ہے اس کا شریک کوئی نہین

هوالوهاب والمبدی المعید — وہی بڑا بخشنے والا ہی اور ابتدا پیدا کرنے والا قیامت کے روز پھر زندہ کرنے والا ہے۔

اب ایک محقق کے لئے میرے خیال مین تسلیم اسلام ابوطالب کے متعلق اسقدر کافی ہے کسی ناقد بصیر کو اسکے بعد اسلام ابوطالب کے متعلق شک و شبہ باقی نہین رہسکتا کیونکہ صاحب ماینطق عن الھوی کی یہ شہادت کہ خدا نے اُن کو بخش دیا ہے اور اُن پر رحم کیا ہے ابوطالب کے اسلام و ایمان کے لئے کافی ہے تم خود انصاف کرو کہ مشرک بھی کبھی بخشا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ ان اللہ لایغفران یشرک بہ۔ پھر ابوطالب بھی معاذاللہ اگر مشرک ہوتے تو پیغمبر صلعم کا اُن کے حق مین یہ فرمانا کہ خدا نے اُن کو بخش دیا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر کہو کہ یہ کلمہ حضرت نے دعائیہ اُن کے حق مین ارشاد فرمایا ہے تو یہ بھی غلط ہے اور قابل تسلیم نہین کیونکہ قرآن مین آیا ہے کہ مومنین کبھی کافرون کے واسطے دعاے مغفرت نہ کرین پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ پیغمبر صلعم ابوطالب کے حق مین (اگر وہ کافر ہوتے) دعاے مغفرت کرتے

حاشیۂ شفاے عیاض پر امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور علی جمہوری اور تلمسانی سے نقل کیا گیا ہے:-

ان بغض ابی طالب کفر لانہ	یعنی بغض رکھنا ابوطالب سے کفر ہے کیونکہ
کان حامی النبی و ناصرہ و	وہ حمایت و نصرت اور تربیت کرنے والے
مربیہ، فذمہ ذم النبی	پیغمبر صلعم کے تھے پس اُن کی مذمت و ایذا
وایذائہ ایذاء النبی ومن	پیغمبر صلعم کی مذمت کرنا ہی اور ایذا دینا ہی اور جو مذمت
یذمہ فھو کافر وجب قتلہ	کرے اُنکی پس وہ کافر ہی اُسکا قتل کرنا واجب ہی
وعند المالکیۃ وان تاب۔	اور مالکیون کے نزدیک ایسا شخص توبہ کے بعد بھی

یجب قتلہ — واجب القتل رہتا ہی

ان سب باتون کے علاوہ ابوطالب کا اپنے بیٹون کو پیغمبر کا ساتھ دینے کی تاکید شدید کرنا اور اپنے بھائیون عباس رضؓ و حمزہ وغیرہ کو اسلام لانے کی بیحد رغبت دلانا یہ سب باتین نتیجہ ظاہر کر رہی ہین کہ ابوطالب اسلام کو صرف اچھا ہی نہین سمجھتے تھے بلکہ ایسا حق مانتے تھے کہ لوگون کو بت پرستی سے روکتے تھے اور پیغمبر صلعم و نیز دین اسلام کی طرف متوجہ کرتے تھے اور اسیوجہ سے حضور ختمی مآب صلعم کو حقیقی فرزندون سے زیادہ عزیز اور دوست رکھتے تھے

پانچوین روایت — جناب شمس العلماء شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :-

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ مرتے وقت ابوطالب کے ہونٹ ہل رہے تھے حضرت عباس نے جو اس وقت تک کافر تھے کان لگا کر سنا تو آنحضرت سے کہا کہ تمنے جس کلمہ کے لئے کہا تھا ابوطالب وہی کہہ رہے ہین (ابن ہشام مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۶)

ابوطالب نے آنحضرت صلعم کے لئے جو جان نثاریان کین اس سے کون انکار کر سکتا ہے وہ اپنے جگر گوشون تک کو آپ پر نثار کرتے تھے۔ آپ کی محبت مین تمام عرب کو اپنا دشمن بنا لیا تھا آپ کی خاطر محصور ہوے فاقے کئے شہر سے نکالے گئے تین برس تک آب و دانہ بند رہا۔ کیا یہ محبت۔ یہ جوش یہ جان نثاریان سب ضایع ہو جائین گی

(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۸۰ مطبوعہ نامی پریس کانپور

چھٹی روایت — شاہ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

آنحضرت کا جنازہ میں پیدل ہونا اور دعا فرمانا

"چون ابوطالب فات یافت سید عالم ہمراہ جنازۂ ابوطالب میرفت و می گفت

اے عم من صلۂ رحم بجا آوردی و در حق من ہیچ تقصیر نہ کردی خدا ترا جزاء خیر دہد (مدارج النبوۃ)

اب خود آپ انصاف فرمائین کہ جس طرح حضرت ابوطالب نے کفار و مشرکین کے ہاتھون سے

بمعاونت خدا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچائی اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جس صدق دل سے اعانت اور حمایت کی۔ کیا کوئی کافر مشرک یعنے خدا و رسول کا دشمن اس طرح عملی محبت کا ثبوت دیا کرتا ہے۔ اگر بزعم اہلسنت حضرت ابوطالب درحقیقت منکر توحید و رسالت ہوتے تو کیا یہ بات کسی صاحب فہم کی سمجھ مین آسکتی ہے کہ وہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یون سینہ سپر رہتے اور ایسے سخت دشمنون کا سامنا کرکے اسلام اور ہادیِ اسلام کی حمایت اور نصرت کرتے۔ اگر آپ آنحضرت کے دشمن ہوتے تو ابوجہل کی طرح ایذائین دیتے شمع رسالت کے بجھا دینے کی فکر مین رہتے۔ نہ کہ حمایت اور اعانت مین خود وہ تکلیفین جھیلتے۔ جو سفیر خدا کی زبانی قابل ستائش ہین۔ اگر آنحضرت کو ابوطالب کی اسلامی حمایت اور ایمانی محبت پر اطمینان نہ ہوتا تو کیون آپ کی وفات پر محزون و غمگین ہوتے اور کیون خلاف آیۂ کریمہ :-

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان	جب کہ نبی اور مومنین پر ظاہر ہو چکا کہ
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی	مشرکین جہنمی ہین تو اس کے بعد مناسب نہین
قربی من بعد ما تبین لھم انھم	کہ اُن کے لئے مغفرت کی دعا مانگین گو وہ
اصحاب الجحیم۔	مشرکین اُن کے قرابت دار ہی کیون
(پ ۱۱- س توبہ ع ۱۴)	نہ ہون۔

دعاء مغفرت فرماتے۔

حضرت ابوطالب و اصحاب ثلاثہ کے ایمان مین تقابل

بھائیو! جو حالات و واقعات ابوطالب کے ہم نے خود تمھاری مستند کتب سے لکھے ہین ان کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرو اور مہربانی فرما کر ذرا اپنے خلفاء کے سچے اسلام اور پکے ایمان سے تقابل کرو جو کہ اپنے ایمان اسلام مین عمر بھر مذبذب رہے۔ چنانچہ مسند احمد حنبل مین ہے۔

ان الشیخین هربا یوم احد و — بتحقیق حضرت شیخین جنگ احد مین بھاگے تو حضرت عمرؓ آپکے آنسو

رجع عمر یلتمس دموعه و یسئل — پوچھتے ہوے واپس آئے اور حضرت علی سے معافی کے خواستگار ہوے۔

علیا العفو فقال علی الست المنادی — آپنے فرمایا ای عمرؓ کیا تمنے یہ ندا نہین دی تھی کہ محمدؐ قتل ہوے ہین

قتل محمد فارجعوا الی ادیانکم — اے لوگو! تم اپنے دین سابقہ کیطرف لوٹ جاؤ انھون نے کہا کہ

فقال انما قالها ابوبکرؓ — مین نے نہین کہا بلکہ ابوبکرؓ نے کہا تھا۔

اور یہ تو خود حضرت ابوبکرؓ سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگون مین شرک اثر کر گیا ہے۔ جیساکہ درمنثور مین ہے اسکی نقل یہ ہے :-

اخرج البخاری فی الادب — بخاری نے ادب مفرد مین معقل بن یسار

المفرد عن معقل بن یسار رضؓ قال — سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین ابوبکر

انطلقت مع ابی بکر الصدیقؓ — صدیقؓ کے ساتھ حاضر خدمت رسول صلعم ہوا تو

الی رسول الله صلعم فقال یا ابا بکر — آپنے فرمایا ابوبکر تم مین شرک چیونٹی کی چال سے

الشرک فیکم اخفی من دبیب — بھی زیادہ خفی موجود ہے پس ابوبکر نے کہا کہ آخر شرک یہی تو ہے کہ

النمل فقال ابوبکرؓ وهل الشرک — آدمی خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود قرار دے

الا من جعل مع الله الها اخر — (پھر ہم کب ایسا کرتے ہین جو ہم مین شرک موجود

فقال النبی صلعم والذی نفسی — ہوگا) تو آنحضرت صلعم نے فرمایا قسم اس خدا کی جسکے

بیده الشرک فیکم اخفی من — ہاتھ مین میری جان ہے ضرور تم لوگون مین شرک

دبیب النمل — چیونٹی کی چال سے زیادہ خفی موجود ہے۔

(تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد ۲ صـ ۵۴)

سبحان اللہ صد آفرین اس سچے مذہب پر اور ہزار تحسین ان عقائد پر کہ حضرت ابوطالب

جنھون نے ابتداے اِسلام مین اسلام اور بانی اِسلام کی ہر طرح سے حمایت اور اعانت کی جن کی وفات کلمۂ شہادت پر ہوئی جس کی خود آنحضرت صلعم نے الحمد للہ الذی ھداك یاعم ھکذا فرماکر تصدیق کی اور جنازہ پر فرمایا۔

"اے عم! من صلۂ رحم بجآ آوردی و در حق من ہیچ تقصیر نہ کردی خداے تعالیٰ ترا جزاے خیر دہد"

اُن کو تو آپ حضرات کافر و مشرک کہین۔ نعوذ باللہ۔ اور جو اصحاب اسلام لانے کے بعد بھی رسالت و نبوت مین شبہہ کرتے رہے۔ جو نماز اور جہاد سے فرار کرتے رہے۔ جنھون نے مصحف ناطق کے فرمان کو ہذیان بتایا۔ جو ہمیشہ سرتابی کرتے رہے جنھون نے تا وقت رحلت اپنے پیغمبرؐ کی عدول حکمی کی اور ایذا دی۔ جن کو وقت اخیر آنحضرتؐ نے خشمناک ہوکر اپنے نزدیک سے ہٹا دیا جنکے نقص ایمان پر پیغمبر خداؐ شہادت دین کہ "شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ سرایت کرگیا ہے" اُن لوگون کو آپ تمام اُمّت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اِسلام مین سب سے بہتر اور کامل سمجھین اور کچھ بھی حق و باطل مین امتیاز نہ کرین۔

هُمُ الْعٰلِمُوْنَ ط	هُمُ الْعَقِلُوْنَ ط	هُمُ النَّاظِرُوْنَ ط	هُمُ الْمُفَكِّرُوْنَ ط	هُمُ الْمُتَدَبِّرُوْنَ ط
وہ نہین جانتے	وہ عقل نہین رکھتے	وہ نہین سوچتے	وہ نہین فکر کرتے	وہ نہین غور کرتے

حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کی سابق الاسلامی تو خود بخاری شریف سے ثابت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

حضرت خدیجہؓ کا آنحضرتؐ پر اپنا مال نثار کرنا

"جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدیجہ مجھپر اسوقت ایمان لائین جبکہ لوگون نے میری رسالت سے انکار کیا۔ میری رسالت کی اُسوقت تصدیق کی جب لوگون نے مجھے جھوٹا کہا

اور اپنا مال مجھپر اسوقت صرف کیا جب کہ لوگوں نے مجھے نہ دیا

(تیسیر صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی ناموصفحہ ۱۰-۱۹ کتاب المناقب)

دوم — خداوند کریم اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

ووجدك عائلا فاغنى — اے رسول ہمنے تم کو تنگدست دیکھکر غنی کردیا

مفسرین اہلسنت اس آیۂ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ

"خدائے پاک کے اس ارشاد سے مال مراد ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام نے آنحضرت پر صرف کیا تھا۔ (دیکھو تیسیر العالم سنہ ۱۹۲)

سوم — جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد اپنے ترجمہ مین تحریر فرماتے ہین کہ

"والدہ کے انتقال کر جانے سے پیغمبر صاحب تنہا بسر رہ گئے دادا اور چچا نے پرورش کیا وہ بھی ان کا احسان تھا۔ پیغمبر صاحب کی توانگری جس کی نسبت خدا ان پر رکھتا ہے اس طرح شروع ہوئی کہ خدیجۃ الکبریٰ بڑی مالدار تھین۔ ملک شام مین ان کی تجارت ہوا کرتی تھی۔ انھون نے پیغمبر صاحب کی راستی اور دیانت داری کا شہرہ سنا اور ان کو سردار قافلہ بنا کر شام کو بھیجا۔ تجارت مین خدا نے برکت دی اور خدیجۃ الکبریٰ نے پیغمبر صاحب سے نکاح کر لیا۔ پیغمبر صاحب کی پہلے سی بے سروسامانی دور ہو گئی یہی ان کی توانگری تھی۔

چہارم — ان اللہ تعالی اغناہ بدریۃ ابی طالب ولما اختلفت احوال ابی طالب غناہ بمال خدیجۃ

پس تحقیق اللہ تعالی نے آن حضرت کو ابوطالب کے تربیت کرنے سے اور بعد انتقال اُن کے خدیجہ کے مال سے غنی کر دیا

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۴۸)

پنجم "یافت ترا در دیشے عیالدار پس تونگری ساخت ترا بمال خدیجہ۔ تفسیر حسینی جلد دوم صہ ۴۶۶

ابوجہل کا ایذا دین دینا اور حضرت حمزہ کا انتقام لینا اور ایمان لانا

اسی طرح حضرت امیر حمزہ عم آن حضرت صلعم کے ایمان لانے کا حال رسالہ ذکر مبارک متذکرہ بالا مین ہے کہ

"ایکدن رسول اللہ کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے ادھر سے ابوجہل نکلا آپ کو دیکھکر گالیان دینے لگا اور ایک پتھر اٹھاکر مارا جس سے آپ کا سر زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا۔ آپ صبر کرکے گھر چلے آئے۔ آپکے چچا حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آرہے تھے ایک عورت نے ان سے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ تمھارے بھتیجے کو ابوجہل نے آج زخمی کیا حضرت حمزہؓ اگرچہ ابھی تک مسلمان نہین ہوے تھے لیکن آخر چچا تھے۔ یہ سنکر خون نے جوش کیا حضرت حمزہ نے غصہ مین آکر کہا خدا کی قسم جب تک اس شخص سے بدلہ نہ لونگا جس نے محمدؐ پر ظلم کیا ہے مجھ پر کھانا پینا حرام ہے اسی حال مین رسول اللہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا تمھارا چچا تمھارے دشمن سے بدلہ لینے آگیا۔ رسول اللہ نے فرمایا آپ اپنے حال پر چھوڑ دیجے جسکا نہ باپ ہے نہ چچا نہ مان سواے خدا کے کوئی مددگار نہین حضرت حمزہ نے قسم کھاکر کہا مین تمھاری ضرور مدد کرون گا آپنے جواب دیا اگر آپ میری مدد مین مشرکون کو اتنا قتل کرین کہ ان کے خون مین نہا جائین تو بھی آپ میرے عزیز نہین ہوسکتے جب تک کہ آپ ایمان نہ لائین اور اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدا رسول اللہ نہ کہین حضرت حمزہ کے دل پر آپ کی باتون کا بڑا اثر ہوا اور اُن کو آپکی سچائی کا یقین ہوگیا۔ اسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہؐ نے خوش ہوکر حضرت حمزہ کی پیشانی چوم لی۔ حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے اسلام کو بڑی تقویت ہوئی کیونکہ یہ بڑے بہادر تھے اور سب پر ان کا رعب چھایا ہوا تھا انتہی

دوسری یہی ذکر مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۷۸ مین ہے جسکا ترجمہ یہ ہے:-

"ابوجہل کی اس حرکت پر حضرت امیر حمزہ غضبناک ہوکر اسکے پاس گئے اور اسکے سر پر اپنی کمان اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ تو محمد مصطفٰے کو اذیت اور دشنام دیتا ہے حالانکہ مین انھین کے دین پر ہون۔

تیسری حضرت جعفر ابن ابیطالب کا ایمان لانا بھی علماء اہلسنت قبول کرتے ہین جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین:۔

فلم یزل علی مع رسول	حضرت علیؑ ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ
اللہ وجعفر عند العباس حتی بعثہ	رہتے تھے اور حضرت جعفر حضرت عباس کے
اللہ نبیا فاتبعہ علی فامن بہ	ساتھ جب خدا نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت
وصدقہ ولم یزل جعفر حتی	کیا تو علیؑ نے آپ کی پیروی اور تصدیق
اسلم واتبعوا	کی اور مشرف بایمان ہوے اور حضرت جعفر بھی
(ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۲۵۲	آنحضرتؐ کا اتباع کرتے رہے یہان تک کہ
مطبع صدیقی	اسلام قبول کیا۔

چوتھی جب چند اصحاب جنمین حضرت جعفر بھی تھے حبش کو ہجرت کر گئے اور وہان امن سے رہنے لگے تو کفار قریش نے بادشاہ حبش کے پاس ان مہاجرین کو واپس کرنے کے لئے اپنے کچھ لوگ مع تحائف کے بھیجے مگر بادشاہ نے اُن کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان مہاجرین کو اپنے دربار مین یاد فرماکر استفسار حال کیا۔ اسکے متعلق رسالۂ ذکر مبارک مین جو درج ہے اُس کا خلاصہ سنیے۔

حضرت جعفرؑ و دیگر اصحاب کا ہجرت کرنا اور حضرت جعفرؑ کے وعظ سے شاہ حبش کا اسلام قبول کرنا

"نجاشی نے ان سے پوچھا تمھارا کیا دین ہے۔ حضرت جعفر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم سے تھے۔ بتون کو پوجتے تھے۔ بدکاریان کرتے تھے خدا نے

ہم مین ایک نبی پیدا کیا اُسنے ہم کو خدا کی طرف بلایا کہ ہم صرف اُسی کی عبادت کرین اور کسی کو اُسکا شریک نہ کرین۔ ہمنے اُس کی سچائی پر یقین کیا اور جو کچھ اُسکے پاس خدا کی طرف سے آیا اُس کی ہم نے پیروی کی ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہین اور کسی کو اُسکا شریک نہین کرتے۔ اِس تقریر سے نجاشی اور اُسکے درباریون پر اچھا اثر پڑا۔ نجاشی نے کہا تمھارے رسول پر جو کچھ خدا کی طرف سے اترا ہے وہ سُناؤ۔ حضرت جعفر طیار نے بڑی خوش الحانی سے سورۂ مریم کی تلاوت کی خدا کا کلام سُنکر نجاشی کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور اُس نے درباریون کیطرف دیکھکر کہا خدا کی قسم مین تصدیق کرتا ہون کہ یہ وہی محمد رسول اللہ ہین جن کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی تھی"۔ (صفحہ ۲۰ تا ۲۹) اور

اور صفحہ ۶۵ مین ہے۔

"ہجرت کے ساتوین سال رسول اللہ نے بادشاہون کے نام اِسلام کی دعوت کے خط بھیجے۔ نجاشی بادشاہ نے آپ کا خط سر پر رکھا اور ایمان لے آیا۔

یاد رہے اسمٹھ مسمی نذیر احمد اپنے "ترجمہ قرآن" مطبوعۂ انوار محمدی لکھنؤ کے صفحہ (۱۶۰) مین رقم طراز ہین :-

"یہ آیتین نجاشی بادشاہ حبش اور اُسکے درباریون کے حق مین نازل ہوئی ہین جو نصاری تھے بات یہ ہے کہ جب پیغمبر خدا نے اسلام کی منادی شروع کی تو قریش جو پیغمبر صاحب کے قبیلے کے لوگ تھے سخت برہم ہوے اِسلئے کہ اسلام کی منادی سے ان کے دین آبائی مین خلل پڑتا تھا پہلے تو اُنھون نے ڈرانے دھمکانے سے چاہا کہ یہ بات دب دبا جائے مگر پیغمبر صاحب برابر وعظ فرماتے رہے اور لوگ بھی ایک ایک دو دو کرکے اسلام لانے لگے تو قریش نے دوسرے قبیلون کو اُبھارا اُسکایا اور مسلمانون کو سب نے ملکر طرح طرح کی ایذائین

دینی شروع کین پیغمبر صاحب تو اپنے چچا ابوطالب کی حمایت مین تھے اور ازبسکہ ابوطالب رؤسائے قریش مین تھے مخالفین پیغمبر صاحب کا تو کچھ نہ کرسکے مگر دوسرے مسلمانون کو بڑی مشکل تھی اور پیغمبر صاحب اتنی قوت نہین رکھتے تھے کہ ان کی بھی حفاظت کرین ناچار آپنے مسلمانون کو اجازت دی کہ نجاشی بادشاہ حبش نیک دل منصف مزاج اور رعیت پرور ہے اُس کی عملداری مین چلے جاؤ۔ چنانچہ اول بار گیارہ مردون اور چار عورتون نے حبش مین جاکر پناہ لی اور یہ پہلی ہجرت کہلائی اس گروہ مین جناب پیغمبر صاحب کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور جناب پیغمبر صلعم کے پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام بھی تھے پھر دوسرے دہلہ مین پیغمبر صاحب کے چچا زاد بھائی جعفر طیار بن ابی طالب دوسرے مسلمان مردون اور عورتون کے ساتھ حبش کو پہونچے یہانتک کہ بچون اور عورتون کے علاوہ بیاسی مہاجر حبش مین جمع ہوگئے وہان بھی قریش نے چین سے نہ بیٹھنے دیا اور نجاشی سے جاچغلیان لگائین کہ یہ بیدین ہین اور تمھارے ملک مین فساد برپا کرنے کو آئے ہین اور تمھارے حضرت عیسیٰ کے بھی قائل نہین ہین۔ اس پر نجاشی نے مسلمانون کو بلایا جعفرؓ سب کے وکیل بنے اور اُنھون نے قرآن کی سورتین اور خاص کر سورۂ مریم سناکر اپنے عقائد نجاشی پر ظاہر کئے اور وہ اور اسکے درباری سب قرآن سُنکر روئے اور اسلام کی صداقت کے معتقد ہوگئے اور نجاشی آخر مین اسلام لے آیا۔

احادیث باثبت القاب سابق الایمانی جناب امیر علیہ السلام

اِس موقع پر چند احادیث نبوی نقل کی جاتی ہین جن سے ثابت ہوگا کہ جناب امیر المومنین خاتم الوصیین۔ قائد الغر المحجلین سیّد الصادقین۔ یعسوب المسلمین۔ امام البررہ۔ قاتل الفجرہ مظہر العجائب والغرائب۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام سابق الایمان والاسلام ہین۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم آپ ہی کے القاب ہین۔ اور وہ یہ ہین:-

پہلی

عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ ان بضع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم قال علی یارسول الله هل نقدر علی ان نزورك فی الجنة قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امته فنزلت هذه الایه اولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فقال ان الله تعالیٰ قد انزل بیان ما سئلت فجعلك رفیقی لانك اول من اسلم وانت صدیق الاکبر۔ (تفسیر ابن النجام صـ۲۲)

(ارجح المطالب)

ابن عباسؓ سے اِس آیت کی تفسیر مین جس کا ترجمہ یہ ہے جن لوگون نے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ اُنکے ساتھ ہین جنہیں خدا نے اپنی نعمت اُتاری ہے روایت کرتے ہین کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ آیا ہم حضور کو جنت مین بھی دیکھ سکینگے؟ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو اُس کی اُمت مین سے سب سے پہلے اسلام لایا ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ اُن لوگون کے ساتھ ہین جنہیں خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیون اور صدیقون اور شہیدون اور نیک لوگون کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ اُنکے اچھے رفیق ہونگے جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی خدائے تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے مجھپر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

دوسری

عن علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة اسری بی انی رأیت فی القیامة رکبان علی نجائب من نور فمر بی ثلاثة رکبان وبقی واحد فقلت یا رسول الله ما فعل الرکب الذی کان معهم فقال یا علی ان الله تعالیٰ خلق من نور وجهك ملکا علی صورتك ومن نور جسمك ملکا علی صورتك ومن نور قلبك ملکا علی صورتك ثم ارسلهم الی قبورهم فی الدنیا فاذا کان یوم القیامة بعثهم الله علی صورتك فیکونون بین یدیك یوم القیامة

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت مین ہم چار شخصون کے سوا چار شخص سوار ہونگے انصار مین سے ایک شخص نے اُٹھکر

فقال فداك ابی وامی من هم

یارسول الله قال انا علی البراق

واخی صالح علی ناقة الله التی عقرت

وعمی حمزة علی ناقة العضباء اخی علی

علی ناقة من نوق الجنة بیده لواء

الحمد ینادی لا إله الا الله محمد

رسول الله فیقول الادمیون ماهذا

الا ملک مقربا او نبیا مرسلا

او حامل العرش فیجیبهم ملک من

بطنان العرش یا معشر الادمیین

لیس هذا ملکا مقربا ولا نبیا

مرسلا ولا حامل عرش هذا الصدیق

الاکبر علی بن ابیطالب

(اخرجه ابوجعفر العقیلی)

تیسری

عن عباد بن عبدالله ایضا قال

علی انا عبدالله واخو رسول الله

صلی الله علیه وسلم وانا صدیق الاکبر

لایقولها ذلك غیری الا کاذب

صلیت قبل الناس سبع سنین

عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں باپ آپ پر

فدا ہون وہ جا شخص کون ہین حضرت نے فرمایا

کہ ایک تو مین ہون کہ براق پر سوار ہون گا اور

میرا بھائی صالح نبی ناقۃ اللہ پر سوار ہوگا جسکے

پاؤن کاٹے گئے تھے اور میرا چچا حمزہ ناقہ عضبا پر

سوار ہوگا اور میرا بھائی علی جنت کی اونٹنیون

مین سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور ان کے

ہاتھ مین لوا الحمد ہوگا اور وہ للا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ پکارتا ہوگا۔ تمام آدمی

کہینگے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل

یا حامل عرش ہے۔ فرمان کے جواب مین ایک

ملک عرش سے ان سے کہیگا کہ یہ نہ تو کوئی مقرب

فرشتہ ہے اور نہ کوئی نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے

بلکہ یہ صدیق اکبر علی ابن ابیطالب ہے

عباد بن عبداللہ کہتے ہین کہ جناب امیر

فرماتے تھے کہ مین خدا کا بندہ اور خدا کے رسول

صلے اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہون اور مین صدیق اکبر

ہون۔ یہ بات میرے سوا کوئی نہین کہہ سکتا

مگر جھوٹ بولنے والا۔ مین نے سات برس

(اخرجه احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص والحاکم فی المستدرک و حاکم ابوزید بن عثمان ابن ابی شیبہ فی سننہ وابن عاصم فی السنۃ وحافظ ابونعیم فی الحلیۃ والعقیلی)

سب سے پہلے نماز پڑھی ہے

چوتھی

عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قال اخذ رسول اللہ صلعم بید علی فقال ان ھذا اول من امن بی وھذا فاروق ھذہ الامۃ وھذا یعسوب المومنین وھذا امام یصاحبنی یوم القیمۃ وھذا صدیق الاکبر (اخرجہ الطبری الدیلمی والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان ایضاً صفحہ ۲۱

سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکر فرمایا یہ تحقیق یہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور یہ اس امت مین حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ اور یہ مومنون کا امیر ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرے گا۔ اور یہ صدیق اکبر ہے۔

پانچوین

عن ابن عباس وابی لیلی قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مومن الیاسین الذی قال یاقوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن

ابن عباس اور ابولیلی رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہین اول حبیب النجار مومن الیاسین (یعنی جناب عیسی علیہ السلام کے حوارین) پر ایمان لانے والا جس نے کہ یہ کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگون پیغمبرون کی متابعت کرو۔ اور

ال فرعون الذی قال اتقتلون	فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا حزقیل جسنے
رجلان یقول ربی اللہ وعلی بن ابیطالب	یہ کہا تھا کہ اے لوگون تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو
وھو افضلھم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس	جو کہتا ہے میرا پالنے والا خدا ہے اور علی بن
واحمد عن ولیلی) (الیواقیت ص۲۲)	ابی طالب کہ وہ اُن سے افضل ہین۔
۱۰ عن ابی لیلی قال قال رسول	ابولیلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم
اللہ صلعم سیکون من بعدی فتنۃ	نے فرمایا میرے بعد فتنہ ہوگا پس جب ایسا ہو تو تم
فاذا کان ذلک فالزموا علیا فانہ	لوگ علی سے جدا نہ ہونا کیونکہ وہ فاروق ہے حق
الفاروق بین الحق والباطل	باطل مین تفرقہ کرے گا۔
اخرجہ الرجحی وارسلہ الی اتباعا	(الرجح المطالب ص۲۵)
۱۱ عن ابی رافع قال صلی النبی صلی	ابی رافع سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ
اللہ علیہ وسلم اول یوم الاثنین	نے ابتداے روز دوشنبہ نماز پڑھی اور
وصلت خدیجۃ آخر یوم الاثنین	حضرت خدیجہ نے آخر روز مذکورین
وصلی علی یوم الثلثاء من الغد و	اور حضرت علی علیہ السلام نے سہ شنبہ
صلوا مستخفیا قبل الناس	کے روز اور سات برس تک اور لوگون سے
سبع سنین	قبل خفیہ طور پر نماز پڑھتے رہے
۱۲ عن ابی ایوب الانصاری قال	ابوایوب انصاری سے مروی ہے کہ
قال رسول اللہ صلعم ان الملئکۃ	آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھ پر اور علی پر سات
صلت علی وعلی علی سبع سنین قبل	برس تک ملائکہ نے درود بھیجا قبل اس کے کہ کوئی شخص
ان یسلم بشر (ایضاً ص۵)	مشرف باسلام ہو۔

نوین — عن انس بن مالك قال رسول الله صلعم صلت الملئكة علي و على علي سبع سنين وذلك انه لم ترفع شهادة ان لا اله الا الله الى السماء الا منى ومن على۔ ایضاً

انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک ملائکہ درود بھیجتے رہے اور سوا میری اور علی کی آواز اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کے کسی کی آواز آسمان تک نہیں پہونچی۔

دسوین — عن ابن عباس فى قوله تعالى السابقون الاولون، الخ قال سبق يوشع بن نون الى موسى وسبق صاحب ياسين الى عيسى وسبق على بن ابيطالب الى محمد بن عبد الله صلعم

(اخرجه الضحاك والطبرانى وابن مردويه)

ابن عباس سے مروی ہے کہ آیۂ شریفہ السابقون الخ سے مراد یہ ہے کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب یاسین نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور حضرت علی نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اسلام میں سبقت کی۔

الحج المطالب ۴۰

گیارھوین — عن عفيف قال جئت فى الجاهلية الى مكة فنزلت على العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس ووصلت فى السماء وانا انظر الى الكعبة اقبل شاب فراى ببصره الى السماء ثم استقبل الكعبة فقام مستقبلها فلم يلبث حتى جاء غلام

عفیف کہتا ہے کہ میں ایام جاہلیت میں مکہ آیا اور حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس مقیم ہوا جب آفتاب بلند ہوا اور آسمان کی پوری بلندی پر پہونچا اسوقت میری نظر کعبہ کی طرف تھی کہ ایک جوان شخص آیا اور آنکھیں اٹھا کر آسمان کیطرف دیکھا اسکے بعد کعبہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک صاحبزادہ آیا اور وہ اس جوان کے

فقام عن يمينه فلم يلبث حتى
جاءت امرأة فقامت خلفهما
فركع الشاب فركع الغلام والمرأة
فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة
فخر الشاب ساجدا فسجدا معه
فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من
هذا الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري
من هذا الغلام فقلت لا فقال
هذا علي ابن ابي طالب بن
عبد المطلب هذا ابن اخي
هل تدري من هذه المرأة
التي خلفهما فقلت لا فقال
هذه خديجة بنت خويلد
زوجة ابن اخي هذا حدثني
ان ربه رب السموات والارض
امره بهذا الدين الذي هو عليه والله
ما على الارض كلها احد
على هذا الدين غير هؤلاء الثلثة[1]

۱۰ اپنی طرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ عرصہ نہ گذرا
تھا کہ ایک خاتون آئی اور وہ ان دونوں کے
پیچھے کھڑی ہو گئی اسکے بعد اس جوان نے
رکوع کیا وہ دونوں بھی رکوع مین گئے پھر وہ
جوان کھڑا ہو گیا ان دونوں نے بھی ایسا ہی کیا
اسکے بعد وہ جوان سجدہ مین گیا اور وہ دونوں بھی اسکے ہمراہ
سجدہ مین گئے مین نے عباس سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے
عباس نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ کون جوان ہے مین نے کہا نہین
عباس نے کہا کہ یہ میرے بھتیجے محمد صلعم ہین اسکے بعد کہا کہ تم
اس لڑکے کو جانتے ہو کہ کون ہے مین نے کہا نہین عباس نے کہا یہ میرے
بھائی کے بیٹے علی بن ابیطالب ہین یہ پوچھا اس خاتون کو
جانتے ہو جو دونون جوانون کے پیچھے کھڑی ہے مین نے کہا نہین
عباس نے کہا کہ یہ میرے بھتیجے کی بیوی ہین۔ محمد بن عبد اللہ یہ
بھتیجے کا قول ہے کہ وہ خدا جو زمین و آسمان
کا بنانے والا ہے اسنے اسے یہ حکم دیا ہے کہ وہ
اس دین پر قائم رہے جسپر وہ ثابت قدم ہے
خدا کی قسم تمام عالم مین بجز ان تین آدمیون کے
کسی نے اس دین کو اختیار نہین کیا۔

[1] خصائص نسائی صفحہ ۳-۴ و کامل ابن اثیر جلد ثانی صفحہ ۲۲ مین باختلاف الفاظ و تاریخ طبری جلد اول حصہ دوم صفحہ ۱۱۶۱ مین بھی یہ حدیث درج ہے

بارھویں — عن عمر بن الخطاب قال اشھد — حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ مین

علی رسول اللہ سمعتہ ھو یقول لو ان — شہادت دیتا ہون کہ مین نے رسولؐ اللہ سے

السمٰوات السبع والارضین السبع — سُنا ہے اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین

وضعن فی کفۃ میزان ووضع ایمان — ایک ترازو کے پلے مین رکھے جائین اور علی کا

علی بن ابی طالب فی میزان لیرجح — ایمان ایک پلہ مین تو علی کے ایمان کا پلہ بھاری

ایمان علی (مناقب اخطب خوارزم فصل ۱۲) — ہوگا۔

تیرھویں — عن عمر قال کنت انا وابو عبیدۃ — انھین حضرت سے روایت ہے کہ مین

وابو بکر وجماعۃ من اصحابہ — اور ابو عبیدہؓ و ابو بکرؓ اور ایک جماعت ان کے

اذ ضرب رسول اللہ علی منکب — اصحاب سے موجود تھی کہ اتنے مین رسول اللہؐ نے

علی فقال یا علی انت اول — دوش علی پر ہاتھ مار کر فرمایا یا علی! تم ہر مومن

المومنین ایمانا واول المسلمین — سے پہلے ایمان لانے والے ہو اور ہر مسلمان سے

اسلاما وانت منی بمنزلۃ ھارون من — پہلے اسلام لانے والے ہو اور تم کو مجھ سے وہ

موسیٰ (اخرجہ ابن السمان) — نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی

پندرھویں — مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے:۔

"تسمیہ کرد اورا ابو طالب بہ علی۔ وتسمیہ نمود پیغمبر خدا ابا صدیق ولقب کرد بہ امین در شریف

ہادی ومہدی ویعسوب الائمہ وغیرہ وغیرہ"

سولھویں — اسی طرح جناب شاہ عبد العزیز صاحب فتاوائے عزیزی کی جلد دوم صفحہ ۱۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی

مین رقم طراز ہین:۔

"وتلقیب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہ مرتضیٰ در احادیث دیدہ نہ شدہ و نہ در صدر اول این لقب مستعمل بود

دراحادیث صحیحہ کنیت شان بہ ابوتراب وابوالریحانین وتلقیب ایشان بہ ذی القرنین ویعسوب الدین وصدیق وفاروق وسابق یعسوب الامۃ۔ ویعسوب قریش۔ وبیضۃ البلد۔ وامین۔ وشریف وہادی ومہدی وغیرہ مروی وثابت ست۔

سولھویں

فذھب صاحب السیرۃ وکثیر من اھل العلم ان اول الناس اسلاما علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعمرہ تسع سنین وقیل احدی عشر سنۃ وکان فی حجر رسول اللہ صلعم قبل الاسلام فلم یزل علی مع النبی حتی بعثہ اللہ نبیا فصدقہ علی (تاریخ ابوالفدا جلد اول ص ۱۱۱)

صاحب السیرۃ اور اکثر علما اس امر میں متفق ہین کہ علی بن ابی طالب کل مسلمانون سے سابق الاسلام ہین اور وقت قبول اسلام آپکا سن شریف مختلف اقوال سے نو۔ اور گیارہ سال کا ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے آنحضرت کے آغوش مبارک مین تربیت پائی اور وقت بعثت سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے ہین۔

سترھوین

تفسیر درمنثور جلد پنجم صفحہ (۲۲۸) مین آیہ کریمہ "والذی جاء بالصدق الخ کی تفسیر مین مروی ہے۔

واخرج ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلعم صدق بہ قال علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

یعنی ابوہریرہ کہتے ہین کہ جاء بالصدق سے مراد رسول اللہ ہین اور صدق بہ سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہین۔

اٹھارھوین

آیہ شریفہ:۔

والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم

(پ ۲۷۔ س حدید۔ ع ۲)

جو لوگ خدا اور اسکے رسول پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقون اور شہیدون کے درجہ مین ہونگے۔

امام احمد حنبل نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے
اسی بنا پر خود حضرت نے ممبر پر فرمایا تھا کہ مین صدیق اکبر مون اور علامہ سیوطی نے حضرت کی مدح
مین روایت نقل کی ہے کہ قیامت مین سب سے پہلے آپ ہی آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرینگے اور آپ ہی
صدیق اکبر اور اس اُمت کے فاروق ہین ۔

وعن ابن عباس قال انها نزلت فی علی — ابن عباس رض سے روایت ہے کہ یہ آیت
اخرجہ احمد فی المسند والثعلبی فی تفسیرہ وابن — جناب امیر کی شان مین نازل ہوئی
المغازلی فی المناقب) — ہے ۔

وفی علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ — علی بن ابی طالب کے اسلام کے بارہ مین
واسلامہ فذهب كثير من الناس الى انه — اکثر محققین اہلسنت متفق ہین کہ آپ کبھی مشرک
لم يشرك بالله شيئا ولم يأت لاصنام قط — تھے ہی نہین اور اسلام کی ابتدا آپ ہی سے
كان تابعا للنبی فی جميع افعاله مقتديا به — ہوئی ہے اسلئے کہ آپ نے آغوش رسول مین پرورش
وبالغ وبتوفی ذلك ان الله عصمه وسدده — تربیت پائی تھی اور جملہ امور مین آنحضرت کے
ووفقه بالنبعية لنبيه عليه السلام لانه — قدم بقدم تھے اور خدا نے آپ کو معصوم کیا تھا
كان غير مضطرين ولا مجبورين على فعل — اور رسول کی پیروی کی توفیق عطا کی تھی
الطاعات بل مختارين قادرين فاختار — آپ برضا و رغبت تابع احکام خدا و رسول تھے اور
اطاعة الرب وموافقة امره واجتناب — جملہ منہیات اور لغزشات سے آپ کی ذات گرامی صفات
منهياته (مروج الذہب جلد اول صفحہ ۳۰۶ مصر) — پاک و صاف تھی ۔

بیسوین اکثر مورخین اہل نصاریٰ نے جو اسلامی کتب تواریخ لکھی ہین اُن مین مولائے کونین کے
سابق الاسلام ہونے کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اُس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائین :۔

"مسلمانون کی سب سے بڑی تعداد اِس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کی بموجب درحقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے شکم مادر ہی مین دین اسلام قبول کیا تھا اور جب تک حمل مین رہے اپنی مان کو بُت کے سامنے جھکنے نہین دیا اسی واسطے جب مسلمان نام علی کا لیتے ہین تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہین یعنے (خدا نے اُن کے چہرہ کو بزرگی اور عظمت بخشی ہے) کہ اُنھون نے نہ خود کبھی بتون کو سجدہ کیا اور نہ اپنی والدہ کو کرنے دیا حالانکہ اور کوئی صحابی ایسا نہین ہوا جس نے بتون کو کبھی سجدہ نہ کیا ہو اس واسطے علی اِس حالت کے ساتھ مخصوص کئے گئے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون اور وہ مجھ سے وہی درجہ رکھتا ہے جو ہارون کا موسےٰ سے تھا۔ مین ایک شہر ہون جس مین تمام علوم بند ہین اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ اگر شیاعت خوش طینتی زہد پارسائی عقل ودانائی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو علی ہی ایسا شخص تھا کہ اس قوم مین اس سے بڑھکر کوئی پیدا نہین ہوا۔

(ترجمہ تاریخ الاسلام مؤلفہ مسٹر اوگلی صفحہ ۳۳۰)

جناب امیرؑ کی سابق الایمانی پر اعتراض اور اسکی تردید

افسوس! کہ غیر ملت و مذہب کے اصحاب تو جناب امیر علیہ السلام کا سابق الایمان والاسلام ہونا قبول کرین مگر کثرت ملسنت مسلمان ہوکر اسکو نہ مانین۔ ملاحظہ ہو عروج الاسلام کہ اُس مین جناب مولوی عبدالغفور خان صاحب نے جناب مولائے کونین کی سابق الایمانی پر کس طرح نیش زنی فرمائی ہے وہ یہ ہے:-

"اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت علےؑ ہی سب سے پہلے مسلمان ہوے تھے تو بھی سمجھنا چاہیئے کہ گھر کے ایک نادان بچے کا ایمان لانا اور نہ لانا کیا چیز ہے، اور اسلام کو کیا مدد ملسکتی ہے"

حالانکہ امیر المومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین۔ یعسوب الدین۔ شیر بیشہ ہیجا علے مرتضیٰ وہ شیر خدا ہین جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر کفر کے جلتے چراغ گل کیئے ہین۔ کرار غیر فرار کے دشمن بھی اس امر سے انکار نہین کرسکتے کہ ؎

ہوتا نہ اگر مصقلۂ تیغ قضا رنگ — آئینہ اسلام سے جاتا نہ کبھی زنگ
تھا ضیغم یزدان کی لڑائی کا نیا ڈھنگ — دو کر دیا دم مین حق و باطل کو دمِ جنگ

دینداروں کی بستی ہوئی ویرانہ جہان تھا
وان خانۂ حق بنگیا بتخانہ جہان تھا

حق کو نہ سمجھتا تھا کوئی خلق مین مطلق — ہر بت کو خدا جانتے تھے جاہل و احمق
جاری یہ ہوا خلق مین فیضِ اسدِ حق — آگے کبھی کبھی تھی جس دین کی یہ رونق

مردود جدا ہوگئے مقبول جدا ہین
دیکھو تو ہین کانٹے ہین جدا پھول جدا ہین

لیکن صغر سنی کے اعتراض سے صرف نفس رسول ہی کے فضائل پر حملے کیئے جاتے ہین ورنہ اپنے اصحاب کبار کو اسی صغر سنی مین اسلام لانے سے عرش پر چڑھاتے ہین جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اسلام لانے پر الفاروق مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

"عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر ہی کے ساتھ اسلام لائے بہرحال ان کے بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل ان کو بچپن ہی کے زمانہ مین گنجینۂ مراد ملا"

حالانکہ ان کے حالات "امنوا وعملوا الصلحت" کا اندازہ حضرت مولوی خواجہ نظامی صاحب کے اس کلام سے بخوبی ہوتا ہے جو صاحب ممدوح نے مجلس شوریٰ کے احوال مین آپ کی نسبت

لکھا ہے جسکی نقل یہ ہے:-

"ایک شخص (حضرت عمر سے مخاطب ہوکر) بولا کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلافت کیوں نہین دیتے؟ آپنے فرمایا جب خدا تجھے غارت کرے تو نے یہ مشورہ خدا کے واسطے نہین دیا اور مسلمانون کے فائدے کے لئے جو شخص (یعنی عبداللہ بن عمر) اپنی بیوی کو طلاق دینے مین ٹھیک فیصلہ نہ کرسکتا ہو وہ مسلمانون کا کیا خاک فیصلہ کرے گا"۔

(منقول از محرم نامہ صفحہ ۱۴)

اسپر شبلی صاحب "النبدوہ" مین ان کے ایمان واعمال حسنہ کی بہت کچھ ثنا وصفت کرتے ہین۔ اور کیون نہ کرین۔ اِسلئے کہ آل رسول کے ساتھ جو طرز عمل آپکے والد ماجد کا تھا وہی آپکا بھی تھا۔ چنانچہ جب امیر المومنین علیہ السلام خلیفہ ہوے تو آپنے اُن جناب کی توبعیت نہ کی مگر یزید کی خلافت کے اِسقدر حامی تھے کہ جب بعد واقعۂ کربلا لوگون نے یزید سے نکث بیعت کرنی چاہی تو آپ مانع ہوے اور اِس کار خیر مین اسقدر حصّہ لیا کہ ایک من گھڑت حدیث لوگون کے سامنے پیش کردی جس سے لوگ صراط مستقیم سے باز رہے"۔ اسی طرح عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت مین حجاج بن یوسف ثقفی کی بیعت کیلئے آدھی رات کو پہنچے۔ اور جب اس نے کہا کہ ایسی جلدی کیا ہے صبح کو کر لینا تو یہ حدیث بیان کی کہ جو شخص امام وقت کی بیعت کیے بغیر مرجائے تو وہ حالت کفر مین مرتا ہی۔ حجاج نے جو کہ دشمن اسلام تھا یہ اعتراض کیا کہ علی بن ابیطالب کے وقت یہ حدیث تمکو یاد نہ رہی تھی۔ اسوقت میرا ہاتھ خالی نہین ہے۔ اگر تمھین ضرورت ہے تو میرے پاؤن سے بیعت کرلو۔ چنانچہ اِسکے قدم چوم کر چلے آئے۔ یہ واقعات تاریخ بلاذری۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ کامل۔ تاریخ طبری اور روضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ مین موجود ہین (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۶۴۳)

الغرض روایات متذکرۂ بالا سے ثابت ہوا کہ نفس رسول ہی سب سے اول ایمان لائے اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ ہی کو صدیق اکبر و فاروق اعظم کے القاب عطا فرمائے لیکن حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے باوجودیکہ بعض احادیث کے وہ خود بھی راوی ہین خلافت کی طرح یہ القاب بھی چھین لئے۔ پھر ان کے ہواخواہون نے وضعی روایتین وضع کرکے اسکو شہرت دی جن کا بطلان خود انھین کے بیانات اور تحریرات سے ہوتا ہے جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے کہ

"صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق رکھا تھا"

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے۔ اِس کی نقل یہ ہے:-

محمد بن شعبی کاتب واقدی از زہری — شعبی نے زہری سے روایت کی

روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل — ہے کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ اہل کتاب یعنی

اول مرا فاروق خواندند مسلمانان متابعت — یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے مسلمان

ایشان کردند واز پیغمبر صلعم چیزے دریں باب — بھی وہی کہنے لگے حالانکہ پیغمبر خدا صلعم نے اس بارے

بما نرسیدہ جلد دوم صفحہ ۶۵ — مین مطلقاً کچھ نہین فرمایا۔

یہی ابن جریر طبری کا قول ہے اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ

عن صالح بن کیسان قال قال — یعنی اہل کتاب نے سب سے پہلے عمر کو

ابن شہاب بلغنا ان اہل الکتاب کانوا اول — فاروق کہا۔ اسکے بعد مسلمان بھی یہی کہنے لگے

من قال عمر الفاروق وکان المسلمون یاتون — لیکن یہ خبر کسی سے ہم کو نہین ملی کہ رسول اللہؐ

ذلک من قبلہم ولم یبلغنا ان رسول اللہ صلعم ذکر من ذلک شیئا — نے ان کو فاروق کہا ہو۔

اب مین ناظرین کی توجہ مولائے کونین یعنے ابوالحسنین علیہ السلام کے ذاتی و صفاتی حالات کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہون جو علماء اہلسنت نے بتوضیح و تصریح لکھے ہین۔ از انجملہ

یہ ہے :-

"خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علے مرتضیٰ ؑ کو ایک نور سے خلق فرمایا ہے"

اور جبکہ علماے اہلسنت اس امر مین متفق البیان ہین کہ مردون مین علیؑ اور عورتون مین خدیجۃ الکبری سب سے پہلے ایمان لائے تو ایسی صورت مین اُن جناب کی سابق الاسلامی کے متعلق بحث کرنا ایک فضول امر ہے۔ ہان اگر آپ کا پہلا مذہب دین محمدی کے خلاف ہوتا تو اُس وقت آپ کے مقابلہ مین دوسرون کا ایمان و اسلام پیش کرکے بحث ومباحثہ ہوسکتا تھا علے مرتضیٰ ؑ نے تو رسول اللہ ؐ کی گود ہی مین مثل فرزند کے پرورش پائی ہمیشہ آنحضرت کی صحبت مین رہے اور وہ جناب عہد طفولیت ہی سے اِس دین پر تھے جس دین پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ کے رگ و ریشہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم۔ تربیت اور صحبت کا اثر تھا۔ وہ جناب اُن جمیع صفات سے بجز نبوت و رسالت متصف تھے جو آنحضرت صلعم مین تھے۔ آپنے ایک پل بھی کفر اختیار نہین کیا۔ جب کہ آپ بطن مادر مین تھے تو آپنے اپنی مان کو بھی بتون کے سامنے جھکنے نہین دیا جیسا کہ تذکرہ خواص الامہ مین ہے۔

عن ابن عباس قال کانت امہ اذا دخلت علی ھبل تسجد لہ وھے حامل بہ علا علے بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی علیًّا

عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ جناب امیرؑ کی والدہ اپنے ایام عمل مین جس وقت ہبل کے پوجنے کیلئے جاتین اور سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیرؑ ان کے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور ان کو سجدہ کرنے سے روکے رکھتے لہذا علی نام رکھا گیا۔

ارجح المطالب
صفحہ ۱۰۱

غرض کہان بت پرست اور کجا بت شکن۔ بجلا بت پرستون کے اِسلام کو بت شکن کے اِسلام

وایمان سے کیا نسبت ع

"چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"

کفر کو ایمان سے۔ ذرہ کو آفتاب سے۔ خار کو گل سے۔ قطرہ کو دریا سے ظلمت کو نور سے کیا

مناسبت ہے

چہ نسبت ہست بہ رندے صلاح و تقویٰ را سماع وعظ کجا نغمۂ رباب کجا،

قولہٗ تعالیٰ

وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا

الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات (پ۲۲۔ فاطر ع۳) اور نہ زندے اور مردے برابر ہوتے ہیں۔

اِس صورت میں محض آپ کے کہنے سے وہ حضرات نہ صدیق اکبر تسلیم کئے جا سکتے ہیں نہ فاروق اعظم ہے

سامان سے کوئی صاحبِ ایمان نہیں ہوتا آئینہ گر اسکندر دوران نہیں ہوتا

ہر اہلِ عصا موسیٰ عمران نہیں ہوتا پہنے جو انگوٹھی وہ سلیمان نہیں ہوتا

لاکھ اوج ہو پشہ کو ہما ہو نہیں جاتا

بت سجدۂ کافر سے خدا ہو نہیں جاتا

یہ چند روایتیں جو ہم نے نقل کی ہیں وہ مفہوماً جناب امیر المومنین علیہ السلام کی سابق الایمانی پر دال ہیں اور بوقت جہاد پیغمبر خدا صلعم کی اعانت و رفاقت پر۔ بدر۔ حنین۔ خیبر خندق وغیرہ وغیرہ میں کفار و مشرکین کے خون کی ندیوں کا بہانا شاہد ہے ہے

فرق اعدا پر مثالِ اژدہا ذوالفقارِ شاہ بل کھاتی رہی

بھائیو! جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی و جان نثاری کا ذرا اپنے افضل الصحابہ سے

جو سن و سال مین من تھے تقابل کرو کہ یار غار بنکر رکاب سعادت انتساب کے ہمراہ گئے تو کفار کو
بر سر غار دیکھکر جزع و فزع کرنے لگے ہر چند پیغمبر اطمینان دلاتے تھے مگر آپ کی تسلی کسی طرح نہین ہوتی
تھی اور بجائے اسکے کہ آنحضرت صلعم کیلئے باعث اطمینان ہوتے خود آنحضرت صلعم کو بار بار اطمینان
دلانا پڑا پس وہ رفاقت ہے جس کا شہرہ آجتک زبان زد خاص و عام ہے ؎

بس کن حدیث غار کہ ننگست نزد عقل ۔۔۔ آن حزن و بیقراری شیخ معظم

اور ادھر نفس رسول اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ فرش رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلا خوف و خطر
سوتے ہین ۔ باوجودیکہ ان کا یقین تھا کہ مشرکین و کفار آج کی شب بقصد ہلاکت جناب رسول خدا
آنے والے ہین اور مجھے رسول اللہ سمجھ کر ہلاک کر دینگے مگر اپنی جان عزیز کی مطلق پرواہ
نہین کرتے ؎

شب ہجرت شدہ آمادہ ایثار حیات ۔۔۔ جز علی کیست کہ این طرز وفا می داند

اللہ رے ولی خدا کا مرتبہ کہ اللہ جلشانہ اپنے ملائکہ مقربین حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل
کے مقابل نفس رسول پر فخر و مباہات کرتا ہے جیسا کہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ ومن الناس من یشری
نفسہ ابتغاء الخ کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :-

بخ بخ من مثلك یا علی ۔۔۔ اے علی! مبارک ہو کون تمھارا مثل ہے

بن ابیطالب یباهی الله بك ۔۔۔ کہ خداوند جلیل اپنے ملائکہ کے مقابل مین تم پر

الملئکة ۔۔۔ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۸۳ ۔۔۔ فخر و مباہات کرتا ہے ۔

یہ حال شب ہجرت کا ہے جو مفصل جلد دوم مین تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ قابل ملاحظہ ہوگا

ولادت حضرت امیرؑ کعبہ مین

اس مرتبہ عظمے کے سوا ولی خدا کی منزلت بھی سب پر روشن ہے کہ ؎

علی کو حق نے اتارا تھا عین کعبہ مین ۔۔۔ کھلی جو آنکھ تو پہلے خدا کا گھر دیکھا

اِس مرتبت کو خواجہ معین الدین چشتی رح نے ایک دلچسپ رباعی مین کیا خوب نظم فرمایا ہے۔

رباعی

وقتیکہ کعبہ مرتضےٰ شد پیدا — در ارض و سما جلوہ نما شد پیدا

جبریل ز آسمان فرود آمد و گفت — فرزند بخانۂ خدا شد پیدا

علامہ ابن صباغ مالکی جو اعاظم اہلسنت سے ہین اپنی کتاب فصول المہمہ مین رقمطراز ہین

ولد علی بمکۃ المشرفۃ داخل البیت — یعنی حضرت علی مکہ مشرفہ مین اندرون خانۂ

الحرام فی یوم الجمعۃ الثالث عشرۃ — کعبہ۔ تیرھوین ماہ رجب ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ

من شھر رجب الاصم رجب الفرد — متولد ہوے اور آپ کے سوا کوئی خانۂ کعبہ مین

ثلاثین من عام الفیل ولم یولد فی البیت الحرام — پیدا نہین ہوا تھا اور یہ وہ فضیلت ہے کہ خدا نے

احد سواہ وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالی بھا — محض اظہار جلالت قدر۔ وعلو مرتبت کیلئے

اجلالا لہ واعلاء الرتبۃ واظہار التکرمۃ — کرامت خاص آپ ہی کو عطا کی تھی۔

اور علامہ محمد بن یوسف گنجی شافعی نے ایک طولانی روایت کتاب کفایۃ الطالب مطبوعہ مصر ۶۹ھ کے صفحہ (۲۶۹) پر جناب علی بن ابیطالب کی ولادت و فضیلت کے بارے مین تحریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

"جابر بن عبداللہ انصاری صحابی راوی ہین کہ ایک روز مین نے جناب رسول اللہ صلعم سے جناب امیر کی ولادت کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ تم نے بہترین مولود کے بارے مین سوال کیا جو بمشابہت حضرت مسیح پیدا ہوا خدا نے علی کو ہمارے نور سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے نور سے اور ہم دونون ایک نور سے تھے پھر خدا نے ہم دونون کو صلب آدم سے طرف اصلاب طاہرہ کے منتقل کیا اور ہر منتقل مین علی ہمارے ساتھ تھے یہان تک کہ ہم بہترین رحم حضرت آمنہ مین آئے اور علی کو

اُس رحم کی سپرد کیا جو بہترین رحم تھا یعنے رحم فاطمہ بنت اسد۔ حضرت فرماتے ہین کہ بہلے زمانہ مین ایک مرد زاہد و عابد تھا اس نے ایک سو ستر سال خدا کی عبادت کی تھی اور ایک حاجت بھی خدا سے نہین چاہی تھی خداوند عالم نے ایک روز ابو طالب کو اس کے پاس پہونچا دیا اُس نے اپنے پاس بٹھایا اور بعد استفسار سکونت حسب و نسب سر پر بوسہ دیکر فرمایا مجھے الہام ہوا ہے کہ تم سے ایک فرزند ہوگا جو ولی خدا ہوگا۔ جب جناب امیر پیدا ہوے تو تمام زمین منور ہوگئی اور ابو طالب کہنے لگے ایہا الناس! آج ولی خدا خانۂ کعبہ مین پیدا ہوا صبح کو داخل خانۂ کعبہ ہوے تو کہا اے خداوند عالم اپنے امر خفی کو جو اس طفل کے بارے مین ہے ظاہر فرما۔ اسپر ایک ہاتف کی آواز آئی۔ اے اہلبیت نبی مصطفےٰ خدا نے تم کو خاص کیا ہے ولد ذکی سے اُسکا نام نکلا ہے جو مشتق ہے علی اعلےٰ سے۔

حدیث حضرت فاطمہ بنت اسد کی فضیلت مین

اِس موقع پر ہم آپ کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کے متعلق بھی ایک روایت تذکرہ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا مدونہ مولوی محمد نظام الدین حسن خان صاحب مشی المذہب سابق جج مجلس عالیہ عدالت دولت آصفیہ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ کے صفحہ ۲۷ سے نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ وہ خاتون کس مرتبے اور درجے کی تھین۔ وہ یہ ہے :-

"جب حضرت فاطمہ بنت اسد خوشدامن حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلعم نے اپنی قمیص اُن کو پہنائی اور نماز جنازہ پڑھائی۔ دعاے خیر مانگی اور قبر مین رکھنے کے قبل آپ خود قبر مین لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد نکلکر حضرت فاطمہ بنت اسد کو دفن فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ یہ آپکا بالکل نیا ہے آپنے کبھی ایسا نہین کیا آپنے فرمایا کہ قمیص اسلئے پہنائی کہ اللہ رحمت کرے اور قبر مین اسلئے لیٹا کہ خداوند تعالی جل شانہ اُس مین وسعت دے اور فرمایا کہ یہ میری دوسری ماں ہین۔ ابو طالب کے بعد یہ میرے ساتھ

بہت محبت فرماتی تھین اور بہت خلق سے پیش آتی تھین۔ حضرت جبرئیل نے خبر دی ہے کہ یہ عورت اہل جنت سے ہے اور ستر ہزار فرشتون نے آپکی نماز جنازہ پڑھی۔

سبحان اللہ! کیا انصاف ہے کہ جس ولی خدا نے ایام طفولیت مین رسالت اور نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی جو بطن مادر مین بھی کفر و شرک سے پاک رہا۔ جس کو اوائل عمر مین ہی وصی و خلیفۂ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو ابتدا بعثت سے تا وقت رحلت مصیبت و سختی کے وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاون و مددگار رہا۔ جس ضرغام الٰہی نے دین خدا کی اشاعت مین نامی گرامی کفار کو تہ تیغ کیا جس کی ہمت و شجاعت پر بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

"چون علی کرم اللہ وجہہ بدفع مشرکان مشغول شد رسول اللہ صلعم فرمود اے علی می شنوی
مر ترا کہ ملک رضوان بر آسمان مے گوید لا فتیٰ الا علی، لا سیف الا ذوالفقار"

جسکے خدا اور رسولؐ مداح و ثناخوان ہون۔ اُس کے ایمان اور جان نثاری پر تو اہلسنت پڑھ دین اور جو لوگ اسلام اور ہادی اسلام کے پکے دشمن ہون اور اسلام لانے کے بعد بھی پیغمبر خدا کی حیات و ممات مین کینہ دیرینہ کا اظہار اپنی رفتار گفتار۔ اعمال و افعال اور حرکات و سکنات سے رسولؐ اور آل رسولؐ کے ساتھ کرتے رہے اُن کو سابق الاسلام یار وفادار۔ اور جان نثار رسول بتائین چنانچہ کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نازک وقت مین آپ اصحاب کو جان نثار رسول صلعم بتاتے ہین اسوقت مین کوئی شخص اتنا دشمن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ تھا جتنے کہ حضرت عمرؓ تھے یہان تک کہ ایک روز تلوار گلے مین حمائل کر کے آنحضرتؐ کے قتل کرنے کو چلے چنانچہ اب ہم اُن کے اسلام لانے کا سال جس کو جناب شمس العلما، مولوی شبلی نعمانی نے لکھا ہے بقدر ضرورت اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

حضرت عمر کا خانہ کعبہ مین قتل کرنے کا ارادہ کرنا

حضرت عمر ابھی تک اسلام سے بالکل بیگانہ تھے ان کے کانون مین جب یہ صدا
پہونچی تو سخت برہم ہوے یہان تک کہ قبیلے مین جو لوگ اسلام لا چکے تھے ان کے دشمن
بنگئے لیکن ان کے خاندان مین ایک کنیز تھی جس نے اسلام قبول کرلیا تھا اسکو سخت سزا
مارتے اور مارتے مارتے جب تھک جاتے تو کہتے ذرا دم لیلون پھر ماروں گا لیکن کے سوا اور
جس جس پر قابو چلتا تھا زدوکوب سے دریغ نہین کرتے تھے آخر مجبور ہوکر فیصلہ کیا کہ
نعوذ باللہ خود بانی اسلام کا قصہ پاک کردون۔ تلوار کمر سے لگا سیدھے رسول اللہ کی جانب
چلے۔ کارکنان قضا نے کہا ع آمدان اے کہ ما میخواستیم راہ مین اتفاقاً نعیم بن عبداللہ
مل گئے ان کے تیور دیکھکر پوچھا خیر تو ہے بولے محمد کا فیصلہ کرنے جاتا ہون انھون نے
کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو کہ خود تمھاری بہن مسلمان ہوچکی مین فوراً چلے اور بہن
کے یہان پہونچے وہ قرآن پڑھ رہی تھین ان کی آہٹ پاکر چپ ہوگئین اور قرآن کے
اجزا چھپا لیے لیکن آواز ان کے کانون مین پہونچ چکی تھی بہن سے پوچھا یہ کیا آواز
تھی بہن نے کہا کچھ نہین بولے کہ مین سن چکا ہون کہ تم دونون مرتد ہوگئے یہ کہکر بہنوئی
سے دست و گریبان ہوگئے اور جب اُن کی بہن بچانے کو آئین تو ان کی بھی خبر لی
یہان تک کہ ان کا بدن لہولہان ہوگیا اسی حالت مین ان کی زبان سے نکلا کہ عمر جو
بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہین سکتا فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھکو
بھی سناؤ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لاکر سامنے رکھدئے جب اس آیت پر پہونچے۔
"امنوا باللہ ورسولہ" تو بے اختیار پکار اُٹھے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد
رسول اللہ جہان رسول اللہ پناہ گزین تھے حضرت عمر نے آستانہ مبارک پر پہونچکر دستک دی
چونکہ شمشیر کمر کئے گئے تھے اس لیے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہؓ نے کہا کہ آنے دو

اگر مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُس کا سر قلم کر دیا جائے گا حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ خود آگے بڑھے اور اُن کا دامن پکڑ کے فرمایا کیون عمر کس ارادے سے آیا ہے نبوت کی پر رعب آواز نے اُن کو کپکپا دیا نہایت خضوع کے ساتھ عرض کی کہ ایمان لانے کے لئے۔ آنحضرت بے ساختہ اللہ اکبر پکار اُٹھے اور ساتھ ہی تمام صحابہ نے ملکر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ تمام پہاڑیان گونج اُٹھین حضرت عمر کے اسلام لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا۔ (الفاروق حصۂ اول صفحہ ۲۴ و ۲۵)

اسی طرح جناب خان صاحب رامپوری اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ مین کرتے ہین کہ :-

"ابتدائے اسلام کی تاریخ مین ان (حضرت عمرؓ) کا مسلمان ہونا ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے بلکہ محققین کے نزدیک تو وہ ایسا امر ہے کہ بعثت کے بعد اسلام کی عزت و جلال کے لئے جو دوسرا امر ہے وہ یہی ہے (سورج اسلام جلد ششم صفحہ ۱۴)

جناب شبلی صاحب کے اس ارشاد سے کہ "حضرت عمر کے ایمان لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا ہے" ہم کو بھی اتفاق ہے۔ بلاشبہہ یہی تو وہ دور ہے جس کی نسبت ہم عبدالکریم شہرستانی کا قول حدیث قرطاس کے متعلق مسئلہ فضیلت صحابہ کے جواب مین نقل کر آئے ہین کہ "پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی تھی اور پہلی نزاع اسلام مین حضرت عمر سے قائم ہوئی" لاریب محققین کے نزدیک اسی دور مین شجر فتنہ و فساد کا تخم سقیفہ مین بویا گیا جو ایسے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ ایک دین حق کے تہتر ٹکڑے ہو گئے۔ جس کی وجہ سے آل نبی و اولاد علی کی قربانیان مثل گوسفند کی گئین واحسرتاہ واأسفاہ ؎

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے — کی تھی ریاضت اُسپہ علی و بتول نے
پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے — تیغون سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمن روزگار مین
پامال ظلم ہوگیا فصل بہار مین

پس یہ دور جس طرح تیرہ سو برس سے یادگار چلا آتا ہے اسی طرح تا دور شمس و قمر اسلامی دنیا مین یادگار رہے گا ؎

چھپاؤن مین لاکھ سوزِ غم کو فغان کا شعلہ بھڑک اُٹھے گا
دل و جگر جب تلک جلے گا یہ آگ کیونکر نہان رہے گی

حضرت عمرؓ کے اسلام کے متعلق آپنے بھی جو روایت اسی آیات بینات مین درج کی ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بیش بہا انعام کی طمع پر تلوار گلے مین حمائل کرکے آنحضرت صلعم کے قتل کو چلے تھے اُس روایت کی نقل یہ ہے۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرا ابوجہل نہایت مغرور و شہور و نامور تھے اور اُن کو سب سے زیادہ عداوت بھی پیغمبر صاحب کے ساتھ تھی شب و روز اسلام معدوم ہوجانے کی فکر مین رہتے تھے۔ ابوجہل نے جس کو پیغمبر صاحب کے ساتھ دلی عداوت تھی اپنے بھائیون سے کہا کہ جو کوئی پیغمبر صاحب کو قتل کرے اور اُن کا سر میرے پاس لائے اسکو ہزار اشتر سرخ بال والے اور بہت سے دینار صلہ مین دونگا چنانچہ حضرت عمر نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور پیغمبر صاحب کے قتل کے ارادے سے چلے جب دولت سرا پر پہونچے کوئی دروازہ کھولنے کو نہ اُٹھا مگر حضرت امیر حمزہؑ چچا پیغمبر صاحب کے یہ کہکر اُٹھے کہ وہ ایک دمی ہے اگر اطاعت کے ارادہ پر آتا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر۔ چنانچہ حضرت عمر اندر داخل ہوئے جناب پیغمبر صاحب بنفس نفیس اُٹھے اور اُن کو ایسا دبایا کہ اُنکی آنکھین نکل پڑین

(آیات بینات صفحہ ۰ مطبع مصطفائی)

پس جبکہ ان تمام روایتون سے حضرت عمرؓ کی دشمنی و عداوت اور طمع و حرص خود محققین اہلسنت کے بیان سے ثابت ہے تو اب ماہین ہمارے اور اہلسنت کے اختلاف اس امر مین ہے کہ اسلام لانے کے بعد وہ ان کی اس عداوت اور طمع کو ان کے کمال ایمان اور جان نثاری سے مبدّل کرکے ان کو تمام اُمت سے ایمان مین اکمل اور مرتبہ مین اعلےٰ اور افضل و فلکِ اسلام کا مہر و ماہ سمجھتے ہین اور ہم اُن کو اسلام لانے کے بعد بھی ویسا ہی۔ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر اسلام اور آنحضرت صلعم کا مخالف جانتے ہین اسلئے کہ گو اس وقت اُن کو بسبب شدت نبوت و جلالت مآلت آنحضرت صلعم پر تلوار اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن وہ عداوت جو پنہان تھی آخر کار آنحضرت صلعم کے حج آخری کے وقت سے عیان ہونے لگی۔ چنانچہ بعد برخاست جلسۂ غدیر خم جناب امیر المومنینؑ سے حسد کرنا۔ ہر بات مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرنا۔ لشکر اُسامہ سے تخلف کرنا۔ فرمان مصحف ناطق کو ہذیان بتانا۔ جسد بے جان کا دفن و کفن چھوڑ کر حصول حکومت کی غرض سے خلافت پر قابض ہو جانا۔ بنی ہاشم سے خاص عداوت و عناد رکھنا۔ شاہ ولایتؑ اور اہلبیت نبویؐ کے حقوق تلف کرنا۔ بھائی اور وصی رسول اللہؐ پر بیعت کے لئے ببر کرنا بصورت انکار قتل کی دھمکی دینا۔ ایوان نبوت و رسالت کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑی لے جانا جگر گوشۂ رسول اللہؐ کو میراث پدری سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کر لینا آل رسولؐ پر مس کو بند کرنا مجلس شورےٰ قائم کرکے آل رسولؐ اور اولاد بتولؑ کی حقارت اور ہلاکت کی بنیاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ واقعات ان کی اس مخالفت پر مثل آفتاب روز روشن شاہد ہین۔ بھائیو! یہ جلوے اور ان کے افعال و کردار ایسے نہین ہین جو کسی کے چھپائے چھپ سکین

پاس احمدؐ کا بھی ہو ظلم کا اقدام بھی ہو　　شیوۂ کفر بھی ہو دعوئ اسلام بھی ہو

اب ہم حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی روایتون کی نسبت جن پر اہل سنت کو بہت کچھ

نازہے یہ عرض کرتے ہین کہ اگر حضرت عمر فی الحقیقت بقول شبلی صاحب اپنی بہن ۔ سے آیۂ کریمہ "امنوا باللہ ورسولہ" سنکر صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو جو تلوار گلے مین حمائل کرکے پیغمبر خدا صلعم کے قتل کو چلے تھے اسکو وہین پھینک دیتے ۔ حالانکہ یہ تلوار آستانہ رسالت تک آپ کی گردن مین حمائل تھی بلکہ یہ امر تو آپ کی بدنیتی[1] پر دلالت کرتا ہے ۔

[1] اس واقعہ مین حضرت عمر کی بدنیتی پر دلالت کرنے والے بہت سے روایات ہین جنمین سے بعض کو ہم انسان العیون حلبی سے نقل کرتے ہین ۔ راوی کہتا ہے ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تمہارے خداؤن کو بُرا کہا اور تمہارے عقول کی تسفیہ کی اور گمان کیا کہ جو لوگ تمہارے اسلاف سے گذرے ہین وہ آگ مین گرادیے جائینگے آگاہ ہو کہ جو شخص محمدؐ کو قتل کرے گا اوسکو مین سو ناقہ سُرخ اور سو رنگ کے دونگا اور ہزار وقیہ چاندی دونگا ۔ اور بنا بر قول دیگر یہ قرار دیا تھا کہ جو قتل کرے گا اوسکو اتنے اتنے وقیہ سونا اور اتنے وقیہ چاندی اور اتنے اتنے مشک نافے اور اتنے اتنے حلے وغیرہ دیئے جائینگے ۔ عمر نے کہا کہ مین اس کام کو انجام دونگا لوگون نے کہا کہ اے عمر ضرور تم اس کام کے قابل ہو اور اسپر عہد اُن سے کرلیا ۔ عمر کہتے ہین کہ مین تلوار حمائل کرکے اور پہلو مین ترکش لگا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرکے نکلا تھا کہ گذر میرا ایک گوسالہ کی طرف سے ہوا جو ذبح کیا جارہا تھا مین نے اُس گوسالہ کے شکم سے آواز سنی کہ اے آل ذریح ایک پکارنے والا بزبان فصیح پکار رہا ہے ۔ دعوت کررہا ہے شہادت ان لاالہ الااللہ وان محمدا رسول اللہ کی طرف مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس امر سے سوائے تمہارے اور کونسی مراد نہین ہے اور ذریح نام تھا اُس گوسالہ کا ۔ ذبح کیا جارہا تھا اور ذبح اسکو خون کے رنگت کے سبب سے کہتے تھے نہ وہ سُرخ رنگ کا تھا اور عرب مین احمر ذریحی اوس سُرخ رنگ کو کہتے ہین جس مین سُرخی تیز ہو ۔ راوی کہتا ہے کہ عمر پھر ایک ایسے شخص کی طرف سے ہوکر گذرے جو اسلام لاچکا تھا اور اپنا اسلام اپنی قوم کی ڈر سے چھپاتا تھا اُسکو نعیم کہتے تھے یہی حبیب بن نحام کا بیٹا جیسا کہ گذرا اُسنے پوچھا کہ اے ابن خطاب! کہان چلے ؟ عمر نے کہا کہ (معاذاللہ) اس بیدین کی طرف جاتا ہون جسنے قریش کے امر کو متفرق کردیا ہے اور اُن کے عقول کی تسفیہ کی ہے اور اُن کے خداؤن کا بدنو ہے مین اُسے قتل کرون گا ۔ نعیم نے ان سے کہا کہ تجکو تیرے نفس نے فریب دیا ہے کیا تجکو یہ خیال ہے کہ بنی عبد مناف زمین پر چلتا ہوا تجکو چھوڑدینگے حالانکہ تو نے محمدؐ کو قتل کیا ہو ۔ بہتر ہے کہ تو اپنے گھر والون مین جاتا کہ اُن کے امر کا سرپرست ہو ۔ عمر نے کہا کہ میرے اہلبیت کون ؟ اُسنے کہا کہ تیرے بہنوئی اور ابن عم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور تیری بہن کہ یہ دونون اسلام لاچکے ہین ۔

بہرکیف اگر حضرت عمرؓ صدق دل اور خلوص ایمان سے جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت مین حاضر و موجود ہوتے اور اُن کا اِسلام لانا بسبب برکت دعاء آنحضرت صلعم ہوتا تو جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نبوت سے آپکے اِسلام لانے اور آمد آمد کا علم ہوجاتا اور اُنکے حاضر ہونے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو اُن کے اِسلام لانے کا مژدہ سُنا کر اُن کے استقبال کرنے کی ہدایت فرماتے اور فرط طرب مین یہ ارشاد فرماتے ع

"آمد آن یارے کہ ما می خواستیم"

اور حضرت عمرؓ کو دیکھکر آنحضرت صلعم اور کل اصحاب خوش ہوہوکر اُن سے بغلگیر ہوتے مگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱) تجکو لازم ہے کہ جاکر اُن کا حال دریافت کر۔ نعیم نے یہ جو کچھ کہا تھا اِس غرض سے کہا تھا تاکہ عمر کو رسول اللہ کے قتل سے باز رکھے اور بقول جو عمرؓ کو ملا تھا وہ سعد بن ابی وقاص تھا اُسنے کہا کہ "کہان کا ارادہ ہے؟ اے عمر!" جواب دیا کہ "مین چاہتا ہون کہ محمد کو قتل کرون"۔ سعد نے کہا کہ "تمھاری یہ طاقت نہین ہے چاہتے ہو کہ محمدؐ کو قتل کرو جو بنی عبد مناف تم کو زمین پر چلتا ہوا چھوڑدین عمرؓ نے کہا کہ تو اسلام کی طرف مائل ہوگیا ہے مین تجھی سے پہل کرتا ہون اور تجھے قتل کرتا ہون سعد نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔ عمرؓ نے اپنی تلوار کھینچی ادھر سعد نے اپنی تلوار کھینچی اور قریب تھا کہ چل جائے پھر سعد نے عمر سے کہا کہ کیا ہوگیا ہے تجکو اے عمر اپنی بہن اور بہنوئی کو پہلے تجھے قتل کرنا چاہیے تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دونون بھی اسلام کی طرف مائل ہوگئے سعد نے کہا ہان۔ عمرؓ نے سعد کو چھوڑدیا اور اپنی بہن کے مکان پر آئے خباب بن ارت بھی اُن لوگون کے پاس پائے گئے۔ اُن کے ساتھ ایک صحیفہ تھا اور سمین سورہ طٰہٰ لکھا تھا۔ اُن لوگون کے سامنے پڑھ رہے تھے کہ عمر نے اُن لوگون کے دھمکانے کی آواز سنی۔ جب آہٹ عمر کی سُنی اُن لوگون نے تو خباب تو غائب ہوگئے اور وہ صحیفہ چھوڑگئے جب مکان مین عمرؓ آئے تو اپنی بہن سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی مین سُن رہا تھا بہن نے اُن کی کہا کہ کچھ نہین ہم لوگ آپسمین باتین کر رہے تھے وہی تم نے سُنین۔ عمر نے کہا کہ قسم بخدا مجھے خبر ملی ہے کہ تم دونون (اپنے بہن بہنوئی کو کہا) نے محمدؐ سے بیعت کرلی ہے اُن کے دین پر اور اپنے بہنوئی پر حملہ کیا اور زمین پر پچھاڑدیا اور اُنکے سینہ پر بیٹھکر اُنکی ڈاڑھی پکڑلی۔ بہن اُن کی اپنے شوہر کو چھڑانے کی غرض سے اٹھین انھین بھی مارا کہ پیشانی اُنکی زخمی ہوگئی جب خون بہتے دیکھا

برعکس اسکے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا آنا گران گذرا۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے دق الباب کیا اور ایک صحابی نے دروازہ سے جھانک کر دیکھا اور ان کا حال حضورؐ مین عرض کیا تو کل اصحاب اُن کے آنے سے متردد ہوے کہ کوئی دروازہ کھولنے کو بھی نہ اُٹھا آخر بقول شبلی صاحب :-

"چونکہ شمشیر بکف گئے تھے اِس لئے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا آنے دو۔ اگر مخلصانہ طور پر آیا ہے تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُس کا سر قلم کر دیا جائے گا"

غرض جب حضرت عمرؓ حضورؐ کے سامنے حاضر کئے گئے تو اُس وقت تک آپ ان کی طرف سے ویسے ہی بدگمان تھے اور اُن کو اپنا اور اسلام کا دشمن جانتے تھے۔ جیسا کہ ابن اثیر جزری کا قول ہے کہ :-

حضرت نبی صلعم خود ہی حضرت عمر کی طرف تشریف لائے اور اُن کے پاس آکر چادر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۰۲) کہنے لگین اے دشمن خدا! تو مجکو اسپر مارتا ہے کہ مین خدا کی توحید کرتی ہون مین ضرور تیری ناک زمین پر گھسنے کیلئے اسلام لائی۔ تجکو جو کرنا ہو کر۔ جب بہن کی یہ حالت دیکھی اپنے بہنوئی پر جو ظلم کیا تھا اُسپر نادم ہوے بہن سے کہا کہ یہ صحیفہ مجھے دو دیکھون تو کیا لائے ہین محمدؐ اور عمر لکھنا جانتے تھے بہن نے اُن کی کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہین تم ضایع نہ کر دو عمر نے قسم کھائی کہ ضرور پڑھنے کے بعد پھیر دینگے۔ بہن نے اُن کی کہا کہ تو نجس ہے اور اسکو سوائے طاہر کے کوئی چھو نہین سکتا۔ اور حلبی نے ایک روایت یہ لکھی ہے کہ عمر کہتے ہین کہ مین نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب شب مین کیا۔ حضرت نے کہا کون ہے؟ مین نے کہا کہ عمر۔ حضرتؐ نے فرمایا تو مجھ کو نہ شب مین چین لینے دیتا ہے نہ دن مین۔ پس مجھے خوف ہوا کہ مجھ پر بددعا نہ کرین۔ لہذا مین نے کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا۔ علاوہ اِس کے حلبی نے بہت سے عجیب وغریب حالات لکھے ہین جنکو دیکھکر ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ دل کا عمرؓ کے کیا حال تھا ۱۲ منہ

کے کنارے سب طرف سے پکڑ لئے اور نہایت زور سے اُسے کھینچکر پوچھا کہ تو کیون آیا ہے ابھی تک تو اپنی شرارت سے باز نہین آیا کیا خدائے تعالیٰ کا عذاب نازل ہونا چاہتا ہے"

(دیکھو عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۴۳)

اور بقول صاحب ابوالفدا مندرجہ جلد اول صفحہ ۱۲۰ چھاپہ مصر:-

"آنحضرت صلعم نے نہایت خشمناک ہوکر فرمایا۔

ما ازال حتی تنزل بک القارعۃ

کہ جب تک تو رہوا اور ذلیل نہوگا ہمیشہ تو اپنے کفر و نفاق ہی پر جمارہے گا"

آخرکار جب حضرت عمرؓ نے جناب حمزہؓ کا کلام سُنا اور ادھر آنحضرت صلعم کو بھی غیظ و جلال مین دیکھا تو گھبرائے اور سوچنے کہ مین تو رسول اللہ کا سر لینے آیا تھا مگر یہان تو میرا ہی سر کٹتا ہے۔ پس ہیبت نبوت و جلالت رسالت نے بقول شبلی صاحب (نبوت کی پرعب آواز نے ان کو کپکپا دیا) اور جب بیان آپکے (ان کی آنکھین نکل پڑین، لہذا اس شخص نے ایسا اثر کیا کہ تمام بدن مین رعشہ پڑگیا اور مجبور ہوکر کلمہ پڑھ لینے ہی مین اپنی جان کی امان کو نظر آئی چنانچہ تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۲۹۶ مین آپ کے اسلام لانے کا یہی سبب لکھا ہے۔ اس روایت کی نقل یہ ہے:-

فخرج الیہ فاخذ رسول اللہ بمجامع ثیابہ وشملتہ نشرۃ فما تمالک عمر ان وقع علی رکبتیہ فقال ما انت بمنتہ یا عمر

پر جب حضرت عمرؓ نے آنحضرت سے سُنی تو آپ باہر آئے اور ان کا کپڑا پکڑکر ایک جھٹکا دیا کہ عمر زانو کے بھل گر پڑے اور فرمایا کہ اے عمر تو باز نہ آئے گا

فقال اشهدان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهدان محمدا عبده ورسوله — جسپر عمر نے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

پس یہ ایمان وہ ایمان ہے جسکی مذمت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

قالوا امنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم (سورۃ المائدۃ) — منھ سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین لیکن اُن کے دل ایمان نہین لائے۔

اور یہی جسے شیعون کا ان حضرت کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ (اصحاب ثلثہ از اول ایمان بہرہ نہ داشتند)۔

افسوس! کہ ہمارے سنی بھائی بقول شاعر ع چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد محض اصحاب ثلثہ کی خاطر حالات اور واقعات پر کیسا پردہ ڈالتے ہین کہ حضرت ابوطالب سے جان نثار جنھون نے آنحضرتؐ کی پرورش کی۔ اور دشمنون سے دس سال تک حفاظت رسالت ونبوت کی تصدیق اور اعلاء کلمۃ اللہ مین ہر طرح کی حمایت واعانت کی اسلام کی خاطر بنی ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب مین تین سال تک آب ودانہ اور ہر قسم کی تکلیفین اُٹھائین۔ اور حضرت خدیجہ رضی خاتون جنھون نے اپنا مال آپ پر نثار کیا اور مژدۂ بعثت سنتی ہی آنحضرتؐ پر ایمان لائین۔ حضرت جعفرؑ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم سے وفادار بہادر جو ہمہ وقت آپکے سینہ سپر رہے اور راہ خدا مین ہجرت کی اور یہان تک جہاد کیا کہ خدا ورسولؐ پر اپنی جانین نثار کردین جس کی شہادت مین خود خدائے عزّوجل فرماتا ہے:۔

فالذین هاجروا واخرجوا من دیارهم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنهم سیاتهم — جن لوگون نے ہمارے لئے وطن چھوڑے اور اپنے گھرون سے نکالے اور ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے۔ ہم ان کی خطاون کو

ولادخلنهم جنت تجری من تحتها	اُن سے ضرور محو کر دینگے اور اُن کو ایسے باغون
الانھٰر ثوابا من عند اللہ واللہ	مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین بہ رہی
عندہ حسن الثواب	ہونگی اللہ کے یہان سے یہ بدلہ ہے اور اچھا
پ ۴ - س - ال عمران ع ۱۹	بدلہ اللہ ہی کے نزدیک ہے۔

ایسے وفادار اور جان نثار ایمان والون کو تو اِسلام اور ہادی اِسلام کے دشمن بتائین اور جن حضرات نے دنیا حاصل ہونے کی غرض سے اِسلام قبول کیا تھا اور جو اِس نازک وقت مین اپنی قوم کی پناہ مین رہ کر امن وامان مین رہے۔ جو ہمیشہ جہاد مین فرار اور رسالت و نبوت مین شک و شبہہ کرتے رہے۔ تا زیست خدا و رسولؐ کی عدول حکمی کو اپنا شعار سمجھتے رہے دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کے دفن و کفن اور نماز جنازہ مین بھی شریک نہوے اُن کو اِسلام اور ہادی اِسلام کا سچا فدائی اور حقیقی جان نثار سمجھین اور حق کو باطل اور باطل کو حق بتائین۔ واہ۔ واہ۔ واہ شعر

جفا کی تم نے او ہم نے وفا کی　　تم اچھے ہم بُرے قدرت خدا کی

قال

پس غور کرنے کا مقام ہے کہ جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا۔ اور سب سے پہلے پیغمبر صاحب کے کہنے کو سچ جانا اور اول اول ہی آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور بلا توقف اور بلا تامل کلمۂ شہادت پڑھا اور بلا صلاح ومشورہ اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کے اپنے قدیمی دین کو چھوڑکر اور اپنے بھائی بندون سے علیحدہ ہوکر آپ کا دامن پکڑا اور اپنے دوست اور آشناؤن سے مخالفت کرکے غاشیۂ اطاعت نبوی اپنے دوش پر رکھا تو ایسے لوگون کا جو ایسے نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہو۔ مون کو نہایت قوی سبب ہوگا ورنہ یہ بات سب جانتے ہین کہ اپنے دین کا چھوڑنا اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اپنے عیش وآرام کو ترک کرنا اور مصیبت وایذا اور تکلیفین اٹھانا بلا کسی خاص سبب کے کسی کو گوارا نہین ہوتا۔

دولت سے محبت مین سحاب کے ایما سے کاوش قوی سبب ہوہ

(آیات بینات)

اقول

ایمان و اسلام مین فرق

جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا تھا اور سب سے پہلے پیغمبر خدا کے کہنے کو سچ جانا تھا اُن مین اگر اصحاب ثلثہ شامل ہین تو آپ کو یہ امر کتب امامیہ سے ثابت کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اُن کا ایمان شیعون کے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہین پہونچا جیسا کہ جناب غفران مآب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب مین تحریر فرماتے ہین :-

کہ اول ایمان اصحاب ثلثہ باثبات	پہلے اصحاب ثلثہ کا ایمان ثابت کرنا چاہیئے
باید رسانید بعد ازین باین افسانہ بیہودہ ترنم	بعد اسکے یہ بیہودہ افسانہ گانا چاہیئے اسلئے
باید نمود زیرا کہ دانستی کہ مسالک امامیہ دین	کہ انکے ایمان کے بارے مین امامیہ کا یہ مقولہ
باآن ست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول زایمان	ہے کہ اصحاب اول ہی سے ایمان سے بہرہ
بہرہ نہ داشتند	نہ رکھتے تھے -

البتہ ان کے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہین لیکن اسلام اور ایمان مین فرق ہے اور یہ تفریق کچھ شیعون نے ہی نہین کی ہے بلکہ اِس کا فرق قول باری تعالیٰ سے روشن ہے :-

وقالت الاعراب اٰمنا قل لم	اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہی رسول
تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل	انسے کہو کہ تم ایمان تو نہین لائے ہان یہ کہو کہ اسلام
الایمان فی قلوبکم	لائے ایمان تو تمھارے دلون مین بیٹھا ہی نہین -

ابتداے بعثت مین اصحاب ثلثہ کے اسلام لانیکی تردید

اور اصحاب ثلثہ کا تو ابتداے دعوت مین اسلام لانا بھی کتب اہلسنت سے ثابت نہین ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا تو خود حسب روایات اہلسنت بعثت نبوی سے چھ برس کے بعد

معلوم ہوتا ہے اور اُسوقت تک متعدد اشخاص دائرۂ اسلام مین داخل ہو چکے تھے جن کی تعداد خود آپنے قریب چالیس آدمیون کے بتائی ہے پس اس زمانہ کو ابتدائی زمانہ کون کہتا ہے۔ ہان اگر اہلسنت نے انھین کے اسلام لانے کی تاریخ سے یہ حساب لگایا ہو اور اُس تاریخ سے دعوت اسلام کی ابتدا شروع کی ہو تو وہ اور بات ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی سابق الاسلامی بھی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچی اسلئے کہ خود محققین اہلسنت کو اس مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ دس پانچ آدمیون کے اسلام لانیکے بعد مسلمان ہوے تھے اور کسی کا بیان ہے کہ پچاس آدمیون کے بعد اسلام لائے تھے اور وہ روایتین یہ ہین :-

پہلی	اخرج ابن عساکر بسند جید	بسند معتبر ابن عساکر نے محمد بن ابی وقاص
	عن محمد بن ابی وقاص انه	سے روایت کی ہے کہ اُس نے اپنے باپ سعد
	قال لابیه سعد وکان ابوبکر	سے پوچھا کہ کیا ابوبکر سابق الاسلام تھے؟
	الصدیق اولکم اسلاما قال	تو اُسنے کہا نہین بلکہ اُن سے پہلے پانچ
	ولکنه اسلم قبله اکثر من	آدمیون سے زیادہ اسلام لا چکے تھے۔ لیکن
	خمسة ولکن کان خیرنا اسلاما (تاریخ الخلفا)	اسلام اُن کا بہتر تھا۔
دوسری	حدثنا ابن حمید کنا نه	ابن حمید نے محمد بن موسیٰ سے
	بن جبلة عن ابراهیم بن طهمان	روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے
	عن الحجاج بن الحجاج عن قتادة	اپنے باپ سے پوچھا کیا ابوبکر تم لوگون
	عن ثعالب بن الجعد عن محمد	سے پہلے اسلام لائے تھے؟ اُس نے
	بن موسیٰ قال قلت لابی کان	کہا کہ نہین بلکہ اُن سے قبل پچاس آدمی
	ابوبکر اولکم اسلاما فقال لا	سے زیادہ اسلام لا چکے تھے مگر ابوبکرؓ

واسلم قبله اکثر من خمسین ولکن کان — کا اسلام لانا ہم سے افضل تھا۔

افضلنا اسلاما — تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر

اِن روایتون سے اُن کی سابق الاسلامی باطل ہوگئی۔ اب رہا یہ کہ "جو لوگ نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہون تو ان کے اِسلام لانے کا کوئی قوی سبب ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جو اصحاب متقین اور صالحین تھے اُن کے ایمان لانے کا قوی سبب بستگاری آخرت تھی ان لوگون مین سے بعض تو آنحضرت صلعم کے عزیز تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے اور کثر مومنین صالحین مثل حضرت عثمانؓ حضرت یاسرؓ حضرت بلالؓ وغیرہ وغیرہ کے جو مثل عزیزون کے تھے اُن کے ایمان کا یہ حال تھا کہ نہ کبھی اُنھون نے بعد لانے ایمان کے آنحضرت صلعم کی نبوت اور رسالت مین شبہہ کیا اور نہ کسی امر مین اپنے پیغمبر کی مخالفت کی۔ اور بعض تو اسی نازک زمانے مین اپنی جانین خدا اور رسولؐ پر نثار کر گئے جیسا کہ حضرت عمارؓ کے والدین یعنی حضرت یاسر و حضرت سمیہ کا کفار مشرکین کے ہاتھون سے اذیت اُٹھانا اور شہید ہوجانا کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے ہم بعض روایات کی نقل اِس جگہ کرتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

جماعت مین صحابہ نا اہلون کے اسلام لانے کے اسباب

پہلی روایت — عمار بن یاسر اور اُن کے باپ اور ماں مسلمان ہوگئے تھے یہ قدیمی مسلمانون مین ہین۔ بنی مخزوم۔ عمار اور اُن کے ماں باپ کو مکہ کی کھاٹیون مین اس وقت لے جاتے تھے جب کہ تپھر نہایت گرم ہوجاتے تھے اور وہان انھین گرمی کی شدت سے ایذا دیتے تھے ایک مرتبہ نبی صلعم ان پر سے ہوکر گذرے اور فرمایا آل یاسر تمھارا اور ہمارا موعد جنت ہے۔ اِسکے بعد یاسر اسی عذاب سے مرگئے۔ عمار کی ماں سمیہ کو ابوجہل نے نیزہ مارا اِس سے وہ مرگئی۔ یہی عورت اِسلام مین سب سے اول شہید ہوئی۔

عمار کو بھی بڑا عذاب دیتے تھے کبھی تو ان کو گرمی کی سختی سے ستاتے تھے اور کبھی

سُرخ گرم پتھران کے سینہ پر رکھ دیتے تھے اور کبھی پانی مین غرق کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک محمدؐ کو گالیان نہ دے گا اور لات و عزّٰے کی تعریف نہ کرے گا تب تک تجھے ہم نہ چھوڑینگے"

آیات وہ ایات نسبت جواز تقیہ

ایک بار عمار نبی صلعم کے پاس روتے ہوے آئے آپنے پوچھا خیر تو ہے عمار نے کہا یا رسول اللہ بُری حالت ہے اِس طرح لوگ مجھ سے پیش آتے ہین آپ نے فرمایا پھر تمھارا دل کیا کہتا ہے عمار نے کہا میرے دل کو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین تو تم سے جو کچھ وہ کہلائین کہدینا۔ چنانچہ اُسیوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

من کفر باللہ من بعد	جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اُس کا
ایمانہٖ الا من اکرہ و قلبہ	دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اُس سے کچھ
مُطمئن بالایمان ولکن من	مواخذہ نہ ہوگا لیکن ایمان لانیکے بعد خدا کے
شرح بالکفر صدرا فعلیھم	ساتھ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھول کر
غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ط	تو ایسے لوگون پر خدا کا غضب اور اُن کے لئے
(سورۂ نحل)	سخت عذاب ہے۔

یہ عمار رسول اللہ کے ساتھ تمام معرکون مین شریک رہے ہین صفین مین حضرت علی کی طرفداری مین شہید ہوے اِن کی عمر ترانوے چورانوے سال سے متجاوز تھی۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مفید عام آگرہ)

دوسری اخرج ابن مسعود عن محمد بن سیرین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقی عمارا

ابن مسعود نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے عمارؓ سے ملاقات کی

وھو یبکی فجعل یمسح عینہ یقول — وہ حضرت کو دیکھکر رونے لگے حضرت اپنے دست

اخذك الکفار فغطوك فی — مبارک سے اُن کے آنسو پونچھتے تھے اور

الماء فقلت کذا وکذا فان — فرماتے تھے کہ تم کو کفار نے پکڑ کے پانی مین

عادوا فقل ذالك لھم — غوطہ دیا اور ڈبویا اُس وقت تم نے جالت مجبوری

(تفسیر منثور جلد سوم صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر) — یہ باتین کہی تھین اگر دوبارہ کھلائین تو بھی کہدو

تیسری — ایک دفعہ کافرون نے حضرت عمار اور ان کے ماں باپ کو جو مسلمان ہو گئے تھے اور

دھوپ مین تپتی ہوئی ریت پر ڈالدیا کہین اُدھر سے رسول اللہ صلعم تشریف لاتے تھے

آپنے دیکھکر فرمایا اے یاسر کے خاندان کے لوگو! صبر کرو تمھاری جگہ جنت مین ہے حضرت

یاسر کا اس سختی مین انتقال ہوا اور اُن کی بیوی سمیہ نے ابوجہل سے سختی کے ساتھ گفتگو

کی ابوجہل نے اُن کو اسی وقت شہید کر دیا۔ اسلام مین سب سے قبل حضرت سمیہ ہی نے شہادت

کا درجہ پایا۔ (رسالہ ذکر مبارک صہ ۲۵)

تاریخ کامل کی جو روایت اوپر نقل ہو چکی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ کریمہ من کفر

باللہ الخ حضرت عمارؓ ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے اور یہی بیان دیگر مفسرین اہلسنت کا بھی ہے

جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی تفسیر کرتے ہین :-

دراخبار آمدہ کہ قریش بعد از تعذیب — مورخین و مفسرین نے نقل کیا ہے کہ

حضرت بآلہہ باطلہ ایشان ایذا و آزار دادند ایشان — جب آنحضرت صلعم بتون کی برائی ما یہ کرنے لگے

صحابہ کہ حمایتے نداشتند چون بلال و جناب — تو کفار قریش ان غریب اصحاب کو جن کا کوئی

عمار و پدر او یاسر و مادر او سمیہ مشغول شدند — حامی اور مددگار نہ تھا مثل بلال و عمار و یاسر

وایشان را در رجوع کفر اکراہ کردند — کے ایذائین دینے لگے اور اُنکو کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنے

آنجماعت در طریق خود ثبات قدم ورزیده — گروہ لوگ اپنے دین و ایمان پر مستقل اور ثابت قدم

بر جفاے قوم شکیبائی نمودند تا حدیکه — رہے اور مصائب جھیلتے اور صبر کرتے رہے یہانتک کہ

والدین عمار شربت شہادت چشیدند عمار — حضرت عمار کے والد حضرت یاسر اور انکی ماں سمیہ نے

از بے طاقتی و ضعف بدن که تحمل ایذا نداشت — ان مظالم سے شربت شہادت نوش کیا اور حضرت عمار

کلمه رضاے قوم دران بود بگفت "بل — بوجہ ضعف اور کم طاقتی کے ان مصائب کے متحمل نہو سکے

امنت بالجبت والطاغوت" خبر بحضرت — تو مجبور ہو کر حسب خواہش کفار یہ کلمہ زبان پر لائے

پیغمبر رسید که عمار کیش کفر اختیار کرده از دین — امنت بالجبت والطاغوت یہ خبر جب صلعم کو پہونچی

خود بیزار شد حضرت فرمود نه چنین ست از — کہ عمار نے کفر اختیار کر لیا اور دین اسلام سے پھر گئے

سر تا قدم عمار از ایمان پُر ست و ایمان — یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ نہیں اس امر کو ہرگز باور نہیں

بگوشت و خون او برآمیخته است یعنی ایمان — کیونکہ عمار اپنے ایمان سے پھر گیا ہو اسلئے کہ وہ سر سے

در باطن او چنان متمکن نشده که بگفتگوے — پاؤں تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے اور ایمان اُسکے

هر زه گوئی تفاوت پذیرد۔ عمار گریه کنان — گوشت اور خون میں سرایت کیے ہوے ہے یعنی ایمان

بجناب نبوت مآب آمد آنحضرت بدست مبارک — اُسکے قلب و جگر میں اسقدر سرایت کر گیا ہے کہ ممکن نہیں

اشک او پاک میکرد و می فرمود ترا چیست — ہے کہ ہر کس و ناکس جاہل و احمق کے بہکانے پر پھر جائے

ان عادوا لك فعد لهم یعنی اگر باز گردند — اسی اثنا میں عمار بھی روتے ہوے آنحضرت کی خدمت میں

بتو اکراه باز گردید ایشان بهمان کلمه و حقیقت — حاضر ہوے آنحضرت اپنے دست مبارک سے اُنکے آنسو پونچھتے

این آیه فرستاد که من کفر بالله — تھے اور فرماتے تھے کہ کیا ہوا اگر کفار کفر کی باتیں

من بعد ایمانهم هر که کافر شود بخدا — تم سے کہلائیں تو تم زبان سے کہدو اسپر خدا سے پاک ہے

پس از ایمان خویش مرتد گردد چون ابن حنظل — آیت نازل فرمائی من کفر الخ یعنی جو کوئی ایمان لانیکے بعد

وطعمہ ومقیس وامثال ایشان در معرض سخط الٰہی باشد الا من اکرہ مگر کسیکہ اکراہ کردہ شود وقلب او مطمئن باشد بالایمان ارمیدہ باشد بایمان وعقیدہ او متغیر نہ گردد چون عمار بن یاسر۔

پھر جو بے کفر اختیار کرے جیسا کہ ابن خطل اور طعمہ اور مقیس وغیرہ نے کفر اختیار کیا تو وہ مستوجب غضب الٰہی ہوگا لیکن جو کوئی کفر اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے اور دل سے اپنے ایمان پر ثابت قدم ہو مثل عمار یاسر کے تو وہ قابل مواخذہ نہین ہے۔

(تفسیر حسینی صفحہ ۲۷۸ مطبع نولکشور)

پس مومنین کے ایمان لانے کا قوی سبب تو نجات آخرت تھا۔ ہان جو لوگ منافق تھے وہ اسلام لانیکے بعد زبان سے تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے لیکن دل مین امنت بالجبت والطاغوت کے قائل تھے جس پر آیہ کریمہ من کفر باللہ الخ شاہد ہے اور اصحاب ممدوحین مقبولہ اہلسنت کے ایمان لانے کا قوی سبب محض طلب دنیا تھی چنانچہ اُس نازک زمانہ جاہلیت مین لوگ کاہنون اور نجومیون کے بہت معتقد تھے اور اُن کی بات پر فوراً یقین لے آتے تھے انھون نے حکم لگایا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر مبعوث ہون گے جن کو بہت قوت اور غلبہ حاصل ہوگا اور تمام ملک ان کے تسلط مین آئے گا اس نبی کے اصحاب حکومت اور سلطنت سے بہت متمتع ہون گے چنانچہ علماء اکابر اہل سنت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو کاہن و نجومیون نے خبر دی تھی کہ ایک پیغمبر عرب مین مبعوث ہونگے اُن کی حیات مین تم اُن کے مصاحب ہوگے اور بعد وفات اُن کے خلیفہ بن بیٹھوگے"۔ چنانچہ اُن کی پیشین گوئی راست آئی کہ حضرت ابوبکر کو وزارت بھی ملی اور خلافت بھی۔

اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا قوی سبب خود آپ ہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت "ہزار شتر سرخ بال والے اور بہت سے درہم و دینار" کی طمع پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو قتل کرنے کے لئے تلوار گلے مین حمائل کر کے چلے تھے۔ مگر جب امیر حمزہؓ کا یہ کلام سُنا "اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُس کا سر" نیز حضرت امیر حمزہ کو تیغ بکف اپنے سر پر دیکھا اور ادھر آنحضرت صلعم کو نہایت غیظ و جلال مین پایا تو خوف زدہ ہو کر بفحوائے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بمجبوری کلمۂ شہادت پڑھا۔

اور حضرت عثمان رضؓ کے اسلام لانے کا سبب علامہ سیوطی خصائص الکبریٰ کے صفحہ ۱۳۱ جلد اول مین خود حضرت عثمان کی زبانی جو تحریر فرماتے ہین اُس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

اخرج ابن عساکر عن عثمان بن عفان قال　　حضرت عثمان کہتے ہین کہ ہم نسوان

کنت ربما یستحمزا بالنساء فی ذات لیلۃ　　کو محبوب رکھتے تھے۔ ایک رور ہم سایۂ کعبہ

بفنا الکعبۃ قاعدۃ فی رھط من قریش اذ اتینا　　کے پاس بیٹھے تھے کہ وہ نے کہا محمدؐ نے

محمد فقیل لنا ان محمد اقد انکح عتبۃ بن　　اپنی بیٹی (رقیہ) کا عقد عتبہ بن ابولہب

ابی لھب رقیۃ ابنتہ وکانت رقیۃ ذات جمال　　سے کر دیا یہ سنکر ہمارے دل مین حسرت ہوئی

رایع فدخلتنی الحسرۃ لما لا اکون سبقتنی الی　　کہ کیون ہم نے سبقت نہ کی تاکہ یہ ہم کو

ذلک فلم البث الی ان نصرفت الی منزلی فاصبت　　مل جاتی جب ہم وہان سے گھر آئے تو خالہ کو

خالۃ لی قاعدۃ وکانت قد تکھنت عند قومھا　　موجود پایا جو کاہنہ تھی اُس نے کہا بشارت

فلما راتنی قالت ابشر وحیت ثلاثا تترا تم ثلاثا　　ہو اور مبارک ہو قسم خدا کی تو نے نکاح کیا

وثلاثا اخری ثم بلخری کی تتم عشرا اناک خیر　　حصان درخشان سے تو بھی بکر ہے اور ملاقات

ووقیت شرا انکحت واللہ حصانا زھراوات　　کی بکر سے تو اُس کو ایک عظیم القدر بیٹی

بکر لقیت بکرا وافیتھا بنت عظیم قدرا۔ قال عثمان　　پائے گا۔ عثمان کہتے ہین کہ ہم کو اِس

فعجبت من قولها وقلت یاخاله ماتقولین — اِس قول سے تعجب ہوا۔ مین نے کہا اے

فقالت عثمان لك الجمال ولك اللسان — خالہ کیا کہتی ہو تو جواب دیا کہ اے عثمان!

وهذا النبی معه البرهان وارسله — یہ نبی ہین جنکے ساتھ برہان ہے جس کو

بحقه الدیان وجاءه التنزیل والفرقان — خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اُس کے

فاتبعه لاتعنا لك الاوثان قلت — پاس تنزیل و فرقان آیا ہے تو اوس کی

یاخالة انك لتذکرین شیئا ماوقع — پیروی کر ایسا نہ ہو کہ بت تجھے دھوکا دین۔

ذکره ببلادنا فابینه لی فقالت — عثمان نے کہا اے خالہ تم وہ بات کہتی ہو

محمد بن عبد الله رسول من عند — جسکا ذکر ہمارے شہر مین نہین ہے صاف

الله جاء بتنزیل الله یدعوا به الی — بیان کرو تو کہا کہ محمد بن عبد اللہ خدا

الله ثم قالت مصباحه مصباح — کے رسول ہین جن کے پاس تنزیل خدا آیا ہے

ودینه فلاح وامره نجاح وقرنه نکاح — اور خدا کی طرف دعوت کرتے ہین ان کا

ذلت له البطاح ماینفع الصیاح — مصباح مصباح ہے اور ان کا دین فلاح اور

ولووقع الذباح وسلت الصفاح ومدت — انکا امر بنگاری اور قرن انکی نکاح ہے تمام بطحا انکا تابع

الرماح قال ثم انصرفت ووقع کلامها — ہوگا جب ذبح شروع ہوگا اور تلوار کھینچ جائیگی اور برچھے

فی قلبی وجعلت افکر فیه وکان لی مجلس — دوڑا کیے جائینگے تو چیخنا اور چلانا کوئی فائدہ نہ دیگا

عند ابی بکر فاتیته فاخبرته بما سمعت — خالہ تو چلی گئین مگر انکا کلام دلمین گھر کر گیا چونکہ

من خالتی فقال ویحك یا — ابوبکر کے پاس ہم آیا جایا کرتے تھے اسلئے ہم نے اِس

عثمان انك رجل حازم مایخفی — قصہ کو ان سے بیان کیا۔ ابوبکر نے کہا تو

علیك الحق من الباطل — مرد عاقل ہے حق و باطل تجھپر مخفی نہین ہو

ماهذه الاوثان یعبدها قومنا الیست — یہ بت کیا چیز ہین جن کو ہماری قوم پوجتی
من حجارۃ صم لا تسمع ولا تنصر ولا — ہے کیا یہ پتھر نہین ہین جو نہ کچھ نفع پہونچا
تضر ولا تنفع قلت بلا واللہ انہا — سکتے ہین نہ ضرر تو جاکر حضرت سے باتین
کذلک فقال فقد واللہ صدقتنا — سُن عثمان حضرت کی خدمت مین آئے
خالتنا ھذا رسول اللہ محمد بن — تو آپ نے فرمایا اے عثمان خدا کی اجابت
عبد اللہ قد بعث اللہ تعالی — کر اس کی جنت کی طرف آ۔ کہ ہم تیری طرف
برسالتہ الی خلقہ فھل لک ان تاتیہ — اور تمام خلق کی طرف رسول ہوکر آئے ہین
فتسمع منہ فقلت بلی فاتیتہ فقال — عثمان کہتے ہین کہ اسوقت ہم کو اپنے دل پر
یا عثمان اجبا لی اللہ الی جنتہ فانی — قابو نہ رہا اور فوراً اسلام لائے جس کے چند
رسول اللہ الیک والی خلقہ قال — روز بعد رقیہ کا ہم سے نکاح ہوا جس پر
فواللہ ما تما لکت حین سمعت قولہ ان — لوگ کہتے ہین کہ عثمان اور رقیہ کا اچھا
اسلمت ثم لم البث ان تزوجت رقیۃ فکان — جوڑ ہے۔
یقال احسن زوج رقیۃ وعثمان

(منقول تنقید البخاری حصۂ سوم صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶)

ہم اس مقام پر اس امر کا اظہار کر دینا ضروری ولازمی سمجھتے ہین کہ حضرت رقیہ وام کلثوم اور زینب دختران آنحضرت صلعم سے نہ تھین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے شوہر اوّل سے یا اُن کی ہمشیر کی بیٹیان تھین آنحضرت صلعم نے حضرت رقیہ کا عقد عتبہ سے اور حضرت ام کلثوم کا عتیبہ فرزندان ابولہب سے کر دیا تھا ان دونون کو ان کے شوہرون نے بحکم ابولہب طلاق دیدی تھی پھر دونون کے بعد دیگرے زوجیت عثمان رضؓ مین آئین۔ یہ وجہ تسمیہ آپ کے ذوالنورین ہونے کی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین

یہ حدیث ہے :-

انما الاعمال بالنیات وانما	اعمال کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے
لکل امرئ ما نوی فمن کانت	جو بغرض دنیا ہجرت کرتا ہے اُس کو دنیا
ھجرتہ الی الدنیا یصیبھا او امرأۃ	ملتی ہے اور جو غرض کسی عورت کے ہجرت
ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ	کرتا ہے تو جس غرض سے وہ ہجرت کرتا ہے
(بخاری جلد اول صفحہ ۲)	وہی اُس کا نتیجہ ہے ۔

پس یہ اسباب قوی ان حضرات کے اسلام لانے کے ہین آخر جس نیت سے اسلام لائے تھے اُس مین کامیاب ہوے۔ غرض جب خاص خلفاء ثلثہ رضہ کے اسلام لانے کے یہ قوی اسباب تھے تو ان کے ہواخواہون کے اسلام لانے کے وجوہ کس شمار و قطار مین ہین۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

قول اصحاب نجات دینیت کی خاطر مسلمان ہوئے اور اس قول کے چند بطلان

اگر ہم اس بات کو سوچین جن سے اول اول صحابہ نے ایمان قبول کیا تھا تو ہم کو اسکے صرف دو سبب معلوم ہوتے ہین۔ یا دین کی خواہش اور نجات کی اُمید۔ یا دنیا کی طمع اور مال و دولت کا لالچ۔ اگر پہلے سبب کو ہم تسلیم کرین اور اس امر کو مانین کہ صحابہ نے اپنی نجات کی امید پر دین اِسلام قبول کیا تھا اور صرف خدا کی رضامندی کیلئے اپنے گھر بار کو چھوڑا تھا تو ہمارے وہم مین بھی یہ بات نہین آتی کہ پھر ایسے لوگ کسی وقت مین اُس دین سے پھر گئے ہون اور کبھی اُنھون نے اُس محبت کو جو اُن کو ایمان و اِسلام کے ساتھ تھی نکال دیا ہو بلکہ ہم یقین کر سکتے ہین کہ جن لوگون نے صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اِسلام کو مصیبت اور تکلیف کے وقت مین گوارا کیا ہوگا۔ اور برسون اُسکے پیچھے رنج اور دکھ اُٹھائے ہونگے وہ کبھی اُس دین سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اس پر دل سے ہی ثابت قدم رہے ہونگے۔ اور اگر ہم دوسرے سبب پر نظر کرین کہ وہ لوگ دنیا کی طمع اور مال و دولت کے لالچ سے مسلمان ہوے ہون تو یہ ایسی بات ہے کہ جس کی نسبت ہم فرضی خیال بھی نہین کر سکتے اور نہ کوئی شخص جس کو ذرا بھی ایمان اور عقل اور شرم کا پاس ہوگا وہ اِس امر کو خیال کر سکتا ہے اِسلئے کہ ابتداے اِسلام مین جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر۔ جو کچھ مال و دولت کی غرض تھی وہ معلوم۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کی اُمید پر تھا اور جب اس امید پر ایمان لانا ان کا ثابت ہوا تو پھر اِس سے اِن کا پھرنا غیر ممکن تھا۔ (آیات بینات صفحہ پنجم)

القول

مذمومہ بالابیان کی تردید

اصحاب کے اسلام لانے کے وجوہ کتنے ہی کیون نہون مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسلام لانے کے بعد پھر اُس سے نہ پھرے اسلئے کہ ایمان بہت ہی نازک امر ہے جب تک کہ خاتمہ بخیر نہو اسپر فخر و ناز کرنا بیجا ہے۔ انسان کا تو کیا ذکر ہے ابلیس جو معلم الملکوت تھا گمراہ ہوگیا جس نے ہزارہا سال عبادت الٰہی کی تھی اور اسی طاعت و عبادت کی وجہ سے معلم الملکوت ہوا تھا چنانچہ اُس کی عبادت کا یہ حال تھا کہ تفسیر قمی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ:۔

"اس نے دو رکعت نماز اسقدر طول دے کر پڑھی کہ چار ہزار برس کی مدت اسمین صرف ہوگئی۔ لیکن جب خدائے پاک نے تمام ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب نے فوراً فرمان الٰہی کی تعمیل کی مگر اس نے براہ تکبر و غرور سجدہ کرنے سے یہ کہکر انکار کیا کہ مین کیونکر اُس کو سجدہ کرون جسکو تو نے مٹی سے بنایا ہے حالانکہ میری خلقت آگ سے ہے۔

آخر کار اس نافرمانی پر صدہا سال کی عبادت خاک مین مل گئی اور مقبول بارگاہِ الٰہی ہوکر مردود ہوگیا"

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے مین اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

اب فرمائیے کہ جس نے محض خوشنودی و رضائے معبود کے لئے سالہا سال اس قدر عبادت کی ہو کہ کوئی جگہ سجدہ کرنے سے نہ بچی ہو جس نے دو رکعت نماز چار ہزار برس مین ادا کی ہو جس نے درگاہ باری تعالیٰ سے معلم الملکوت کا خطاب پایا ہو۔ وہی ایک بیک نافرمانی کرکے کیون مردود ہوگیا اسی طرح بڑے بڑے طمّاع و حریص جو مدتون گمراہ رہے یک بیک مومن صادق بن گئے۔ مثلاً حضرت حُصَین بن یاحی کے حال پر نظر ڈالئے کہ جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلایا

ضرورت بیعت کیلئے دعوت دی اور آپ ان کے اصرار پر مکہ معظمہ سے جانب کوفہ روانہ ہوے تو حر ابن یاحی
جنکا ذکر اوپر کیا گیا محض بلطمع منصب و جاگیر ایک ہزار سوار کے سپہ سالار بن کر اس کام پر مامور ہوے تھے
کہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کو کسی اور طرف جانے نہ دین چنانچہ جب وہ راہ مین سلطان کربلا نے شرف
ہوے تو حضرت نے استفسار فرمایا کہ تم ہماری مدد کے واسطے آئے ہو یا ہم سے جنگ کرنے کو حر نے
کہا کہ مین حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے اس امر پر مامور ہوا ہون کہ آپ کو ابن زیاد کے
پاس لیجاؤن اور کسی دوسری جانب جانے نہ دون حضرت نے فرمایا کہ اس طرح سے مین ہرگز نہ جاؤن گا
حر نے کہا کہ کچھ بھی ہو مین تو آپ کو ضرور لے جاؤنگا۔ چنانچہ جب آپ کوفہ کی راہ چھوڑ کر دوسری سمت
روانہ ہوے تو حر بھی اپنے لشکر کو لیکر آپ کے لشکر کے پیچھے پیچھے چلے آخر جب حضرت بحکم قضا و قدر داخل
ارض کربلا ہوے اور بروز عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام مع اپنے عزیز و انصار کے میدان کارزار
مین رونق افروز ہوے اور عمر سعد آپکے سامنے آکر ٹھہرا ہوا اور آپنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا تو
حضرت حر خوف خدا سے لرزنے لگے اور فوج لشکر عمر سعد سے نکلکر مع اپنے بھائی اور فرزند و غلام کے
سبط رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے یا ابن رسول اللہ مین نے بڑی خطا کی کہ
راہ مین حضرت کا حائل ہوا۔ للہ میری تقصیر عفو فرمائیے اور قدوم میمنت لزوم پر نثار ہونے کی
مجھے اجازت دیجئے تاکہ سب سے پہلے مین ہی درجہ شہادت سے شرف حاصل کرون حضرت نے
اُن کو اپنے سینہ سے لگایا اور روضہ رضوان کی بشارت دی اب حر فوج خدا کی طرف سے میدان
جنگ مین آئے اور لشکر شام سے خوب لڑے آخر کار امام پر نثار ہوے جن کی رفاقت مین یہ
درجہ پایا کہ جب زخمی ہوکر زمین پر گرے تو خود سبط رسول اللہ لشکر مین جاکر اُن کو خیمہ گاہ
مین اُٹھا لائے اور نعش کو لٹاکر زانوے مبارک پر اُن کا سر رکھا ہنوز جان باقی تھی کہ حر نے
آنکھین کھولکر ثواب زیارت حاصل کیا اور سبط رسول اللہ کے قدم پر اپنی جان نثار کی ؎

بچہ ناز رفتہ باشد زجہان نیازمندے کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

یہان بھی حضرت عمرؓ اور حضرت حسینؓ کے مآل کار پر غور فرمائین کہ حضرت حر کو تو وقت آخر یہ مرتبہ اور درجہ ملا اور حضرت عمر کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت رحلت ناراض ہو کر اپنے پاس سے ہٹا دیا تھا دیکھو بخاری شریف مین "قوموا عنی"

اب آپ حضرتِ حسینؓ کے آغاز اور انجام پر غور فرماوین کہ جو شخص صرف مال و دولت کے لالچ سے نواسۂ رسول اللہ صلعم کا دشمن بنکر چلے وہی اُسی دولت و اموال سے اور اہل و عیال سے متنفر ہو کر دفعۃً محض نجات آخرت کی غرض سے سب کے اول راہِ خدا مین اپنی جان فدا کرے ؎

کبھی حُسن سے بنتا نہین بگڑا ہوا کام صبح دوزخ مین ہوئی گلشن فردوس مین شام

اگر ہم آپ کی خاطر سے مان بھی لین کہ صحابہ نے صرف اپنی نجات آخرت ہی کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا تب بھی کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ جن اصحاب کا آپ محض نجات آخرت کی وجہ سے ایمان لانا بیان فرما رہے ہین انھین سچے اسلام اور پکے ایمان والون مین سے کثیر صحابہ اسی نازک وقت مین اسلام و ایمان سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے تھے جیسا کہ محققین اور مورخین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلعم معراج سے مشرف ہو کر واپس آئے اور معراج کا ذکر اصحاب سے فرمایا تو اُس کو سنکر کثیر اصحاب نے معراج کی تکذیب کی اور اُسی وقت ایمان و اسلام سے پھر گئے۔

دیکھو "عروج الاسلام" جلد ششم صفحہ ۵۳ جو علامہ ابن اثیر جزری کے بیان کا ترجمہ ہے اسکی نقل یہ ہے :-

"جب حضرت مکہ کو لوٹ آئے تو آپ نے خیال کیا کہ اگر مین اِس بات کو لوگون سے کہونگا تو وہ اُسے سچ نہین جانین گے اِس لئے آپ مسجد مین مغموم بیٹھ گئے اتفاقاً ابو جہل ادھر سے گذرا اُس نے پوچھا کہو آج رات مین کوئی نئی بات حاصل کی ہے فرمایا ہان آج رات کو مجھے

خدائے تعالیٰ بیت المقدس لے گیا تھا۔ ابوجہل نے کہا تو پھر آج ہی صبح کو ہمارے پاس آ گئے کہا ہان آ تو گیا ابوجہل نے دل مین یہ اندیشہ کیا کہ اگر مین لوگون سے جاکر کہون کہ محمد ایسا کہہ رہے ہین اور جب لوگ اُن سے پوچھین تو کہین یہ نہ کہہ دین کہ مین نے تو ایسا نہین کہا ہے اِس واسطے اس نے حضرت سے پوچھا کیا تم اپنے لوگون سے بیان کروگے حضرت نے فرمایا ہان ابوجہل نے کہا یا معشر بنی کعب بن لوی ! ادھر آؤ۔ وہ سب آئے اور نبی صلعم نے اُن لوگون سے اپنی معراج کا حال بیان کیا اُن مین سے کچھ لوگون نے تو سن کر اُسے سچ جانا اور کچھ لوگون نے اُسے جھوٹ بتایا اور کتنے لوگ جو ایمان لائے تھے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کر چکے تھے حضرت سے پھر گئے۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۵۳)

صحابہ کے ارتداد کو شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے :۔

چون باز آمد آن حضرت از اسرا	جب آنحضرت معراج سے واپس ہوئے
صبح کرد و حدیث کرد مردم را بدان مرتد	اور صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے لوگون سے اِس
شدند جماعت از ضعیف الایمان	واقعہ کو بیان فرمایا۔ اُس کو سُنکر
مدارج النبوۃ	بہت سے لوگ جو ضعیف الایمان تھے پھر
جلد اول صفحہ ۱۶۵)	گمراہ اور مرتد ہو گئے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ وہی اصحاب تو تھے جو بقول آپ کے اُس نازک وقت مین محض نجات آخرت کی اُمید پر ایمان لائے تھے اور خدا کی رضامندی کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ چکے تھے لیکن پھر اس دین سے پھر گئے اور ایمان و اسلام کی محبت کو دفعۃً دل سے نکال دیا۔ ہر چند کہ اِس نازک وقت مین مال و دولت نہ تھا مگر کاہنون کے بیانات سے آیندہ اُسکے حاصل

ہونے پر یقین تو تھا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضہ نے مخبر انعام کے وعدہ پر تلوار گلے مین حمائل کرکے آنحضرت صلعم کا فرق مبارک لانے کو چلے۔ یہ سنکر امید خلافت اسلام لے آئے تھے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد

یہ حال تو اس نازک زمانے کے قت کا تھا کہ صرف معراج کی تکذیب کرکے اسلام سے پھر گئے تھے اور جب دین اسلام کو قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور جہاد مین مال غنیمت ملنے لگا تو اسوقت سچے اسلام اور کچے ایمان لانے والون کے اسلام وایمان کا یہ رنگ تھا کہ صبح ایمان لاتے تھے اور شام کو مرتد ہوجاتے تھے۔ سامنے آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور پیچھے تکذیب جس کا اہلسنت کسیطرح انکار نہین کرسکتے کیونکہ خود اللہ جل شانہ نے متعدد آیات مین اُنکے کفر وارتداد کا اظہار فرمایا ہے از انجملہ بعض یہ ہین:-

پہلی آیت | ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا ؎

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوے اور کفر مین ترقی کرنے لگے اللہ اُن کو نہ بخشے گا اور نہ اُن کو ہدایت کی راہ ملے گی۔

دوسری آیت | یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون

جس دن بہت سے لوگون کے منہ سفید ہون گے اور بہتون کے سیاہ اور سیاہ رو یون سے کہا جائے گا کہ کیا تم وہ کمبخت نہین ہو کہ ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے تھے اِس کفر کے بدلے عذاب کے مزے چکھو۔

(پ۴ س آل عمران - ع ۱۱)

تیسری آیت

کیف یھدی اللہ قومًا کفروا بعد ایمانھم و شھدوا ان الرسول حق وجاءھم البینات واللہ لا یھدی القوم الظالمین ۵

(پ ۴-س آل عمران-ع ۹)

خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول حق پر ہین اور اُن کے پاس کھلی نشانیان آچکی تھین اور خدا ظالم لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔

قصہ مختصر جو کوئی ان سچے اِسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کے کفر و ارتداد کا قائل نہ ہو وہ درحقیقت خدا کی کتاب کا منکر ہے ابھی تو اِس کفر و ارتداد کا آغاز ہے۔ آگے چلکر ان سچے اِسلام اور پکے ایمان والون کے اِسلام اور ایمان کے حالات قابل ملاحظہ ہونگے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

قال

دوسری دلیل

قولہ
خلفاء راشدین و مہاجرین و انصار کا قدم بقدم اپنے پیمبر کے چلنا اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینا۔ اعلاء کلمۃ اللہ مین اعانت کرنا

جبکہ ہم خلفاے راشدین اور مہاجرین و انصار کے حالات پر نظر کرتے ہین اور اُنکے چال چلن پر خیال کرتے ہین تو اُس سے ہم کو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے اور شب و روز خدا اور اُسکے رسول صلعم کی رضا کے طالب ہا کرتے تھے اُنکے دشمن بھی اِس سے اِنکار نہین کرسکتے کہ انھون نے حضرت کی رفاقت کا حق نہایت خوبی سے ادا کیا اور اپنی جانون اور مالون کو نہایت خوشی سے حضرت پر نثار کیا۔ کونسی مصیبت رہگئی جو کفار نے ان کو نہین دی اور کونسی تکلیف باقی رہ گئی جو مشرکین نے ان کو نہین پہونچائی جب کفار نے پیغمبر خدا کو ستانا اور ایذا دینا شروع کیا اُسوقت اصحاب نبی نے کیسی حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اسلام مین کیسی سعی بلیغ فرمائی۔ جب عرب عامۃً اور قریش خاصۃً حضرت صلعم کی ایذا دہی پر مستعد ہوے اسوقت

"یاران وی خودرا سپر دے ساختہ از شرب عشق چہ بادہا کہ نخوردند و چہ مستیہا کہ نہ کردند در گاہ
کہ آنجناب بہجرت و جہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند و چہ غمہا کہ نہ چشیدند"

پس اگر خدا اور اُسکے رسول کی محبت ان لوگون کو نہ تھی تو کیون جانون اور مالون کو تلف کرتے تھے اور کیون سختیان اور مصیبتین اپنے اوپر اُٹھاتے تھے۔ سوچنا چاہیئے کہ مہاجرین کو کس کے عشق نے گھرون سے نکالا اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر

رنگین کہ کرد پنجۂ مژگانم این چنین
لعل و گہر کہ ریخت بدامانم این چنین

قول

باتین بڑھ بڑھ کے نہ کیجے ہمین معلوم ہے سب ہم پتہ کی جو کہینگے تو خجالت ہوگی

صحاب کے کسی کام مین حرص وہوا کو دخل نہ دینے اور جان ومال نثار کرنے کی بابت جو تحریر فرمایا ہے کاش بغور اسے آیۂ کریمہ

فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین — اگر تم اپنے قول مین سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کی ہوتی۔

اس کا کچھ ثبوت بھی دیا ہوتا۔ یہ تو آپ نے صرف ہمارے سنی بھائیون کے عقائد کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ آپ تو اس شد و مد سے صحاب کو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے والے اور حرص وہوا سے پاک بتاتے ہین۔ مگر خدا اور رسول کی شہادتون اور کتب صحاح وحدیث واخبار اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت ہی کیا کرتے اور ہر ایک کام مین حرص وہوا ہی کو دخل دیا کرتے تھے جیسا کہ کتب صحاح کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا خود صحاب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ جس وقت میرے بعد ابواب دنیا تم پر مفتوح ہونگے تو تم حرص وہوا مین پھنس جاؤگے وہ حدیث یہ ہے :-

عن ابی ھریرۃ عن النبی — ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

قال انکم لتحرصون علی الامارۃ — صلعم نے صحاب سے فرمایا کہ تم لوگ امارت کی

وسیکون ندامۃ یوم القیامۃ — حرص کروگے اور یہی امر بروز حشر تمھاری خجالت

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ جلد ۲ صفحہ ۱) — کا باعث ہوگا۔

سقیفہ بنانے والون اور ان کے انصار کا قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت کرنا اور آیات واحادیث صحاب کی حرص وہوا کے بارہ مین

یہ تو رسول اللہ صلعم کی حدیث شریف ہے۔ اب آیت ملاحظہ فرمائیے جو خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے :۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا	قریب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین فساد
فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك	اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر اللہ
الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی	نے لعنت کی اور اُن کو بہرا اور اندھا کر دیا
ابصارھم (پ ۲۶ س محمد ع ۳)	

آیت وحدیث شریف کے بعد اقوال محدثین و مفسرین پر نظر ڈالئے کہ وہ اصحاب کی حرص و ہوا کے متعلق کیا تحریر فرماتے ہین منجملہ اُن کے امام فخرالدین رازی کا قول ملاحظہ ہو جو تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ ولو انفقت ما فی الارض الخ کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ :۔

"جب رسول اللہ نے وفات پائی اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوے اور اُس کے خواہان وجویان ہوے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے"۔

اس تفسیر کی پوری نقل پانچوین دلیل کے جواب مین ملاحظہ فرمائیے جو اسی جلد مین ہے جناب امام غزالی کا جو قول ہم مسئلۂ فضیلت صحابہ مین نقل کر آئے ہین اسپر غور فرمائیے جو صاف صاف فرماتے ہین کہ :۔

"حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی خلافت کو روز غدیر مان لیا ۔ مگر بعد اسکے عہد غدیر کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی اور غایت ہوا پرستی اور نفسانیت سے اپنی حالت قدیم پر عود کر گئے ۔ اور رسول اللہ کے مخالف بن گئے جیسے کہ پہلے تھے ۔ اور تمام باتون کو پس پشت ڈالکر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا"۔

اور جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنی رحلت کے وقت

مسجد مین مہاجرین اور انصار کے سامنے ایک طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا جسمین منجملہ دیگر ہدایتون اور نصیحتون کے اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد تم لوگ دنیا کی حرص کروگے اور آپس مین جدال و قتال کروگے اس عبارت کی نقل یہ ہے :-

آنحضرت صلعم این چنین وعظ و تذکرہ — اسطرح آنحضرت صلعم وعظ و نصیحت فرماتے

بجای آورد و در حق اصحاب گفت کہ نمی ترسم — رہے پھر اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسکا

من بر شما از شرک ولیکن می ترسم کہ از دنیا — تو مجھے اندیشہ نہین ہی کہ تم لوگ شرک کروگے

رغبت بکنید و تقابل کنید ہمدیگر — مگر اسکا خوف ضرور ہی کہ دنیا کی خواہش کروگے

(مدارج النبوۃ صفحہ مطبع مظہر العجائب) — اور اُس کے پیچھے آپس مین کٹ مروگے۔

آخرکار بموجب ارشاد مخبر صادق صلعم اصحاب کی حرص و ہوا یہ رنگ لائی کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی دنیا کی طرف ایسے جھک پڑے کہ بقول مشہور

چون صحابہ حُبِّ دنیا داشتند — مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند

اپنے پیغمبر کے دفن و کفن کا بھی انتظار نہ کیا۔ افسوس کہ ادھر تو آنحضرت صلعم کی تجہیز و تکفین کی فکر ہو رہی تھی۔ اور اُدھر سقیفہ مین مابین مہاجرین و انصار خلافت کے پیچھے ع

"این گریبان گرفت و آن دامن"

کی نوبت پہونچ گئی تھی۔ پس یہ حرص و ہوا ایسی ویسی نہین ہی کہ کسی کے چھپائے چھپ سکے۔ چنانچہ خود ہواخواہان صحابہ اپنے خلفا کی حرص و ہوا پر طعنہ زن ہین جیسا کہ تاریخ اسلام کے صفحہ ۲۰۱ مین ہی

ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ جب بحث خلافت کی چھڑی تو آپ موجود نہ تھے۔ اسکا جواب حضرت علی نے کتنا معقول دیا جو دل پر اثر کیئے بغیر نہین رہ سکتا آپنے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ توقع رکھتے تھے کہ پیغمبر کا جنازہ چھوڑکر گھر سے خلیفہ بننے کو چلا آتا کتنی پر تاثیر تقریر تھی"

ہم اصحاب کی حرص و ہوا کی تصویر انشاء اللہ ایک خاص جلد مین کھینچین گے جس کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ اُن کی حرص و ہوا نے تو دین خدا اور آل رسول اللہ ص کا خاتمہ ہی کر دیا۔

اس جگہ ہم رفقا کی رفاقت اور جان و مال نثار کرنے کا کچھ حال مجملاً عرض کرتے ہین ملاحظہ ہو۔

اصحاب پر اس آیہ کا اطلاق نہین

واضح ہو کہ اصحاب اُن کلہ اجمعین مومن نہ تھے۔ بلکہ اُن مین بہت سے منافق تھے چنانچہ مومنین ہر لحظہ و ہر ساعت خدا اور اسکے رسول کی رضا کے طالب رہے ایمان و اسلام کے پیچھے اُنھون نے ہر طرح کی تکلیفین اور مصیبتین جھیلین جیسا کہ ہم پہلی دلیل مین حضرت عمار اور ان کے والدین کا حال بیان کر آئے ہین کہ ماجو دیکہ کفار و مشرکین اُن کو اسلام لانے کی وجہ سے تمازت آفتاب مین پہاڑ کی چٹان پر لٹا کر ایذا دیتے تھے۔ مگر وہ عاشقان خدا و رسول اپنے دین سے نہ پھرے آخر کفار کی ایذا دہی سے جام شہادت پیکر داخل روضہ رضوان ہوے اور اسلام مین سب سے پہلے شہادت کی سند حاصل کی۔ اسیطرح دیگر مومنین بھی ہمیشہ خدا و رسول کی رضا کے طالب رہے۔

اور جب جہاد کیلئے اُن کو دعوت دی گئی تو اُس خوش خبری کو سنتے ہی ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار — جس طرح کہ بچھڑی ہوئی بلبل سے گلزار
خود رکتے تھے فرق پہ جب آتی تھی تلوار — باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار

برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھیل آیا
جان آگئی جس وقت پیام اجل آیا

آیات الٰہی مومنین کی صفت مین

یہی تو ہین خدا کے خالص بندے جن کی صفت و ثنا اور اپنی خوشنودی کا اظہار خود خدائے پاک اسطرح فرماتا ہے:۔

لکن الرسول والذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم

لیکن رسول اور جو لوگ اُن کے ساتھ اللہ پر ایمان لائے ہین اُن سب اپنے مالون

وانفسهم واولئك لهم الخيرات
واولئك هم المفلحون ٥ اعد
الله لهم جنت تجرى من تحتها
الانهار خلدين فيها ذلك الفوز
العظيم ٥

پ ۱۰ س توبہ

ع ۱۰

اور جانون سے (خدا کی راہ مین) جہاد کیا
اور یہی لوگ ہین جن کے لئے (دنیا و آخرت
کی) سب خوبیان ہین اور وہی لوگ (آخرکار)
فلاح پانے والے ہین اللہ نے اُن کے لئے
جنتین تیار کی ہین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین
یہ اُن مین رہنے والے ہون گے یہی تو بڑی
کامیابی ہے۔

آیات اصحاب منافقین کی نسبت

لیکن جو اصحاب کہ نفاق کی صفت کے ساتھ متصف تھے وہ ہمیشہ جہاد سے جی چرایا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اُن کی شان مین ارشاد فرماتا ہے:-

پہلی آیت

واذا انزلت سورة ان
امنوا بالله وجاهدوا مع
رسوله استاذنك اولوا الطول
منهم وقالوا ذرنا نكن مع
القعدين رضوا بان يكونوا
مع الخوالف وطبع على قلوبهم
فهم لا يفقهون ٥

پ ۱۰ س توبہ

ع ۱۱

اور جب کوئی سورۃ اس حکم کے ساتھ
نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور
اُسکے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو اُن
مین سے جو صاحبان مقدرت ہین وہ تم سے
اجازت مانگتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم کو چھوڑ
دیجئے کہ ہم بیٹھ رہنے والون کے ساتھ رہین
وہ اس پر راضی ہین کہ عورتون کے ساتھ رہین
اور اُن کے دلون پر چھاپہ لگا دیا ہے۔ پس وہ
کچھ سمجھتے نہین۔

دوسری آیت

یا ایها الذین امنوا

اے ایمان لانے والو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ

مالکم اذا قیل لکم انفروا	جبوقت تم سے کہا جاتا ہے کہ راہِ خدا مین جہاد
فی سبیل اللہ اثاقلتم الی	کے لئے نکلو تو تم لہ حضر ہوکے زمین کی طرف
الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا	جھکے پڑتے ہو تم آخرت کے مقابلہ مین
من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ	دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو تو (سمجھو) کہ دنیوی
الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل ۔ الا	زندگی کا ساز و سامان آخرت کے مقابلہ مین
تنفروا یعذبکم عذابا الیما	بہت ہی تھوڑا ہے اگر اب بھی تم نہ نکلوگے تو
ویستبدل قوما غیرکم و	خدا تم پر دردناک عذاب نازل فرمائے گا اور (تمھارے
لا تضروہ شیئا واللہ علی کل	کچھ مجبور تو نہین تمھارے بدلے کسی دوسری
شیء قدیر ۔	قوم کو لے آئے گا اور) اس کا کچھ بھی بگاڑ نہین
	سکتے ۔ خدا ہر چیز پر قادر ہے

تیسری ۔ اُن منافقون پر یہان تک عتاب فرمایا ہے کہ اے پیغمبر کو نماز جنازہ پڑھنے۔ اور اُن کی قبر پر کھڑے ہونے سے بھی منع کیا ہے وہ آیات پاک یہ ہین :۔

میلہ یا کہ نے آنحضرت کو رئیس کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا

فرح المخلفون بمقعدھم	(جنگ تبوک مین) رسول خدا کے پیچھے
خلف رسول اللہ وکرھوا	رہ جانے والے اپنی جگہ بیٹھ رہنے اور (جہاد مین
ان یجاھدوا باموالھم	نہ جانے) سے خوش ہوے اور اپنے مال و اپنی
وانفسھم فی سبیل اللہ و	جانون سے خدا کی راہ مین جہاد کرنا اُن کو مکروہ
قالوا لا تنفروا فی الحر	معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ اس گرمی مین گھر سے
قل نار جھنم اشد حرا ۔	نہ نکلو (اے رسول) تم کہدو کہ جہنم کی آگ جس
لو کانوا یفقھون	مین تم جاؤ گے اِس سے کہین زیادہ گرم ہے اگر وہ

فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا	کچھ سمجھین جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کے بدلے
کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون	اونھین چاہیئے کہ وہ بہت کم ہنسین اور بہت
فان رجعک اللہ الی طائفۃ	روئین تو (اے رسول) اگر خدا تم کو ان منافقین
منھم فاستاذنوک للخروج	کے کسی گروہ کی طرف جہاد سے صحیح اور سالم
فقل لن تخرجوا معی ابدا و	واپس لائے پھر تم سے جہاد کے واسطے نکلنے کی
لن تقاتلوا معی عدوا انکم	اجازت مانگین تو تم صاف کہدو کہ تم ساتھ
رضیتم بالقعود اول مرۃ	لڑنے نہ پاؤگے تنے پہلی مرتبہ گھر مین بیٹھ رہنا پسند
فاقعدوا مع الخالفین ولا تصل	کیا تو اب بھی پیچھے رہجانیوالون کے ساتھ گھر
علی احد منھم مات ابدا ولا تقم	مین بیٹھے رہو اور اے رسول ان منافقین سے
علی قبرہ انھم کفروا باللہ	جو مرجائے تو نہ کسی پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ اسکی
ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ۵	قبر پر جا کر کھڑے ہونا ان لوگون نے یقیناً خدا اور اُسکے رسول
پ ۱۰ س توبہ ع ۱۱	کے ساتھ کفر کیا اور بدکرداری ہی کی حالت مین مرگئے

اِس قسم کی متعدد آیتین ہین جن سے اصحاب منافقین کا احکام خدا و رسول ؐ سے انحراف ثابت ہے ۔ چنانچہ آیہ دوم مندرجہ بالا کا اطلاق تو خود آپ نے صحابہ اور مہاجرین و انصار پر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے :-

"جب پیغمبر خدا صلعم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن مدینہ مین قیام فرماکر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گذرا اِس لئے کہ گرمی کے دن تھے سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کی فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ نے واسطے ترغیب جہاد کے اِن آیتون کو نازل فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم جہاد پر

مستعد نہوگے تو خدا تم کو دینا و آخرت مین عذاب دیگا اور تمھارے بدلے غیر قوم کو پیدا کریگا۔

اصحاب کا وقت جان نثاری اپنی جان بچلنا

الغرض اصحاب کے جو صفات آپنے تحریر فرمائے ان سے متصف وہی اصحاب ہوسکتے ہین کہ جو صدق دل سے ایمان لائے تھے اور خاتمہ اُن کا ایمان پر ہوا تھا اگر ان صفات کو آپ اصحاب ثلثہ سے منسوب کرنا چاہتے ہین تو پہلے اُن کا ایمان تو ثابت کیجئے جس سے علماء امامیہ کو انکار ہے جیسا کہ جناب غفرانمآبؒ فرماتے ہین (اول ایمان اصحاب ثلثہ باثبات باید رسانید بعد ازین باین ترنم باید سرائید زیرا کہ دانستی کہ مسلک امامیہ درین باب آنست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول از ایمان بہرہ ندانستند) یون تو ہمارے سنّی بھائی اپنی خوش اعتقادی سے جو چاہین فرمائین لیکن اگر اُن کے حالات کو منصفانہ نظر سے ملاحظہ فرمائین تو وہ بھی اِس سے انکار نہین کرسکتے کہ اُنھون نے نہ تو حضرت کی رفاقت کا حق ادا کیا اور نہ اپنی جانون اور مالون کو آنحضرتؐ پر نثار کیا۔ جیسا کہ پہلی دلیل کے جواب مین ہم اِس کا اظہار کر آئے ہین کہ جب کفار و مشرکین کی سختی اور ایذا دہی حد سے بڑھ گئی تو حضرت ابوطالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعب ابوطالب مین لے آئے جہان آپ تین سال تک محصور رہے اور عزیزون کے سوا ان رفقا مین سے کسی نے بھی اِس نازک وقت مین آپکی رفاقت نہین کی بلکہ کفار و مشرکین سے مِل جُلکر امن و امان مین رہے۔ وہان پیغمبر خداؐ پر تو فاقے پر فاقے گذرتے تھے۔ اور یہان یہ رفقا اپنی قوم کے ساتھ عیش و آرام مین تھے۔ ان رفقا کی رفاقت کی یہ کیفیت تو اِس نازک وقت مین تھی اور جب آنحضرت صلعم جہاد پر مامور ہوے تو اُس وقت بھی اِن جان نثارون نے نہ تو اپنی جانین اپنے پیغمبر پر نثار کین اور نہ وقت اعانت و حمایت آپ کی یاری و مددگاری کی ہان تعلیان بہت کچھ کیا کرتے تھے اور وقت جان نثاری صاف جی چُرا جاتے تھے۔ چنانچہ ان پکّے مخلصون کی وفاداری اور اُن سچے جان نثارون کی جان نثاری ایک غزوۂ احد ہی مین ملاحظہ فرمالی جائے کہ جب مشرکین و کفار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہوے اور حضرت مجروح ہوگئے تو یہ سب سچے جان نثار و یاران وفاشعار اپنے

محبوب کو دشمنون کی تلوارون کے سایہ مین تنہا چھوڑکر ہوا ہو گئے ؎

دگر کس نہ بد زان دلیران بجا　　رسول خدا ماند و شیر خدا

نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند　　علے ماند یا تیغ خونخوار ماند

چہ بکر و چہ عمر و چہ زید و ولید　　شدند آن زمان از نظر نا پدید

یکے زد بعرض و دگر زد بطول　　نہ بیم از خدا و نہ خوف از رسول

اِس کلام کی تائید مین مدارج النبوۃ ملاحظہ فرمائیے کہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اِن جان نثارون اور وفادارون کے فرار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے:۔

چون مسلمانان روبہزیمت آوردند سوئے خدا　　جب مسلمان آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑکر بھاگ

را تنہا گذاشتند حضرت صلعم در غضب آمد و عرق　　گے تو اُسوقت آنحضرتؐ اسقدر غضناک ہوئے

از پیشانی ہمایونش متقاطر گشت و مثال مروارید　　کہ پسینہ پیشانی اقدس سے مثل موتیون کے

از جبین فیض شمیمش فرود و دید در ان حالت نظر کرد　　ٹپکنے لگا۔ اِس حالت مین آپ نے ملاحظہ

علی بن ابی طالب را دید کہ در پہلوئے او ایستادہ است فرمود　　فرمایا کہ علی بن ابی طالبؓ آپ کے پہلو مین

ای علی چون ست کہ تو با برادران خود ملحق نہ گشتی　　کھڑے ہین آپ نے فرمایا اے علی تم بھی اپنے

علی گفت لا کفر بعد الایمان ان لی بابک　　بھائیون کے ساتھ کیون نہین چلے گئے علیؓ

اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستی کہ مرا بتو　　نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایمان لانے کے

اقتدا است یعنی مرا بتو کار است با یاران و　　بعد مین کافر ہو جاؤن۔ مجھے تو ہر امر مین

برادران کہ در پے غنیمت رفتند و ہزیمت　　آپ کی پیروی مقصود ہے اور اُن بھائیون

نمودند چہ کار دارم۔　　اور دوستون سے جو کہ لوٹ کے پیچھے پڑ گئے

مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۵۹　　وہان جاکر بھاگ گئے کچھ سروکار نہین تو

اگرچہ ان رفقا اور جان نثارون کا جہاد سے جی چُرانا اور غزوات بدر حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ سے فرار کرنا جلد دوم مین انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے بیان کیا جائے گا مگر چونکہ جناب محدث صاحب موصوف اِس روایت مین مصلحتًا صرف یہ جملہ (مسلمانان رو بہزیمت آوردند) لکھ کر گریز کر گئے ہین اِس لئے ہم اس جگہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ وہ کون مسلمان تھے وہ یہ ہے :-

تمام روایتون پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ بے سر ہمیہ ہوے کہ انھون نے مدینے سے ادھر دم نہین لیا اور کچھ لوگ جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہنا بیکار ہے بعضون نے مایوس ہوکر سپر ڈال دی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ ہے حضرت عمرؓ اِس تیسرے گروہ مین تھے۔ علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر اور طلحہ اور چند مہاجرین اور انصار کو دیکھا کہ مایوس ہوکر بیٹھ گئے ہین اُنھون نے پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو تو اُن لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی اُنھین کی طرح لڑکر مرجاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابو یوسف صاحب نے خود حضرت عمرؓ کی زبانی نقل کیا ہے کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا کہ رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچ لی اور اس قدر لڑے کہ شہادت حاصل کی۔ علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمرؓ کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو احد کے دن بھاگ گئے تھے لیکن خدا نے اُن کو معاف کردیا۔ علامہ بلاذری نے ایک اور روایت نقل کی ہے جس کا

خلاصہ یہ ہے۔ حضرت عمر نے جو اپنی خلافت کے زمانہ مین لوگون کے روزینے مقرر کئے تو ایک شخص کے روزینہ کی نسبت لوگون نے کہا کہ ان سے زیادہ مستحق آپکے فرزند عبداللہ ہین حضرت عمرؓ نے فرمایا نہین کیونکہ اسکا باپ احد کی لڑائی مین ثابت قدم رہا تھا اور عبداللہ

اہم کا باپ (یعنی خود حضرت عمرؓ) نہین رہا تھا (الفاروق حصہ اول صفحہ ۳۵ تا ۳۷)

سبحان اللہ جو رفقا کفار و مشرکین کی ایذا دہی کے وقت اپنے پیغمبرؐ کی مطلق حمایت نہ کرین جو جان نثار وقت جان نثاری اپنی جان بچاکر فرار ہوجائین۔ جو خود اپنی زبان سے اپنے فرار کا اقرار کرین اور کل مورخین و محدثین اہلسنت اپنی اپنی کتابون مین ان حالات و واقعات کی تصدیق کرین اور شاہ صاحب اُن کے فرار کو کفر بتلائین۔ واعجباہ کہ آپ ان تمام باتون پر پردہ ڈال کر یہ فرمائین:۔

یاران وے خود را سپر وے ساختہ از مشرب	رفقاے آنحضرتؐ نے اپنے کو حضرت کی
عشق چہ بادہا کہ نخورند و چہ مستیہا کہ نہ کردند	سپر بنا کر مشرب عشق سے کیا کیا جام نہین پیے
ہر گاہ کہ آنجناب بہ ہجرت و جہاد مامور شد	اور کیا کیا ولولے نہین کیے جبکہ وہ جناب ہجرت
اصحاب وے بمقابلۂ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند	و جہاد پر مامور ہوے تو آپکے اصحاب نے بمقابلہ
و چہ غمہا کہ نہ کشیدند۔ فاعتبروا یا اولی الابصار	کفار کون سے رنج تھے جو نہین پائے اور کونسے غم تھے جو نہین اُٹھائے۔

اصحاب کا غنیمت پر جھگڑنا اور نزول سورۂ انفال

پس علی العموم مہاجرین و انصار کا حق رفاقت ادا کرنا اور اپنی جانون اور مالون کو فدا کرنا تو سراسر باطل اور بے اصل ہے البتہ ان کا طامع اور حریص ہونا۔ مال غنیمت پر باہم جھگڑنا۔ ہر ایک گروہ کا اپنے آپکو تنہا اس کا مستحق سمجھنا۔ بلکہ اپنے پیغمبر پر خیانت اور تقسیم مال غنیمت مین عدل نہ کرنے کا اتہام لگانا رنعوذ باللہ بلاشبہہ ثابت ہے چنانچہ اُن کی اس حرص و طمع کا اظہار مورخین اور محدثین و مفسرین نے

بہت ہی وضاحت و صراحت سے اپنی اپنی کتابون مین کیا ہے اور خدائے پاک نے بھی صاف صاف فرمادیا ہے جوکہ ہواخواہان اصحاب کے چھپانے سے نہین چھپ سکتا منجملہ ان کے ہم چند روایات اور آیات اِس جگہ نقل کرتے ہین :-

پہلی روایت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا جو کچھ مال واسباب کفار غنیمت بدر کے لشکر مین تھا وہ سب جمع کیا گیا مگر اس کی نسبت مسلمانون مین اختلاف ہوا جنھون نے جمع کیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ مال ہمارا ہے اور جو لوگ دشمنون سے لڑتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم اگر ان سے نہ لڑتے اور انھین نہ روکتے تو تم کو یہ مال کیسے ملتا۔ اور جو لوگ سریش کے پاس رسول اللہ کی حفاظت کیلئے کھڑے تھے کہنے لگے کہ تم لوگ ہم سے زیادہ حقدار نہین ہو ہم دیکھ رہے تھے کہ یہ مال ہماری آنکھون کے سامنے پڑا تھا اور کوئی اس کا حفاظت کرنے والا نہ تھا ہم چاہتے تو اسی وقت اُسے لے سکتے تھے مگر ہم نے دیکھا کہ کہین دشمن رسول اللہ پر حملہ نہ کرین اس لئے ہم آپ کی راست پر کھڑے رہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے انفال یعنی مال غنیمت کو ان کے ہاتھون سے لے لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اختیار عطا فرمایا۔

(عروج الاسلام جلد ۶ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ آگرہ)

دوسری

جب رسول اللہ صلعم ہوازن سے فارغ ہوگئے تو آپ سوار ہوکر روانہ ہوئے لوگ آپ کے پیچھے روانہ ہوکر کہنے لگے یا رسول اللہ! ہماری غنیمت ہم کو تقسیم کیجئے اور جب اپنی مراد پوری نہ ہوئی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپ کی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو! میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تم کو دینے مین بخل کرتا ہون (ایضاً جلد ۶ صفحہ ۱۸۱)

تیسری

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش اور دیگر قبائل عرب پر ان غنائم کو تقسیم کردیا اور انصار کو کچھ حصہ نہ دیا تو وہ اپنے دلون مین طرح طرح کے خیالات کرنے لگے۔ چنانچہ

ان مین سے کچھ لوگون نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ اپنی قوم مین مل گئے (ایضاً جلد صفحہ

چوتھی | عباس بن مرداس کو تین اونٹ دیے جن سے وہ ناراض ہوگیا اور کہنے لگا کہ یہ اونٹ

اسی لوٹ کے مین سے مین نے اپنے گھوڑے پر پڑھ کر اور ریت مین حملہ کرکے حاصل کئے مین

اور اک جب سوجاتے تھے تو مین ان کو بکاتا تھا اور جب میدان مین مدہوش ہوتے تھے تو اس وقت

بھی مین کبھی غافل نہین رہتا تھا! اب میری لوٹ اور میرے غلامون کی لوٹ کا مال عتبہ اور

اقرع کو دیا جارہا ہے حالانکہ مین نے تو دلاوری اور جوانمردی کے کام کئے ہین اور مجھے کچھ نہین

دیا گیا (ایضاً صفحہ ۹۲)

جب مال غنیمت کے لئے مہاجرین اور انصار نے اس طرح حجت و تکرار کی تو اللہ تعالیٰ نے

یہ آیت نازل فرمائی :-

یسئلونک عن الانفال ط	اے رسول مسلمان سپاہی تم سے مال غنیمت
قل الانفال للہ والرسول ط فاتقوا	کا حکم دریافت کرتے ہین تم کہدو کہ مال غنیمت
اللہ واصلحوا ذات بینکم و	اللہ و رسول کا ہے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو
اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم	اور آپس کے جھگڑون کی اصلاح کرتے رہو اور
مؤمنین ۵	اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی
(پ ۹ س انفال ع ۱)	اطاعت کرتے رہو۔

جناب امام فخرالدین رازی اس آیۂ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہین -

ان یوم بدر الشبان قتلوا واسروا	بروز جنگ بدر جوانون نے قتال کیا اور
والاشیاخ وقفوا مع رسول اللہ ۴	قید کیا اور جو بوڑھے تھے وہ لڑائی مین رسول اللہ
فی المصاف فقال الشبان الغنائم	کے ساتھ تھے - جوانون نے کہا مال غنیمت

لنا لانا قتلنا وهزمنا وقال الاشياخ	ہم کو ملنا چاہیئے کیونکہ ہم نے جنگ کی اور کفار کو
کنا ردء الکم ولو انھزمتم لانھزتم	بھگایا بوڑھون نے کہا ہم تمھاری پشتی پر تھے
الینا فلا تذھبوا بالغنا ئم دوننا	اگر تم ہزیمت پاتے تو ہمارے ہی پاس آتے اسلئے
فوقعت المخاصمۃ بھذا السبب فنزلت	تم تنہا اُسکے مستحق نہین ہو سکتے جب دونون فریق
الایۃ	مین نزاع ہوئی آیۂ انفال نازل ہوا (تفسیر جلد چہارم صفحہ ۵۰۹)

یہی تفسیر طبری جلد ۹ صفحہ ۱۰۸ مین بھی ہے۔ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے قرآن شریف مترجم مین تحریر فرماتے ہین کہ:-

"مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ایک دوسرے سے ایک طرح کی بدگمانی پیدا ہوگئی ہر ایک اپنے کو زیادہ ہی مستحق سمجھتا تھا اِس واسطے کہ اس نے اپنے زعم مین زیادہ کوشش کی تھی سو خدا نے سمجھا دیا کہ یہ نتیجہ جو تم کو نصیب ہوئی یا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ تمھاری کوششون کا نتیجہ نہین ہے بلکہ محض خدا کا فضل ہے اور مال غنیمت سارے کا سارا اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا جس کو جتنا دیا جائے وہ خوشدلی سے لے لے اور اُسکو خدا اور اُسکے رسول کا انعام سمجھے۔

اسی طرح شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کا بیان ہے کہ:-

"جنگ بدر مین جب فتح حاصل ہو چکی تو کچھ لوگ کفار کا تعاقب کرتے ہوے بہت دور تک چلے گئے اور کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت مین حاضر رہے۔ تعاقب کرنے والے جب واپس ہوے تو اُنھون نے دعوی کیا کہ غنیمت ہمارا حق ہے کیونکہ ہم دشمنون سے لڑکر آئے ہین۔ ان لوگون نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے محافظ تھے اسلئے ہم تم سے زیادہ حقدار ہین اُس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الانفال (الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۲۱۰)

شبلی صاحب نے جن مہاجرین و انصار کو حاضر خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایا ہے

ان مین مورخین نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا اسم مبارک خاص طور پر درج کیا ہی اور یہ پتہ دیا ہی کہ جسوقت آنحضرت بارگاہ ایزدی مین فتحیابی کی دعا مین محو تھے تو اسوقت حضرت ابوبکر رضؓ نے آنحضرت صلعم کو بقول صاحب رضتہ الصفا صدیق آن سرور را بیدار ساخت وعرض کرد یا رسول اللہ مشرکین باتردیک رسیدند یہ کہکر بیدار کردیا تھا پس جب کہ بقول شبلی صاحب وغیرہ صحاب محافظین آنحضرت صؐ نے اپنے آپ کو مال غنیمت کا مستحق بتایا اور اسکے لئے باہم جھگڑے جب آیۂ انفال نازل کی تو وہ سب حضرت آیۂ ذانی ہا یہ -

یحبون المال حبا جما (پ۳۰۔س الفجر ع ۱) تم مال کو جی بھر کے دوست رکھتے ہو۔

کے مصداق ہوے۔

آنحضرتؐ پر خیانت کا الزام رکھنا

واضح ہو کہ مہاجرین وانصار نے صرف طلب مال غنیمت ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اُنھون نے اپنے پیغمبر سے اِس طرح کے گستاخانہ کلام بھی کیے کہ :-

"آپ جنگ پر تو ہمین بھیجتے ہین لیکن مال غنیمت جو ہمارا حق ہے اُسکو اپنے عزیزون پر تقسیم کردیتے ہین اور اس تقسیم مین خدا کی مرضی کا خیال نہین کرتے"

چنانچہ بخاری شریف مین ایک طولانی روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

اخبرنی انس بن مالك رضی الله عنه قال ناس من الانصار حین افاء الله علی رسوله صلعم ما افاء من اموال هوازن فطفق النبی صلعم یعطی رجالا المائة من الابل فقالوا یغفر الله لرسوله یعطی قریشا ویترکنا وسیوفنا تقطر من دمائهم

انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ فتح خیبر کے بعد جب غنیمت کا مال ہوازن تقسیم کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اُس مین سے سو سو اونٹ قریش کو دیئے اُسپر انصار نے کہا خدا رسول کی مغفرت کرے کہ قریش کو دیتے ہین اور ہم کو نہین دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے قریش کے خون ٹپک رہے ہین۔

(صحیح بخاری جلد دوم مصحح مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری صفحہ ۶۳۱)

اُسی مین دوسری روایت اِس عنوان سے منقول ہے :۔

عن عبداللہ قال لما قسم النبی	عبداللہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ
صلعم قسمۃ حنین قال رجل من	صلعم نے غنیمت حنین تقسیم کی تو انصار مین سے
الانصار ما اراد بھا وجہ اللہ فاتیت	ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم مین خوشنودی خدا
النبی صلعم فاخبرتہ فتغیر وجھہ	منظور نہین ہے اس پر مین نے رسول خدا ص کو
ثم قال رحمۃ اللہ علی موسیٰ لقد	اِس سے مطلع کیا یہ سُنکر چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر
اوذی باکثر من ھذا فصبر۔	ہوگیا اور فرمایا کہ موسیٰ پر خدا کی رحمت ہو اُن کو تو
(ایضاً صفحہ ۸۸)	اِس سے بھی زیادہ تکلیفین دی گئی تھین پھر صبر کیا

صد حیف کہ مہاجرین و انصار نے مال غنیمت کے متعلق اپنے پیغمبر پر خیانت اور عدل نہ کرنے کا بھی اتہام لگایا جسپر خدائے پاک نے اپنے حبیب اور رسول کی عصمت پر یہ آیت نازل فرمائی :۔

ماکان لنبی ان یغل ومن	کسی نبی کی یہ شان نہین ہے کہ خیانت کرے
یغلل یات بما غل یوم القیمۃ ۔	اور جو خیانت کرے گا تو جس چیز کی خیانت کی ہے
پ ۴	قیامت کے دن وہی چیز خدا کے سامنے لانی ہوگی

چنانچہ مفسرین اہلسنت نے اِس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ :۔

"مسلمانون کو یہ سمجھانا ہے حضرت پر گمان نہ کرین کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکھین۔ بدر کی لڑائی مین ایک چیز غنیمت کے مال سے گم ہوگئی تھی سو کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی اسپر یہ آیت نازل ہوئی (ترجمۂ قرآن مجید شاہ عبدالقادر صاحب مطبوعہ میرٹھ)

اِسی طرح مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ مین ہے :۔

"جنگ بدر مین جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا تھا اور وہ جمع کیا جا رہا تھا کہ آخر کار فوج مین

کیا جائے گا اُس مین سے ایک اوڑھنے کی چادر اور ایک لنگی گم ہوگئی۔ کسی بد باطن نے پیغمبر کی کی نسبت شبہہ کیا۔

نیز تفسیر حسینی مین ہے :۔

بناشد سزاوار مر پیغمبرے را کہ خیانت کند در غنیمت بعضے اقویا صحابہ از پیغمبر درخواست می نمودند کہ مارا از ہر غنیمت کہ می افتد زیادہ از حصۂ ضعفاء چیزے زیدہ۔ آیت آمد کہ خیانت پیغمبر در قسمت غنائم روا نیست۔

گویند از غنائم بدر گلیمے سُرخ گم شد و جمعے سیاہ دلان از روے نفاق نسبت آن بہ سید عالم صلعم علی الاطلاق کردند حق تعالیٰ ذمہ حبیب خود را خصوصًا و ذمہ جمیع انبیا عمومًا ازین خیانت بری گردانید و فرمود کہ ہیچ پیغمبر در غنیمت خیانت نہ کرد و نہ کند

بعض صحابہ جو قوی تھے اُنھون نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ جو غنیمت حاصل ہوتی ہے اسمین سے بہ نسبت ضعیف صحابہ کے ہمین کچھ زیادہ دیا کیجئے۔ آیت آئی کہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ خیانت کرے بعض کہتے ہین کہ بدر کی غنیمت سے ایک کمبلی سرخ رنگ کی گم ہوگئی بعض سیاہ دلون نے نفاق کی راہ سے سید عالم کی طرف بدگمانی کی تب اسکی نسبت حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ کسی نبی نے بھی غنیمت مین خیانت نہین کی تھی اور نہ یہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کرتے ہین۔

(تفسیر حسینی صفحہ ۸۷ و ۸۸)

نزول آیۂ شریفہ نسبت اصحاب منافقین

جب مہاجرین و انصار نے آنحضرتؐ سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نہ کرنے کی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت یہ کلام کئے تو اللہ جل شانہٗ نے آیت نازل فرمائی

ومنهم من يلمزك في الصدقات فان اعطوا منها

انمین سے کچھ ایسے بھی ہین (اے رسول) جو لوگون کے مال کی خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا تم کو الزام دیتے ہین

رضوا وان لم یعطوا منها اذا هم یسخطون ۵

پھر اگر ان مین سے انھین حسب خواہش دیا جاے تو خوش ہو گئے اور اگر ان کی مرضی کے موافق نہین دیا گیا تو پس فوری بگڑ جاتے ہین ۔ (پ۱۰۔ س توبہ ع ۷)

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ اصحاب مال دنیا پر بڑے حریص تھے اور وہ یہ ہے :۔

قال اهل المعانی هذه الایة تدل علی رکاکة اخلاق اولئك المنافقین ودنائة طباعهم وذلك لانه لشدة شرههم الی اخذ الصدقات عابوا الرسول فنسبوه الی الجور فی القسمة مع انه کان ابعد خلق الله تعالی عن المیل الی الدنیا قال الضحاك کان رسول الله یقسم بینهم ما اتاه الله من قلیل المال وکثیره وکان المومنون یرضون بما اعطوا ویحمدون الله علیه و اما المنافقون فان اعطوا کثیرا فرحوا وان اعطوا قلیلا سخطوا وذلك یدل علی ان رضاهم وسخطهم بطلب النصیب لالاجل الدین (تفسیر کبیر ۴ صفحہ ۲۶۹)

اہل معانی کہتے ہین کہ یہ آیت منافقین کی رکاکت اخلاق اور ان کی دنائت طبع پر دلالت کرتی ہے کیونکہ وہ صدقات کے لینے پر بڑے حریص تھے لہذا انھون نے رسول اللہ پر عیب لگایا اور حضرت کی تقسیم پر ناانصافی کے مدعی ہوے حالانکہ آنحضرت تمام مخلوقات مین اس سے بری تھے کہ دنیا کی طرف میل کرین ۔ ضحاک کہتے ہین کہ جو کچھ قلیل وکثیر مال آتا تھا حضرت اسکو تقسیم کر دیتے تھے مومنین تو اس تقسیم سے راضی ہو جاتے اور شکر خدا بجا لاتے تھے ۔ مگر منافقین کو اگر زیادہ ملتا تو خوش ہوتے اور کم ملتا تو ناخوش ہوتے جس سے معلوم ہوا کہ ان کی رضا و رغبت بطلب مال دنیا ہے نہ بغرض دین ۔

امام بخاری کا اس آیت کو دو انجومیسر کے حق مین بتانا

امام محمد اسمٰعیل بخاری رض نے جب دیکھا کہ ان آیتون سے تو اپنے اصحاب کے ایمان اور

طمع وحرص کی قلعی کھلتی ہے تو ان جملہ ذمایم کا سہرا ایک شخص ذوالخویصرہ تمیمی کے سر پر باندھ دیا تاکہ اپنے اصحاب کے دامن عصمت پر کوئی دھبہ نہ لگے۔ چنانچہ وہ روایت بخاری شریف سے نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے ملاحظہ ہو۔

ان اباسعید الخدری قال بینما	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ ہم رسول
نحن عند رسول الله وهو یقسم	اللہ کی خدمت مین حاضر تھے اور آپ کچھ تقسیم
قسما اذا اتاه ذوالخویصره وهو رجل	فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ جو بنی تمیم سے تھا
من بنی تمیم فقال یارسول اعدل	آیا اور کہا یارسول اللہ انصاف کیجیے۔ حضرت نے
فقال ویلك ومن یعدل اذا لم	فرمایا وای ہو تجھپر اگر مین انصاف نہ کرونگا تو
اعدل قد خبت وخسرت ان لم اعدل	پھر کون کرے گا اگر مین انصاف نہ کرونگا تو خائب
فقال عمر یارسول الله ائذن لی فیه	وخاسر ہونگا۔ عمر نے کہا یا حضرت اجازت دیجئے کہ
فاضرب عنقه فقال دعه فان له اصحابا	مین اس کو قتل کرون حضرت نے فرمایا جانے دو کہ اسکے
یحقر احدکم صلاته مع صلاتهم	ایسے اصحاب ہین جنکے نماز روزہ کے سامنے تم اپنی
وصیامه مع صیامهم یقرؤن القرآن	نماز کو حقیر جانوگے یہ قرآن کو پڑھتے ہون گے مگر
لایجاوز تراقیهم یمرقون من الدین	اُن کی سمجھ مین نہ آئے گا اور ایسی تاویل کرین گے
کما یمرق السهم من الرمیة ینظر	جو خلاف مقصود ہوگی یہ دین سے اِس طرح نکلجائینگے
الی صلته فلا یوجد فیه شیئ ثم	جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے پھر جہاں تک لوہے
ینظر الی وصافه فلا یوجد فیه شیئ	مین دیکھا جاتا ہے جو تیر مین لگا رہتا ہے تو کچھ اُسمین
ثم ینظر الی نضیه وهو قدحه فلا یوجد	نہین ملتا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تیر جب اپنی تیزی
فیه شیئ ثم ینظر الی قذذه فلا یوجد فیه	سے شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے اور شکار کا کوئی حصہ بھی

شئی قد سبق الفرث والدم انتهم رجل — اُس مین نہین رہتا اسیطرح یہ لوگ اسلام سے نکل جائینگے

السوقة احدی عضب به مثل ثدی المرءة — کہ کوئی اثر بھی اسلام کا اُنمین نہ رہے گا بسر دار اس کا

اومثل الضبعة قدر وایخرجون علی — ایک سیاہ مرد ہوگا جسکا ایک بازو مثل پستان زن ہوگا

صبی وفرقة من الناس قلل ابوسعید — یا گوشت کا ایک ٹکڑا جو حرکت کرتا ہوگا جب کہ لوگون

فاشهد انی سمعت هذ الحدیث من — مین اختلاف ہوگا اُسوقت یہ لوگ ظاہر ہونگے

رسول الله واشهد ان علی بن ابیطالب — ابوسعید خدری کہتے ہین کہ مین گواہی دیتا ہون کہ

قاتلهم وانا معه فامر بذلك الرجل — خود مین نے اس حدیث کو رسول اللہ سے سُنا ہے اور

فالتمس فاتی به حتی نظرت الیه بعث — گواہی دیتا ہون کہ حضرت علیؑ نے ان سے قتال کیا

النبی صلعم الذی بعثه۔ — اور آپ نے حکم دیا اُس کو تلاش کرو جب وہ لایا گیا تو اسکو

(صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مصر) — ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

اصحاب کا تقسیم مال مین آنحضرتؐ پر اعتراض

اِس روایت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کمال جوش ایمان کی وجہ سے ذوالخویصرہ تمیمی کی گستاخی و بے ادبی کی تاب نہ لاسکے اور اُسکے قتل کرنے پر آمادہ و مستعد ہوگئے لیکن امام بخاری کی یہ محبت اُن کے کچھ کام نہ آئی اِسلئے کہ صحیح مسلم مین ہے کہ خود حضرت عمرؓ تقسیم غنیمت مین آنحضرتؐ پر معترض ہوے تھے اور کہا تھا کہ یہ تقسیم درست نہین ہے وہ روایت یہ ہے:۔

عن سلمان بن ربیعة قال قال — یعنی سلمان بن ربیعہ راوی ہین کہ خود حضرت

عمر بن الخطاب قسم رسول الله قسما — عمرؓ کہتے ہین کہ ایک دفعہ رسول خداؐ نے کچھ تقسیم

فقلت والله یارسول الله لغیر — کیا تو مین نے کہا۔ بخدا یا رسول اللہ جن لوگون

هؤلاء کان احق به منهم قال — کو آپ نے دیا ہے دوسرے لوگ اُنسے زیادہ مستحق تھے

خیرونی بین ان یسئلونی بالفحش — حضرتؐ نے فرمایا مجھے مخیر کیا ہے اسمین کچھ سوال نہ کرو

یبخلونی ولست بباخل	ہم سے فحش و بدگوئی سے یا ہمکو بخل سے نسبت نہ دو
(صحیح مسلم ص۳۳۷)	حالانکہ ہم بخیل نہین ہین ۔

ان دونون حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس موقع پر جو اعتراض ذوالخویصرہ کا رسول اللہ پر تھا وہی حضرت عمرؓ کا بھی ہے پھر کونسی وجہ اس امر کی داعی ہے کہ اہلسنت والجماعت ذوالخویصرہ کو تو صاف منافق کہین ۔ اور واجب القتل ٹھہرائین اور حضرت عمرؓ کو مہر و ماہ فلک اسلام کا خطاب عطا کرین ۔ حالانکہ اُنکی تو صرف یہی ایک اعتراض تھا اور حضرت عمرؓ کا ایک نہین بلکہ بیسون ہین جو آیندہ اپنے موقعون پر مذکور ہون گے ۔

اِس موقع پر ہم دو چار روایات کا خلاصہ سیرۃ النبی مولفہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی سے بھی نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین تاکہ ان سے صاحب موصوف نے اصحاب رسول کی حرص و طمع پر کافی روشنی ڈالی ہے ملاحظہ ہون ۔

روایات ۔
سیرت ۔
ہیں ۔
ہارو ۔

جنگ بدر اور یہ آیت لڑائیون کی اصلی بنیاد ضرورت معاش سے شروع ہوتی تھی اِس لئے کہ بہت سے لوگون کو مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے محبوب نہ تھی اور ذرائع معاش مین سے زیادہ جس الاٹ کو سمجھتے تھے یہ خیال مقدس لوگون مین راسخ اور رگ و پے مین سرایت کر گیا تھا اسلام کے بعد بھی ایک مدت تک قائم رہا

یسئلونک عن الانفال قل	جو لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہین
الانفال للہ والرسول	کہدو کہ مال غنیمت خدا کا ہے

اِس آیت سے یہ مقصود ہے کہ مجاہدین مال غنیمت کا خود دعویٰ نہین کر سکتے اِس کی تقسیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اختیار مین ہے جس طرح آپ چاہین تقسیم فرمائین ۔ اس سے اتنا ہوا کہ لڑائیون مین جو ہر شخص لوٹ کر جو چیز چاہتا تھا لیتا تھا بند ہو گیا لیکن میدان مین

بنگ کے علاوہ اور موقعون پر لوٹنا مدتون موقوف نہین ہوا۔ سنن ابی داؤد مین ایک انصاری سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین شریک تھے بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو اتفاقاً سامنے بکریان نظر پڑین۔ ان کو لوٹ لائے اور ذبح کرکے ہانڈیان چڑھا دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور کمان جو ہاتھ مین تھی اس سے دیگچیان الٹ دین اور فرمایا کہ لوٹ کی چیز مردہ سے بڑھ کر حلال نہین خیبر کی لڑائی ۷ھ مین ہوئی اسوقت تک یہ حال تھا کہ امن کے بعد لوگون نے یہود یون کے جانور اور پھل لوٹ لئے اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو نہایت غصہ آیا آپ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا۔

ان اللہ تعالی لم یحل لکم ان	خدا نے تم لوگون کے لئے یہ جائز نہین کیا
تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن	ہے کہ اہل کتاب کے گھرون مین بغیر اجازت
ولا ضرب نساءھم ولا اکل ثمارھم	یہ اجازت دی ہے کہ ان کی عورتون کو مارو نہ
اذا اعطوکم الذی علیھم	ان کے پھل کھاؤ جبکہ وہ تم لوگون کو ادا کر دیا جو
(سیرۃ النبی صفحہ ۴۲۳)	انپر فرض ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم چاہتے تھے کہ غنیمت کے ساتھ لوگون کا جو شغف ہے کم ہو جائے لیکن مدت تک غنیمت کی محبت اور وابستگی نہ گئی۔ غنیمت اس قدر محبوب تھی بعض صاحبون کو کسی کافر کے مسلمان ہونے پر اس بنا پر رنج ہوا کہ اسلام لانے کی وجہ سے اس کا مال نہ ملے گا۔ سنن ابی داؤد مین ہے کہ ایک صحابی نے ایک سریہ مین حملہ کرنا چاہا قبیلہ والے روتے ہوئے آئے انھون نے کہا لا الہ الا اللہ کہو تو تمہاری جان اور مال بچ جائے گا انھون نے لا الہ الا اللہ کہا اور ان کو امن دیدیا گیا جب یہ اپنے ساتھیون مین

آئے تو لوگون نے اُن کو ملامت کی احرمتنا الغنیمۃ (تم نے ہم کو غنیمت سے محروم کر دیا۔

(صفحہ ۴۲۴)

سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اِن غنیمت کے ساتھ لوگون کو اسقدر شغف تھا کہ لڑائیون کا بہت بڑا سبب یہی ہوتا تھا اس کی اصلاح مین نہایت تدریج سے کام لینا پڑا جاہلیت مین تو غنیمت محبوب ترین چیز تھی تعجب یہ ہے کہ اسلام مین بھی ایک مدت تک اُسکو ثواب کی چیز سمجھتے تھے ابو داؤد مین ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا

رجل یرید الجہاد فی سبیل	ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا
اللہ ولہ غرض من اغراض	ہے لیکن کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہے آپ نے
الدنیا فقال النبی لا اجر لہ	فرمایا کہ اس کو کچھ ثواب نہین ملنے کا۔ یہ امر
فاعظم ذلک الناس وقالوا	لوگون کو بہت عجیب معلوم ہوا اور لوگون نے اس شخص
للرجل عد الی رسول اللہ فلعلک	سے کہا کہ پھر جاکر دوبارہ عالیجناب سے آنحضرت صاحب کا
لم تفہمہ	مطلب نہین سمجھا

! بالوگ دوبارہ دریافت کے لئے بھیجتے تھے اور اُن کو یقین نہین آتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہوگا۔ بالآخر جب آپ نے تیسری دفعہ بھی فرمایا کہ لا اجر لہ (یعنی اُسکو کچھ ثواب نہین ملے گا) تب لوگون کو یقین آیا۔ قرآن مجید مین غنیمت کی نسبت متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اُس کی طرف انہماک اور وارفتگی پر ملامت کیجاتی تھی جنگ احد مین جب اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت کے لوٹنے مین مصروف ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی :-

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ	تم سے کچھ لوگ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ آخرت کے

جنگ بدر مین لوگون نے جب اجازت سے پہلے غنیمت لوٹنی شروع کردی یا بقول
بعض مفسرین فدیہ کی خواہش سے لوگون کو گرفتا کیا تو یہ آیت اُتری

تریدون عرض الدنیا واللہ یرید — تم لوگ دنیا کی پونجی چاہتے ہو اور خدا
الاٰخرۃ — آخرت کی۔

باوجود ان تمام تصریحات اور بار بار تاکیدات کے غزوہ حنین مین جو ۸ھ مین واقع ہوا تھا اسوجہ سے شکست ہوئی کہ لوگ غنیمت کے لوٹنے مین مصروف ہو گئے۔ صحیح بخاری غزوہ حنین کے ذکر مین ہے۔

فاقبل المسلمون علی الغنائم — مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور کافرون نے
واستقبلونا بالسہام — ہم کو تیرون پر رکھ لیا۔

اس بنا پر موقع بہ موقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ کو زیادہ تصریح سے بیان فرماتے تھے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی شخص غنیمت کیلئے کوئی نام کے لئے کوئی اظہار شجاعت کیلئے لڑتا ہے کس کا جہاد خدا کی راہ مین سمجھا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من قاتل لتکون کلمۃ اللہ — جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا
ھی العلیا — بول بالا ہو۔

بالآخر آپ نے فرمایا کہ گو جہاد کسی نیت سے کیا جائے لیکن جب مجاہد مال غنیمت قبول کرتا ہے تو دو تہائی ثواب کم ہو جاتا ہے پورا ثواب اُسی وقت ملتا ہے جب غنیمت کو مطلق ہاتھ نہ لگائے۔ صحیح مسلم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہین:۔

مامن غازیۃ تغزو فی سبیل اللہ — جو غازی خدا کی راہ مین لڑتا ہے اور

فیصیبون الغنیمۃ الا تعجلوا ثلثی	مال غنیمت لیتا ہے وہ آخرت کے ثواب کا یہین
اجرھم من الاخرۃ ویبقی لھم	دو ثلث لے لیتا ہے اور آخرت مین اسکا حصہ
الثلث وان لم یصیبوا غنیمۃ اتم	صرف ایک تہائی رہجاتا ہی البتہ اگر غنیمت مطلق
لھم اجرھم۔	نہ لے تو اُس کو آخرت مین پورا اجر ملے گا۔

(ایضاً صفحہ ۴۴۴ تا ۴۴۶)

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہورہا ہے ایک ایک کو ہزارون کی رقمین وصول ہورہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اُٹھایا کبھی نہین اُٹھایا پورے تین سو اوقیہ آئے (ایک اوقیہ دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے) آپ فرماتے ہین کہ میں اس سے زیادہ نفع بتاون تو بڑے شوق سے پوچھتے ہین کیا ارشاد فرمائیے تو ارشاد ہوتا ہے کہ نماز فرض کے بعد دو رکعت۔ (خلاصہ سیرۃ النبی صفحہ ۴۴۴ تا ۴۴۵)

بھائیو! ذرا اپنے علماء کے مرتبہ روایات کو علی العموم اور اُن روایات کو علی الخصوص جنمین شمس العلماء شبلی نعمانی نے مہاجرین وانصار کی طمع وحرص کی پوری تصویر کھینچی ہے بنظر تعمق وغور ملاحظہ فرمائیے اور خود ہی فیصلہ کرلو کہ مہاجرین کو کسکے عشق نے گھرون سے نکالا۔ اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر ؎

رنگین کہ کرد پنجۂ مرگانم این چنین — لعل وگہر کہ ریخت بدامانم این چنین

روایات اہلسنت درباره زہد جناب امیرؑ

اب ذرا جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ حیدر کرار غیر فرار کے زہد وعراض عن الدنیا پر بھی نگاہ کیجئے جسکے معترف خود تمہارے علما ہین چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید ودیگر علماء کی دو ایک روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

وذکر الشعبی قال دخلت الرحبۃ بالکوفۃ واذا انا بغلام فی غلمان فاذا انا بعلی علیہ السلام قائما علی صبرتین من ذھب وفضۃ ومعہ مخفقۃ وھو یطرد الناس بمخفقۃ ثم یرجع الی المال فیقسمہ بین الناس حتی لم یبق منہ شئ ثم انصرف ولم یحمل الی بیتہ قلیلا وکثیرا فرجعت الی ابی فقلت لہ لقد رأیت الیوم خیر الناس او احمق الناس قال من ھو یا بنی قلت علی بن ابی طالب امیر المؤمنین رأیتہ یصنع کذا فقصصت علیہ فبکی وقال یا بنی بل رأیت خیر الناس

شعبی کہتا ہے کہ بچپن مین شہر کوفہ کے محلہ رحبہ مین چند لڑکون کے ساتھ مین گیا تو دیکھتا ہون کہ حضرت علی علیہ السّلام سونے اور چاندی کے دو انبار کے پاس کھڑے ہین۔ آپکے ہاتھ مین ایک دُرّہ بھی ہی جس سے لوگون کو ہٹا رہے ہین۔ پھر اُن انبارون کے پاس آکر اُن کو آدمون مین تقسیم کر رہے ہین یہان تک کہ دونون انبار بانٹ دیے اور اُنمین سے کوئی چیز باقی نہ رکھی اسکے بعد واپس چلے آئے اس شان سے کہ اپنے گھر ایک حبّہ بھی نہ لائے یہ دیکھکر مین نے اپنے باپ سے آکے کہا کہ آج مین نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو سب سے بہتر ہے یا سب سے زیادہ بیوقوف اُنھون نے پوچھا وہ کون ہے مین نے کہا امیر المومنین علی بن ابی طالب پھر مین نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب اُن سے بیان کیا یہ سنکر وہ رونے لگے اور کہا یا بنی بل رأیت خیر الناس (بیٹا! وہ تو بہترین ناس ہین)

(ردّ التحفہ)

رأیت خیر الناس

دوسری روی محمد بن فضیل عن ھارون بن عنتر عن زاذان قال نطلقت مع قنبر غلام علی

زاذان راوی ہین کہ مین حضرت علی علیہ السلام کے غلام قنبر کے ہمراہ ایک دفعہ ہو لیا

علیہ السلام فاذا ھو یقول قم یا امیر المومنین فقد خبئت لک خبیئا قال وما ھو ویحک قال قم معی فقام فانطلق بہ الی بیتہ بغرادۃ مملوۃ من جامات ذھبا وفضۃ فقال یا امیر المؤمنین رأیتک لا تترک شیئا الا قسمتہ فادخرت لک ھذا عن بیت المال فقال علی علیہ السلام ویحک یا قنبر لقد اجبت ان تدخل بیتی نارا عظیمۃ ثم سل سیفہ وضرب بہ ضربات کثیرۃ فانتشرت من بین اناء مقصوع نصفہ واخر ثلثہ ونحو ذلک ثم دعا بالناس فقال اقسموا بالحصص ثم قام الی بیت المال فقسم ما وجد فیہ ثم راء فی البیت ابراۃ ومسالا فقال لتقسموا ھذا فقالوا لا حاجۃ لنا فیہ وقد کان علی علیہ السلام یاخذ

تو وہ حضرت علی سے آکر کہنے لگے کہ یا حضرت! تشریف لیجائیے یہ سن کر حضرت اٹھے اور قنبر کے گھر آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک بورہ مین بہت سے پیالے سونے وچاندی سے بھرے ہوے رکھے ہین۔ قنبر نے عرض کی مولا مین نے دیکھا کہ آپ کچھ بچاتے نہین اور سب کا سب تقسیم کئے دیتے ہین مین نے بیت المال سے آپ کے لئے اس مال کو بچا لیا ہے حضرت نے یہ دیکھکر فرمایا قنبر تم پرواے ہو۔ کیا تم کو میرے گھر مین اتنی بڑی آگ جمع کرنا اچھا معلوم ہوا یہ کہکر حضرت نے تلوار کھینچ لی اور اس بورہ پر کئی وار لگائے جس سے اُس کے ظروف ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے پھر لوگون کو فرمایا اِس مال کے حصون کو تقسیم کرو اسکے بعد بیت المال کے پاس تشریف لائے اور جو کچھ پایا اُسکو تقسیم کردیا بلکہ اس مین ایک سوئی اور سوا دیکھا تو فرمایا اس کو بھی تقسیم کرلو اُن لوگون نے کہا کہ ہمین اسکی ضرورت نہین ہے اور حضرت کا معمول تھا کہ جو شخص جو چیز بتاتا وہی چیز اُس سے بطور خراج یا ٹیکس لیتے (پس یہ سوئی اور سوا بھی)

من کل عامل ما یعمل فضحک وقال
لیوخذن شرہ مع خیرہ
(از روالتحفہ ۲۶۸)

اسطرح بیت المال مین آئے تھے) تو اُنکا جواب سنکر حضرت
ہنسے اور فرمایا اچھی چیزون کے ساتھ بُری
چیزین بھی لینی پڑینگی۔

اسی طرح روضۃ الاحباب مین ہے :-

مرویست کہ چون امیر المومنین کرم اللہ
وجہہ عمرو ابن عبدُود را بکشت التفات بجامہ
وسلاح وے نہ کرد خواہر عمرو بیامد بر بالین وے
بنشست دید کہ جامہ وسلاح او بحال خود
ہست گفت ما قتلہ الا کفو کریم نہ کشتہ
ہست اورا الا ہمسرے گرامی آنگاہ پرسید کہ
قاتل وے کیست گفتند علی بن ابی طالب بن
عبد المطلب پس این دو بیت گفت

ولو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ
لکنت ابکی علیہ آخر الابد
اگر اسکا قاتل غیر علی ہوتا تو مین
لکن قاتلہ من لا یعاب بہ
من کان یدعی حدیما بیضۃ البلد
لیکن اس کا قاتل وہ شخص ہے

جب حضرت امیر المومنین نے عمرو بن عبدُود
کو قتل کیا تو اُسکے ہتھیار اور زرہ وجامہ وغیرہ
کو ویسا ہی چھوڑ دیا اور اسپر مطلق التفات نہین
کیا جب اسکی بہن نعش پر آئی اور اس نے زرہ جو
بیش بہا تھی اُسکے جسم پر دیکھی تو اُسنے کہا کہ اس کا
قاتل کوئی بڑا عالی خاندان شخص ہے پھر اُس نے
لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا کہ علی بن ابیطالب
ہین یہ سنکر اسنے دو شعر پڑھے۔
لکنت ابکی علیہ آخر الابد
اپنے بھائی کے مارے جانے پر مدت العمر گریہ وبکا کرتی
من کان یدعی حدیما بیضۃ البلد
جو رئیس القوم پکارا جاتا ہو جسکو کوئی عیب نہین لگایا جا سکتا

تقابل مابین اصحاب جناب امیر علیہ السلام

اے بھائیو! اب اپنے اصحاب کرامؓ اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ایمان و اعراض عن الدنیا کا تقابل کرکے انصاف سے کہو کہ آیۂ کریمہ :-

منکم من یرید الدنیا
(اے اصحاب رسول) تم مین سے اکثر طالب دنیا ہین

کے مصداق کون اصحاب ہین اور

منکم من یرید الاخرۃ — بعض تم مین سے طالب آخرت ہین

کس پر صادق آتا ہے۔ کن لوگون پر مال دنیا کی محبت مین آیۂ کریمہ

ان الانسان لحب الخیر لشدید — اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور کس نے اپنے مالک کی ہدایت

فما متاع الحیوٰۃ الدنیا فی الاخرۃ — زندگانی دنیا بمقابلہ آخرت کے بہت ہی

الا قلیل — قلیل ہے۔

پر دنیا کو طلاق بائن دے کر خوشنودی رب جلیل حاصل کی۔

اگر آپ بفرط محبت اصحاب مومن و منافق اور نیک و بد مین امتیاز نہین کرتے تو نہ کرین۔

خالق ارض و سما تو کر چکا اور اُن کو خوب پہچان چکا ہے قولہ تعالیٰ

ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا و — اور ضرور اللہ اُن کو بھی جان لے گا جو

لیعلمن المنافقین (پ۔ ۲۰ عنکبوت ع ۱) — ایمان لائے اور اُن کو بھی جو منافق ہین۔

اصحاب کی حرص اور لوٹ مار کے حالات تو سُن چکے اب اُن مخالفتون کا بھی حال سُنیے جو اُنھون نے

آنحضرت صلعم سے کی تھین۔

اول — کتب سیر و تواریخ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین اپنی ازواج کو

حکم دیا تھا کہ یہ تمھارا آخری حج ہے اِسکے بعد اب کوئی حج کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے مگر حضرت عمرؓ

نے خلاف حکم آنحضرتؐ اُن کو حج کی اجازت دی اور نامحرمون کو اُن کے ہمراہ کر دیا۔ جیسا کہ

ازالۃ الخفا مین ہے:۔

روی ان عمر اذن ازواج النبی ﷺ فی — یعنی حضرت عمرؓ نے ازواج نبی ﷺ کے ہمراہ

اردو: بعض صحابہ نے آنحضرت کی مخالفت کی

اول

اخرج حجّة حجّها فبعث معهن عثمان بن عفان

حضرت عثمانؓ کو بھیجا۔

دوم ۱ ان رسول الله قال يا ابا هريرة

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہؐ نے

واعطاني نعليه فقال اذهب بنعلي

بلوایا اور اپنے دونوں نعلین دے کر فرمایا یہ میری نعلین

هاتين فمن لقيك من وراء هذا الحايط

بطور تصدیق کے لیجاؤ پھر جس کسی سے اس دیوار

ويشهد ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه

کے باہر ملاقات ہو اور وہ توحید کی شہادت صدق

ابشره بالجنة فكان اول من لقيت عمر

دل سے دیتا ہو اسے جنت کی بشارت دو پس سب سے

فقال ما هاتان النعلان يا ابا هريرة قلت

پہلے مضربت عمر ملے کہنے لگے ابو ہریرہ یہ دونوں کیا ہین

نعلا رسول بعثني بهما من لقيت يشهد

مین نے کہا رسولؐ کی نعلین ہین مجھے اکو دیکر اسلیئے

ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه

بھیجا ہے کہ جسے توحید کا اقرار کرتے ہوئے دیکھون

ابشره بالجنة فضرب عمر ثديي

اُسے جنت کی بشارت دون یہ سنتے ہی عمر نے

فخررت لاليتي

میرے سینہ پر ایسی ضرب ماری کہ مین کرین کے بل

(صحیح مسلم شریف ومشکوٰۃ شریف)

زمین پر گر پڑا۔

سوم اخرج الفريابي وابن عساكر عن ابراهيم التيمي

امام فریابی وابن عساکر راوی ہین کہ ایک شخص

عن ابيه قال قال رجل لو ادركت رسول

نے حضرت حذیفہ سے کہا کہ اگر مین رسول اللہؐ کو پاتا

الله صلعم لحملت وفعلت فقال حذيفة رايتني

تو آپ کی خدمت کرتا حذیفہ نے کہا کہ مین شب احزاب

ليلة الاحزاب ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم

رسول اللہؐ کے ساتھ تھا حضرت نماز شب نہایت

يصلي من الليل في ليلة باردة ما قبلها وما بعدها

سخت جاڑے مین پڑھ رہے تھے ہم لوگون کی طرف

برد اكان اشد منها فخانت منى التفاتة فقال الا رجل

ملتفت ہوکر فرمایا کوئی ایسا ہی جو جاکر مخالفین کے لشکر

يذهب الى هولاء فيانينا بخبرهم جعله الله معي يوم القيمة

کی خبر لائے خدا اُسکو ہمارے ساتھ جنت مین داخل کریگا

قال فما قام منا انسان قال فسكتوا ثم عاد فسكتوا ثم قال يا ابا بكر فقال استغفر الله ورسوله

آپنے ابو بکر کا نام لیا وہ استغفار یعنی معاف فرمایئے کہکر رہ گئے حضرت نے فرمایا اگر چاہو تو جا سکتے ہو

فقال ان شئت ذهبت فقال صلعم يا عمر فقال استغفر الله ورسوله ثم قال يا حذيفة فقلت لبيك فمت حتى اتيت ان جنبي يضربان من البرد فمسح وجهي ثم قال اذهب انت هؤلاء القوم حتى تاتينا بخبرهم ولا تحدثن حتى ترجع ثم قال اللهم احفظه من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله ومن فوقه ومن تحت حتى يرجع قال فانت كان احب الي من الدنيا وما فيها قال فانطلقت فاخذت امشي نحوهم كانما امشي في حمام فاتيتهم فوجدت رسول الله صلعم يحيا فقلت اطأهم وانبئهم ذهبت خيولهم ولم تدع شيئا الا اهلكته وابو سفيان قاعد يصطلي عند نار له قال فنظرت اليه فاخذت سهما

پھر آپنے عمر کا نام لیا وہ بھی استغفر اللہ کہکر رہ گئے حضرت نے پھر مجھ سے فرمایا مین نے کہا لبیک اور حاضر خدمت ہوا اسوقت سردی اس شدت کی تھی کہ میرے دونون پہلو جاڑے سے لرز رہے تھے حضرت نے میرے سر و چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا اس قوم کی طرف جاؤ اور ان کی خبر لاؤ مگر کوئی کام نیا نہ کرنا جب مین روانہ ہوا تو معلوم ہوتا تھا کہ مین حمام مین جا رہا ہون کہان تو وہ سردی تھی اور اب یہ برکت دعا کے اسقدر گرمی ہے جب مین وہان پہونچا تو معلوم ہوا کہ ان پر ایسی آندھی آئی ہے کہ ان کے خیمون کی کل طنابین اور میخین اکھڑ گئین اور ان کے مویشی اور کل چیزین برباد ہو گئین اور ابو سفیان آگ سے تاپ رہا ہے حذیفہ بڑے نشانہ باز تھے چاہا کہ تیر کمان مین جوڑ کر نشانہ پر ماریں مگر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کر کے چپ رہ گئے۔ جب وہان سے آکر آنحضرت سے کل واقعہ عرض کیا تو حضرت

قال فقال رجل من القوم الا فیکم عین للقوم
فاحذکل ید جلیسہ فاخذت بید جلیسی
فقلت من انت قال سبحان اللہ اما تعرفنی
انا فلان بن فلان فاذا رجل من ھوازن
فرجعت الی رسول اللہ صلعم فاخبرتہ
الخبر فلما اخبرتہ ضحک حتے بدت انیابہ فی
سواد اللیل وذھب عنی الدفاء قال فادنانی
رسول اللہ ؐ فانامنی عند رجلیہ والقی علی
طرف ثوبہ فان کنت لالزق بطنی وصدری
ببطن قدمیہ فلما اصبحوا ھزم اللہ الاحزاب
وھو قولہ فارسلنا علیھم ریحا وجنودا
لم تروھا۔ (تفسیر درمنثور ص۱۸۵)

چہارم | جاء بلال بن الحارث المزنی الی
رسول اللہ فاستقطعہ ارضا طویلۃ
فلما ولی عمر قال لبلال انک
استقطعت رسول اللہ ارضا عریضۃ
طویلۃ قطعھا وان رسول اللہ لم یکن
یمنع شیئا یسئالہ فانک لاتطیق
مافی یدیک فقال اجل فقال

فرط مسرت سے ہنس پڑے کہ اُس تاریکی
شب مین آپ کے دندان مبارک نمایان ہوئے
حضرت نے اپنے پاے مبارک کے پاس
مجھے بٹھا لیا اور اپنی چادر کا ایک گوشہ مجھپر
ڈال دیا مین سردی کے مارے اپنے سینہ اور
پیٹ کو حضرت کے قدم مبارک سے ملا دیتا
تھا جب صبح ہوئی تو وہ لشکر بھاگ گیا۔
اسی کی طرف آیہ کریمہ" فارسلنا علیھم
ریحا وجنودا لم تروھا " اور ہم نے
ان پر ہواے تند اور لشکر بھیجا جس کو وہ
دیکھ نہ سکے) مین اشارہ ہے
یعنی بلال بن حارث مزنی نے آنحضرت ؐ
سے ایک طویل وعریض زمین کی خواہش کی
اُسکو حضرت نے اسکی معافی مین دیدیا۔ جب عمر
خلیفہ ہوے تو بلال سے کہا تم نے آنحضرت ؐ سے
ایک طویل وعریض زمین حاصل کی ہے اور حضرت
کی یہ حالت تھی کہ جو کوئی کچھ مانگتا تھا تو آپ
انکار نہین فرماتے تھے۔ تیری یہ حالت کہ پوری مین

فانظر ما قویت علیہ منہا فامسکہ — آباد نہین کرسکتا لہذا جس قدر آباد کرسکتا ہے
وما لم تطق علیہ فادفعہ الینا نقسمہ — اُتنی رکھے اور باقی ہم کو دیدے کہ ہم مسلمانون
بین المسلمین فقال لا افعل واللہ — مین تقسیم کردین اُس نے کہا واللہ مین اُس
شئ اقطعنیہ رسول اللہ فقال — مین سے کچھ نہ دون گا کیونکہ وہ مجھے آنحضرتؐ
عمر واللہ لتفعلن فاخذ ما عجز — سے معافی مین ملی ہے عمر نے کہا دینی پڑے گی
عن عمارتہ فقسمہ بین المسلمین۔ — آخر تھوڑی زمین چھوڑکر باقی سب لے لی اور
(کنز العمال) — مسلمانون مین تقسیم کردی۔

آنحضرتؐ سے حضرت عمر کا مخالفت کرنا

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین :۔

کتب سیر اور احادیث مین تم نے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے موقع پیش آئے کہ رسول اللہ صلعم نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے اُسکے خلاف راے ظاہر کی مثلاً صحیح بخاری مین ہے کہ جب آنحضرت نے عبداللہ بن اُبی کے جنازے پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین۔

قیدیان بدر کے معاملے مین انکی راے بالکل آنحضرتؐ کی تجویز سے الگ تھی۔

صلح حدیبیہ مین انھون نے آنحضرت کی خدمت مین عرض کی کہ اس طرح دبکر کیون صلح کی جائے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۱)

آنحضرت نے جنگ تبوک مین جزیہ کی تعداد فی کس ایک دینار مقرر کی تھی حضرت عمر نے مختلف ملکون مین مختلف شرحین مقرر کین۔

آنحضرتؐ نے حسان کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کی اجازت دی تھی حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین حکم دیدیا کہ وہ پڑھے پڑھائے نہ جائین کیونکہ اُنسے پرانی رنجشین تازہ ہوتی ہین

یعنی اشعار حسان ۱۲ منہ

حج کے ارکان مین (رمل) ایک رکن ہے یعنی طواف کرتے وقت پہلے دو تین دورن مین آہستہ آہستہ دوڑتے ہین اسکی ابتدا یون ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلعم جب مدینہ سے مکہ تشریف لائے تو کافرون نے مشورہ کیا کہ مسلمان ایسے نحیف اور کمزور ہوگئے ہین کہ کعبہ کا طواف بھی نہین کرسکتے آنحضرت صلعم نے سنکر رمل کا حکم دیدیا اس کے بعد یہ معمول ہوگیا چنانچہ ائمہ اربعہ اسکو حج کی ایک ضروری سنت سمجھتے ہین لیکن حضرت عمر نے صاف کہا کہ اب ہم کو رمل سے کیا غرض اس سے مشرکون کو رعب دلانا مقصود تھا سو ان کو خدا نے ہلاک کردیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے ایک درخت کے نیچے لوگون سے جہاد پر بیعت لی تھی اس بنا پر وہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے حضرت عمر نے اس کو جڑ سے کٹوا دیا۔

ایک دفعہ سفر حج سے واپس آرہے تھے راستہ مین ایک مسجد تھی جس مین ایک دفعہ آنحضرت نے نماز پڑھی تھی اس خیال سے لوگ اسکی طرف دوڑے حضرت عمر نے لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اہل کتاب انھین باتون کی بدولت تباہ ہوے کہ انھون نے اپنے پیغمبرون کی یادگارون کو عبادتگاہ بنالیا (صفحہ ۱۶۹)

آیات محکمات مین اپنے مقام پر جناب شمس العلماء کا وہ کلام نقل ہوچکا ہے جس مین جناب ممدوح نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال مین تفریق کی ہے یعنی ایک منصب رسالت سے اور دوسرا انسانی حیثیت سے جناب موصوف اسکی تصریح اسطرح کرتے ہین کہ۔

نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین اور اسلام کے زمانے مین بھی یہ سلسلہ بند نہین ہوا اکثرون کا خیال ہے کہ نبی کا ہر قول وفعل خدا کی طرف سے ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی جو حکم منصب نبوت کی حیثیت سے دیتا ہے وہ بے شبہہ خدا کی طرف سے

آنحضرت صلعم کے اقوال مین تفریق کی

ہوتا ہے باقی امور وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ہوتے ہین۔ تشریعی اور مذہبی نہین ہوتے

اس مسئلہ کو جس قدر حضرت عمر نے صاف اور واضح کر دیا کسی نے نہین کیا۔ اس مین بڑا نکتہ

یہ تھا کہ آنحضرتؐ کے وہ اقوال جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین اور وہ جو تشریعی حیثیت

سے ہین باہم مختلط نہ ہونے پائین (الفاروق جلد دوم صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۸)

اس بنا پر جناب ممدوح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان باتون کو منصب رسالت

سے خارج کر کے حضرت عمرؓ کو مخالفت کے الزام سے یہ فرما کر بری کرتے ہین :-

"ان تمام مثالون سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ حضرت عمر رسول اللہؐ کی ان باتون کو

منصب رسالت سے الگ سمجھتے تھے"

رسول اللہؐ کے کلام پاک مین جو تفریق

کی گئی وہ خلاف آیات الٰہی ہے

جناب شمس العلماء کے اس بیان پر دو امر قابل توجہ ناظرین ہین۔

اوّل یہ کہ صاحب وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی کے کلام پاک مین جو تفریق کی گئی

ہے آیا یہ جائز ہے یا نہین۔

دوم نماز جنازہ عبداللہ بن ابی صلح حدیبیہ۔ فدیہ قیدیان بدر یہ امور منصب رسالت سے

متعلق ہین یا انسانی حیثیت سے۔ یہ امر تو اہل علم پر مخفی نہین ہے کہ اللہ جل شانہ نے جابجا قرآن مجید

مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے دیکھو آیہ کریمہ

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

اسیطرح متعدد آیات ہین۔ ان آیات پاک کا مطلب یہ ہی اے لوگو! خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔

جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اُسنے خدا کی اطاعت کی۔

رسول اللہؐ کل

افعال اقوال مین

معصوم ہین

اس جگہ دو چار آیات کی تفسیرین جناب امام فخرالدین رازی کی مشہور و مستند تفسیر سے نقل

کیجاتی ہین جن سے ظاہر ہوگا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و متابعت کا

اِطلاق کس صورت مین ہوسکتا ہے۔

پہلی تفسیر آیۂ شریفہ:۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ — خدا کا دربارۂ متابعت رسول حکم دینا۔

سورہ منافقون

من اقوی الدلیل ان الرسول معصوم — اس امر پر قوی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ کل

فی جمیع الاوامر والنواھی کل ما — اوامر ونواہی مین معصوم ہین کیونکہ جو کچھ خدا آپ پر

یبلغہ لانہ لو اخطاء فی شئ منھا — تبلیغ فرماتا ہے اگر اُن مین آنحضرت کچھ خطا کرین

لم یکن طاعتہ طاعۃ اللہ — تو طاعت رسول طاعت خدا نہین ہے۔

ایضا وجب ان یکون معصوما — اور واجب ہے کہ رسول اپنے کل افعال

فی جمیع اقوالہ وافعالہ واحوالہ — واقوال واحوال مین معصوم ہو۔

پس ثابت ہوا کہ کل افعال واقوال مین رسول کی فرمانبرداری خدائے پاک کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

دوم وقولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول — اطاعت کرو خدا اور رسول کی۔

یوجب الاقتداء بالرسول فی کل — یعنی تمام اقوال وافعال مین رسول اللہ

افعالہ وقولہ اطیعوا الرسول یوجب — صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب

الاقتداء بہ فی جمیع اقوالہ لاشک — ہے۔ اور بلاشبہہ یہی اصل شریعت

انھما اصلان معتبران فی الشریعۃ — ہے۔

سوم ان کنتم تحبون اللہ وبالجملۃ — غرض جتنے عقلا تھے وہ اِس کے

فکل احد من فرق العقلاء ویدعی — مدعی تھے کہ ہم خدا سے محبت رکھتے ہین

انہ یحب اللہ ویطلب رضاہ وطاعتہ — اور اُس کی رضا کے طالب ہین۔

فقال رسول الله صلی الله علیه والہ وسلم قل ان کنتم صادقین فی ادعاء محبة الله فکونوا منقادین لاوامره محترزین عن مخالفته وتقدیر الکلام ان من کان محبا لله تعالی لابدان یکون فی غایة الحذر مما یوجب سخطه واذا ثبت بالدلایل القاطعة علی نبوة محمد صلی الله علیه وسلم وجبت متابعته فان لم تحصل هذه المتابعة دل ذلک علی ان تلک المحبة ماحصلت

[چہارم] ان اتبع الا ما یوحی الی (پ ۱۱ س یونس) معناه الا یوحی اتبع الی فهذا یدل علی انه لا یحکم الا بالوحی وهذا یدل علی انه لا یحکم قط بالاجتهاد

تو خدا نے اپنے رسول سے فرمایا کہ ان سے کہو اگر دعوے محبت خدا مین صادق ہو تو ہمارے اوامر و نواہی کا امتثال اور مخالفت سے پرہیز کرو۔ اِس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیئے کہ پورے طور پر اُن باتون سے پرہیز کرے جن سے اسکی مخالفت لازم آئے اور چونکہ دلائل قاطعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ثابت ہوچکی۔ لہذا حضرت کی متابعت واجب ہوئی اگر متابعت نہو تو سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت ہی نہین ہے

مین تو اُسی کا پابند ہون جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ آنحضرت نے کوئی حکم بغیر وحی نہین دیا ہو اس امر کی صاف دلیل ہے کہ کوئی حکم آپ کا اجتہاد سے نہ تھا۔ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت نے کوئی عمل نہین کیا مگر وحی سے

اِس آیہ شریفہ کی توثیق آیہ کریمہ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے ہوتی ہے یعنی

خدا فرماتا ہے کہ رسول اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہین کرتے بلکہ جو وحی کی جاتی ہے۔

اِن تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع اقوال و افعال و احوال مطابق وحی تھے۔

رسول اللہ ہم طبقہ انبیاء و مرسلین مین افضل ہین

جناب شمس العلماء اِس تفریق مراتب کی بابت یہ تحریر کرتے ہین کہ خود رسول اللہ نے فرمایا ہی کہ

"مین بشر ہون اسلئے جب دین کی بابت کوئی حکم دون تو اسکو لو اور جب اپنی راے سے

کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون"

لہذا جو حضرت عزت کے دلدادہ محبت مین جناب محمد مصطفے اشرف الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عامۃ الناس مین شامل کرکے حضرت کے اقوال و افعال کی قدر و منزلت عوام الناس کے اقوال و افعال کی برابر سمجھتے ہین حالانکہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے ایک بشر کو بھی دوسرے بشر پر فضیلت عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے "فضلنا بعضہم علی بعض"، اسی طرح طبقۂ انبیاء و مرسلین مین بھی حسب آیۂ کریمہ:-

تلك الرسل فضلنا بعضهم	ہمنے رسولون مین سے بعض کو بعض پر
على بعض منهم من كلم الله	فضیلت دی ہے اُن مین سے بعض سے خدا نے
ورفع بعضهم درجات	کلام کیا۔ اور اُن مین سے بعضون کے درجات
(پ۳ - س بقر - ع ۱۶)	بلند کئے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طبقہ انبیاء و مرسلین مین بھی افضل و اشرف ہین سب انبیاء علیہم السلام عاشقان خدا تھے۔ لیکن خاتم الانبیا شاہ دوسرا معشوق خدا ہین ؎

نبی سب بجا ہین، بجا ہین، بجا ہین — ہمارے نبی اشرف الانبیا ہین،

آپکے اقوال کی عظمت و منزلت مین خداوند عالم فرماتا ہے:-

قل انما انا بشر مثلکم	اے رسول تم کہدو اگرچہ مین بھی مثل تمھارے
یوحیٰ الیّ۔	بشر ہون مگر مجھ پر وحی خدا نازل ہوتی ہی

پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رضؓ کو بحیثیت بشر برابر جاننا آپ کے اقوال وافعال کو اُن کے اقوال وافعال کے مساوی سمجھنا۔ یا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راے اور تجویز پر اُن کی راے کو فوقیت دینا جیسا کہ شبلی صاحب فرماتے ہین :۔

"بعض امور مین وحی الٰہی نے حضرت عمرؓ کی راے کی تائید کی یا ان کی راے کے مطابق وحی نازل ہوئی"

کمال بے ادبی وگستاخی بلکہ در پردہ انکار نبوت وعصمت ہے ع

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

قال اللہ تعالیٰ

یاایھا الذین اٰمنوا لاتقدموا	اے ایمان والو خدا اور اسکے رسول کے
بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ	سامنے کسی بات مین آگے نہ بڑھ جایا کرو اور خدا
ان اللہ سمیع علیم	سے ڈرتے رہو بیشک خدا بڑا سننے والا اور
(پ ۲۶ س حجرات)	جاننے والا ہے۔

مرحبا سیدِ مکی، مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
بر تراز آدم وعالم تو چہ عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بے ادبی

سید الاصفیا۔ خاتم الانبیا۔ سید المرسلین۔ رحمۃ للعالمین۔ ایسے بشر ہین جن کو اسلامی دنیا نے خیر البشر مانا۔ جن کا وجود مسعود باعث ایجاد عالم قرار دیا گیا جسپر حدیث قدسی "لولاک

لما خلقت الافلاک شاہد ہے اللھم صل علی محمد وال محمد ص

خرد گشت در ذات یک کس تمام — کہ باشد محمد علیہ السلام

محمدؐ کہ ایزد ثنا خوان اوست — محمد کہ لولاک در شان اوست

محمدؐ کہ مقصود اگر آن نہ بود — ملائک نہ کردے بر آدم سجود

محمد حبیب خدائے جہان — محمد سرِ جملہ پیغمبران

محمد مسلم در ارض و سما — منزہ چو ایزد زچون و چرا

حبیب خدا سید المرسلین — کہ شد بہر ایجاد دنیا و دین

بسی سال ارغش بر طور اوست — مہ و مہر یک ذرہ از نور اوست

اگر او نہ بودے جہانے نہ بود — زمین و سپہر و زمانے نہ بود

ز آدم نگر تا مسیح و کلیم — کہ ہر یک ز پیغمبران عظیم

چو حاجت بدرگاہ حق بردہ اند — بحق محمدؐ طلب کردہ اند

توسّل نہ جستند تا با نبیؐ — نہ شد مشکلِ انبیا منجلی

جہان جملہ محتاج اشفاق اوست — رضامندی خلق ز اخلاق اوست

ہم اسکو ضرور تسلیم کرتے ہین کہ حبیب خدا بشر ہین لیکن معمولی بشر نہین۔ جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ ہم اُن کو افضل البشر کہتے ہین۔ اِس لئے کہ حق سبحانہ تبارک وتعالی اپنے بندون کو اُن کے جملہ افعال واقوال وغیرہ کی تقلید کرنے کی بابت حکم فرماتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول — اے لوگو! بیشک تمھارے لئے پیروی کرنے کو اچھا نمونہ خود

اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا — رسول اللہ موجود ہین یعنی اس شخص کیلئے جو اللہ اور قیامت

اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا — کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہو۔

یہ آیۂ وافی ہدایہ بطلان تفریق اقوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلالت کرتی ہے پس اس نور کبریا اور حجت خدا کو عام اشخاص سے نسبت دینا مساوات قرار دینا نقص ایمان کی بیّن دلیل ہے ؎

نسبتت با سائر خلقت خطا باشد خطا　　گوہر پاکیزہ جوہر را چہ نسبت با رخام

قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم　　بندون کے حال پر کیا افسوس ہے کہ کوئی بھی

من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ۵　　رسول ان کے پاس ایسا نہین آتا جس کی ہنسی

۱۲ پ ۔ س یٰسین ع ۱۲　　نہ اڑاتے ہون ۔

غرض جو آیات الٰہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و متابعت کے بارے مین نازل ہوئی ہین اور مفسرین نے جو تفسیر کی ہے اُن کا مفہوم یہی ہے کہ محبت و اطاعت خدائے پاک کی یہی ہے کہ کل افعال و اقوال و احوال مین آنحضرت صلعم کی پیروی اور اطاعت کیجائے اور ان باتون سے جن سے آپ کی مخالفت ہو اجتناب کیا جائے مگر حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کے آخری وقت تک مخالفت ہی کرتے رہے اور اس تفریق کلام کی بنیاد بھی اِنھین حضرت نے ڈالی ہے ۔ اِس صورت مین جو تفریق جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پاک مین کی گئی ہے وہ بروے آیات الٰہی اور تفاسیر مفسرین اہلسنت باطل و نامعتبر ثابت ہوئی ۔ اور ظاہر ہوا کہ جناب خلافت مآب جو اس فرق مراتب کے موجد ہین رسالت و نبوت کی اُنکے نزدیک کچھ شان و منزلت ہی نہین تھی اور نہ عدم اطاعت و مخالفت رسول اللہؐ کی وجہ سے مومنین کے مرتبے و درجے کو پہونچے نیز جناب شمس العلماء بھی جنھون نے اِس تفریق کلام پر جناب خلیفہ صاحب موصوف کے ہمرنگ ہو کر الفاروق کو اِس جملہ سے ۔

"نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین ؛

زینت دے کر اپنے اہل مذہب کو یہ ہدایت کی ہے کہ رسول اللہ بھی مثل تمھارے ایک بشر ہین لہذا حضرت کے کل افعال واقوال کو مذہبی وتشریعی نہ سمجھو۔

حضرت عمرؓ کا آنحضرتؐ کو عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ سے روکنا

آب ہم عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ سے بحث کرتے ہین۔ اگرچہ جب سلسلہ تفریق اقوال باطل ثابت ہوا تو پھر ان امور کو منصب رسالت سے ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی مگر بہ لحاظ رفع حجت ان کو بھی ثابت کرتے ہین کتب صحاح وغیرہ مین مذکور ہے کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کو کھڑے ہوے تو حضرت عمرؓ نے آپکا دامن مبارک پکڑکر کھینچا اور کہا آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین حالانکہ خدا نے منع کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برہم ہوکر فرمایا "ہٹو اے عمر! خداوند متعال نے مجھے مختار کیا ہے کہ مین منافقون کے لئے استغفار کرون یا نہ کرون۔ آخر آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھی اور سب خویش فرزند عبداللہ بن ابی کو اپنا قمیص بھی کفن کے لئے عطا فرمایا۔ نماز جنازہ اور قمیص مبارک کا یہ اثر ہوا کہ عبداللہ بن ابی کی قوم کے ہزار آدمی اسلام لے آئے اور حضرت عمرؓ اپنی حرکت پر نادم وخجل ہوے بلکہ کنز العمال مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے خود اپنی زبان سے فرمایا کہ

"مجھے اسلام مین لغزش کبھی نہین ہوئی جو اس وقت ہوئی"

چونکہ جناب شبلی صاحب نے ان تمام باتون پر پردہ ڈالا ہے۔ لہذا ہم ان کے ثبوت مین خاص بخاری شریف کی روایتین ترجمہ بخاری شریف سے جس کے مترجم مولوی وحید الزمان المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر ہین نقل کرتے ہین :-

حدثنا عبید بن اسمعیل عن ابی اسامۃ	عبید بن اسمعیل نے بسلسلۂ عبداللہ
عن عبداللہ عن نافع عن عمر قال	بن عمر سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ

لما توفی عبد الله جاء ابنہ
عبد الله الی رسول الله صلعم
فسالہ یعطیہ قمیصہ یکفن فیہ
ایاہ فاعطاہ ثم سالہ یصلی
علیہ فقام رسول الله یصلی
فقام عمر فاخذ بثوب رسول
الله صلعم فقال یا رسول الله
تصلی علیہ وقد نهاك ربك
ان تصلی علیہ فقال رسول الله
انما خیرنی الله فقال استغفر
لهم سبعین مرة سازیدہ من
السبعین قال انہ منافق قال
فصلی علیہ رسول الله صلعم
فانزل ولا تصل علی احد منهم
مات ابدا ولا تقم علی قبرہ

بخاری

کتاب التفسیر پارہ ۱۹

صفحہ ۹

ابن ابی بن مسلول منافق مرگیا اس کے فرزند
عبد اللہ ابن عبد اللہ نے جو سچا مسلمان تھا
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض
کی کہ اپنا کرتا عنایت فرمائیے کہ مین اپنے باپ
کو اس سے کفن دون آپ نے کرتا دیدیا پھر
اُس نے درخواست کی کہ نماز جنازہ بھی پڑھئے
آپ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے حضرت عمرؓ نے
کھڑے ہوکر آپ کا دامن کھینچا اور عرض کرنے
لگے یارسول اللہ آپ اسپر نماز پڑھتے ہین حالانکہ
اللہ تعالیٰ نے ایسے منافق لوگون پر نماز پڑھنے
سے آپ کو منع فرمایا ہے آپنے فرمایا اللہ تعالے
نے مجھ کو منع نہیں کیا بلکہ مجکو اختیار دیا ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو ان کے لئے دعا کرے
یا نہ کرے اگر تو ستر بار انکے لئے دعا کریگا جب بھی اللہ
اُنکو بخشنے والا نہین مین ستر بار سے زیادہ دعا کرونگا
حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ وہ تو منافق تھا خیر
آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کا کہنا نہ سنا اُسپر نماز پڑھی
اسوقت یہ آیت اتری کہ ان منافقین سے کوئی
مرجاے تو اسپر نماز نہ پڑھو اسکی قبر پر کھڑے بھی نہو۔

اِس حال کی مسلسل تین حدیثین ہین :-

حضرت عمر کہتے ہین اس کے بعد مجکو خود تعجب ہوا کہ تونے اللہ کے رسول پر ایسی جرأت ودلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔

قال عمر یعجب بعدی جراتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ترجمہ بخاری شریف پارہ ۱۹ صفحہ ۱۱۹)

مولوی صاحب موصوف ان روایتون کی نسبت صفحہ ۱۰ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہین :-

روایت مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرا کرتا کچھ اسکی کام آنے والا نہین مگر مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہوجائینگے ایسا ہی ہوا کہ عبداللہ بن اُبئی کی قوم کے لوگ یہ حال دیکھکر بہت سے مسلمان ہوگئے ایک روایت مین یہ ہے کہ عبداللہ بن ابئی ابھی زندہ تھا اس نے آنحضرت صلعم کو بلا بھیجا اور آپسے کرتا مانگا اور دعا کی درخواست کی

کنز العمال کی جس روایت کا ذکر ہم نے کیا ہے اسکی نقل یہ ہے :-

عن الشعبی ان عمر بن الخطاب قال	شعبی سے منقول ہے کہ عمر بن الخطابؓ
لقد اصبت فی اسلام هفوة ما اصبت	نے کہا کہ مجھے اِسلام مین کبھی لغزش نہین ہوئی
مثلها قط اذا اراد رسول اللہ صلعم ان	تھی جیسی کہ اسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہؐ نے
یصلی علی عبداللہ بن ابی فاخذت بثوبه	ارادہ فرمایا کہ عبداللہ بن ابی کعب کے جنازے
فقلت یا اللہ ما امرك اللہ بهذا لقد استغفر	کی نماز پڑھین مین نے آپکا کپڑا کھینچ لیا اور
لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعین مرة	عرض کی خدا نے آپ کو اسکا حکم نہین دیا ہے۔
فلن یغفر اللہ لهم فقال رسول اللہ قد خیرنی	رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے

ربی فقال استغفرلھم او لا تستغفرلھم الخ مجھے اختیار دیا ہے کہ مین ان کے لئے دُعا

(کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد جلد اول صفحہ ۲۴۰) کرون یا نہ کرون۔

اس روایت کو خود جناب شبلی صاحب نے بھی سیرۃ النبی مین اس طرح لکھا ہے :-

"شعبہ مین قریش نے مکہ سے لیکر مدینہ تک آگ لگا دی اور مدینہ پر حملہ کی تیاریان شروع کردین آنحضرت صلعم مدینہ سے چار سو صحابی کو لے کر نکلے اور ذات الرقاع تشریف لیگئے آپ کی آمد سنکر وہ پہاڑون مین بھاگ گئے۔ اِس جنگ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ غنیمت کے لالچ سے منافقین بھی داخل ہوگئے تھے اور فتنہ گرنی کی کوشش کر رہے تھے ایک دن چشمہ سے پانی لینے پر ایک مہاجر اور انصاری مین جھگڑا ہو گیا قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے مگر لوگون نے بیچ بچاؤ کردیا۔ عبداللہ ابن ابی نے جو رئیس المنافقین تھا انصار سے کہا تم نے یہ بلا خود مول لی مہاجرین کو تم نے بلا کر اپنا کر دیا کہ اب وہ خود تم سے برابری کا مقابلہ کرتے ہین اب بھی موقع ہاتھ سے نہین گیا تم ہاتھ اٹھا لو تو وہ خود یہان سے نکل جائینگے یہ واقعہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے آکر کہا حضرت عمر بھی موجود تھے غصہ سے بیتاب ہوگئے عرض کی کہ کسی کو ارشاد ہو اس منافق کی گردن اُڑا دے آپ نے فرمایا کیا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ محمد اپنے[1] ساتھ والون کو قتل کرتے ہین یہ عجیب بات ہے کہ عبداللہ ابن ابی جیسا منافق اور دشمن اِسلام تھا اِسکے صاحبزادے کہ اُن کا نام بھی عبداللہ تھا۔ اسیقدر اسلام کے جان نثار تھے۔ آنحضرت صلعم کی ناراضی کی بنا پر یہ خبر پھیل گئی تھی کہ کہ آپ عبداللہ بن ابی کے قتل کا حکم دینے والے ہین۔ یہ سنکر وہ خدمت اقدس مین حاضر ہوے

---

[1] یہ ایجاد شمس العلماء کی ہے حدیث مین تو لفظ اصحاب ہے "

اور عرض کی کہ دنیا جانتی ہے کہ مین باپ کا کسقدر خدمت گذار ہون لیکن یہ مرضی ہے تو مجھے
حکم ہو مین ابھی اسکا سر کاٹ لاتا ہون ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو حکم دین اور مین غیرت
اور محبت کے جوش مین آکر قاتل کو قتل کرون آپنے فرمایا کہ قتل سے بجا۔ مین ہمیشہ
مہربانی کرونگا۔ یہ ارشاد اسطرح پورا ہوا کہ جب وہ مرا تو کفن کے لئے آپ نے خود پیراہن مبارک
عنایت فرمایا جنازہ کی نماز پڑھی حضرت عمر نے دامن تھام لیا کہ آپ منافق کے جنازہ کی
نماز پڑھتے ہین لیکن دریاے کرم کا بہاؤ کون روک سکتا تھا۔

حضرت نماز جنازہ عبداللہ ابن ابی اور فدیہ قیدیان بدر کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے

آن روایتون سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ اس معاملے کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے چنانچہ
ان کا عبداللہ بن ابی کے نفاق پر غصہ سے بیتاب ہونا۔ آنحضرت صلعم سے اسکی گردن اڑانے کی
اجازت چاہنا۔ آنحضرت صلعم کا حالت نماز مین دامن پکڑ کر کھینچنا۔ اسکا اعتراف کرنا کہ تو نے اللہ
کے رسول پر اتنی جرأت و دلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور
اُسکا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔ اسکا بھی اقبال کرنا کہ مجھے اسلام مین لغزش کبھی نہین
ہوئی جیسی کہ اسوقت ہوئی جب کہ رسول اللہ عبداللہ کے جنازہ کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوے یہ باتین
اُن کے علم پر شاہد ہین اور یہ عین مخالفت ہے اور مخالفت رسول کفر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کیف یھدی اللہ قوما کفروا	خدا ایسے لوگون کو کیونکر ہدایت کرے
بعد ایمانھم وشھدوا ان	جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ حالانکہ وہ
الرسول حق وجاءھم البینات	گواہی دیچکے تھے کہ رسول سچے ہین اور اُنکے
واللہ لا یھدی القوم الظلمین ۵	پاس کھلی نشانیان آچکی ہین اور اللہ ظالم
(پ ۴ - س - آل عمران ع ۹)	لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔
دوسری ان الذین یحادون اللہ ورسولہ	بیشک جو اللہ اور رسول سے مخالفت کرتے ہین

کبتوا کما کبت الذین من قبلھم	وہ اسیطرح ذلیل کیئے جائینگے جو ان سے پہلے تھے
وقد انزلنا ایات بینات ط وللکافرین	اور ہم نے کھلی نشانیان اتاری ہین اور نہ ماننے
عذاب مھین ۔ (پ ۲۸ س مجادلہ)	والون کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہے۔

جناب شمس العلماء نے صلح حدیبیہ کو بھی مصبت سالت سے جدا بتایا ہے حالانکہ یہ صلح بموجب حکم خداوند متعال کے ہوئی تھی اس صلح سے اصحاب مومنین تو خوش ہوے مگر اصحاب منافقین ناراض ہوے اور خدا و رسول سے بدظن ہو گئے حضرت عمر فاروق رض اتنے بگڑے کہ خود اُن کا قول ہے کہ مجھے کبھی رسول کی رسالت مین ایسا شبہہ نہین ہوا جیسا کہ آج ہوا "صلح حدیبیہ کا ذکر خود قرآن مجید مین ہے اور سورہ انا فتحنا اس بارہ مین نازل فرمایا ہے جس مین مومنین پر اظہار خوشنودی اور جنت کی بشارت۔ اور اصحاب منافقین پر عتاب فرمایا ہے بلکہ ذرا کچھ بھی دیکھو آیہ

المنفقین والمنافقات والمشرکین	اور منافق مرد اور منافق عورتون اور
والمشرکٰت الظانین باللہ ظن السوء	مشرک مرد اور مشرک عورتون پر جو خدا کے حق
علیھم دائرۃ السوء ط وغضب اللہ	مین برے برے خیال رکھتے ہین سو ان پر
علیھم ولعنھم واعد لھم جھنم	کرے ان پر مصیبت کی بری گردش ہے اور خدا
وساءت مصیرا ۵	ان پر غضناک ہے۔

(پ ۲۶ س فتح ع ۱)

یہ واقعہ اسلام مین مہتم بالشان ہے اس سے بہت سے شان نزول متعلق ہیں اس صلح مین اصحاب نے بہت کچھ خدا اور رسول پر بدگمانیان کی ہین جس سے صحابہ کے ایمان و منافقین کے نفاق پر بین دلیل ہے چونکہ آیات بینات مین آیہ کریمہ۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ

سے اصحاب ثلثہؓ کی فضیلت کا استدلال کیا ہے اور بہت کچھ خدائے پاک کی طرف سے انکی مدح و ثنا کی ہے جو قرآن اور واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ لہذا اس جگہ ہم نے اسکا ذکر صرف اشارۃً کر دیا ہے اور مفصل حال جلد دوم مین لکھا ہے جو انشاء اللہ قابل ملاحظہ ہوگا۔

جناب شمس العلماء ان مخالفتون کا ذکر کرنے کے بعد یہ توجیہ کرتے ہین۔

رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر کی مخالفت پر ناپسندیدگی ظاہر نہین فرمائی۔

"حضرت عمر کو اس قسم کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام مین جب انھون نے دخل دیا تو آنحضرت صلعم نے اسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی"۔

تردید قول مذکورہ بالا

سبحان اللہ! این گل دیگر شگفت حالانکہ انھین کے مذہب کی کتابون سے منکشف ہوتا ہے کہ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مخالفتون پر برہم ہوا کرتے تھے چنانچہ تقسیم غنیمت کے بارہ مین یہ روایتین نقل ہو چکی ہین جنمین یہ جملہ ہے کہ آنحضرتؐ نے برہم ہو کر فرمایا:۔

"اے عمر اس بارہ مین ہم سے نعش اور بدگوئی نہ کرو"۔

جب حضرت عمر توریت سنانے لگے تو آنحضرتؐ کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا۔ نماز جنازہ عبداللہ بن ابی کے معاملہ مین فرمایا

"ہٹو اے عمر!"

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین:۔

بعمر خطاب از جائے برجست و گفت نماز می گذاری بر دے حالانکہ وے منافق بود حضرت گفت دست از من بدار" صفحہ ۴۶

لشکر اسامہ سے تخلف کیا تو حسب مندرجہ ملل و نحل شہرستانی مجمع اصحاب مین بالاے ممبر

"لعن اللہ[1] من تخلف عنہا"

[1] یہ جملہ شرح مواقف اور مجلد سادس ابن ابی الحدید مین بھی ہے۔

فرمایا۔ قلم دولت کی مخالفت پر آزردہ و برہم ہوکر حسب بیان امام بخاری صاحب بحر مبارک سے اٹھ گیا

دیکھو بخاری شریف مین یہ ارشاد

"قوموا لاینبغی عندی التنازع"

قصہ مختصر اصحاب ثلثہ رضہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیات وممات مین اختلاف و انحراف ہی کرتے رہے اور جب خود زیب دہ مسند خلافت ہوے تو اپنی سلطنت وحکومت کے استحکام کی غرض سے بفحوائے آیۂ کریمہ:۔

ویفسدون فی الارض اولئک — وہ دنیا مین فتنہ وفساد پھیلاتے ہین اور

ھم الخسرون (پ ۱ ع ۲۵) — وہی نقصان اٹھانے والون مین سے ہین۔

مفسدین کو تقویت دی اور ظالمون کی رعایت کی مظلومون پر انواع واقسام کے ظلم کیے جن مسلمانون نے ان کی خلافت تسلیم نہین کی اور زکوۃ نہ دی ان کو مرتد ٹھہراکر قتل کرادیا مسلمانون کی میراث خمس اور فئی متروکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین احکام خدا ورسول سے انحراف کرکے اپنی راے اور مصلحت ملکی پر عمل کیا۔ بیت المال کی تقسیم مین خلاف عمل اپنے پیغمبر کے اقربا کو زیادہ اور ضعفا کو تھوڑا حصہ دیا۔ سنت رسول اللہ کو بالاے طاق رکھ کر امور شریعت مین اپنی راے اور مرضی سے احکام دیے جیساکہ ماہ رمضان مین تراویح اور اذان فجر مین کلمہ "حی علی خیر العمل" کے بجاے الصلوٰۃ خیر من النوم۔ متعۃ النساء ومتعۃ الحج کا حرام ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عمر نے مخالفت رسول پر صرف اپنی حیات ہی تک قناعت نہین کی بلکہ اپنے بعد بھی تاحشر اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ یعنی مجلس شوریٰ جو آپ نے اپنی وفات کے وقت انتخاب خلیفہ کے لئے مقرر کی تھی اور اپنے رفیق خاص عبدالرحمن بن عوف کو اس مجلس کا میر مجلس کیا تھا چنانچہ جب ان کے دفن وکفن کے بعد وہ مجلس منعقد ہوئی عبدالرحمن ایک رکن جناب امیر علیہ السلام بھی تھے تو خلیفہ کے انتخاب مین منجملہ دیگر شرائط کے سیرت شیخین

کی بھی شرط لگائی گئی۔ چنانچہ میر مجلس نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ

"میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہون کہ آپ کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت شیخین پر

چلنے کا اقرار کرین۔

آپنے سیرت شیخین کی شرط قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اِس لئے حضرت عبدالرحمن نے آپکا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر حضرت عثمان سے کہا گیا تو اُنھون نے بطیب خاطر یہ شرطین منظور فرمالین۔ اور تاج خلافت حضرت ذی النورین کے فرقِ مبارک پر رکھا گیا۔

آخر یہ نتیجہ ہوا کہ کتاب خدا و سنت رسول کو پس پشت ڈالدیا اور سیرت شیخین کی مطابق خلافت سرانجام پاتی رہی۔

حضرت عثمان کا عہد برصغیر سابر تشد د

حضرت عثمان ذوالنورین تو اپنے پیشرو کے قدم بقدم چلنے مین اپنے بڑے بھائیون سے بھی دس قدم آگے ہی رہے آپ کی بدعتون اور مخالفت رسول کی وجہ سے جو حشر ہوا اِس سے کتب خانہ اہلسنت بھرے ہوے ہین۔ اِس جگہ چند سطرین رسالہ محرّم نامہ سے جسکے مؤلف کٹر سنی یعنی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب ہین نقل کیجاتی ہین وہ یہ ہین :۔

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا حج کو جاتے تو منا کے مقام مین قصر کر دیتے۔ حضرت عثمان حج کو گئے اور منا مین اقامت اختیار کی تو چار رکعت نماز پڑھی اسپر اصحاب برہم ہوکر بولے یہ کیا بدعت ہے رسول اللہ نے تو یہان چار رکعین نہین پڑھین۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف تو اسقدر تیز ہوے کہ بھرے مجمع مین کہا تیرا کیا اقرار تھا کیا تو بھول گیا کیا یہ عہد نہین کیا تھا۔ کہ کتاب خدا و سنت رسول صلعم پر عمل کرون گا اب تو سنت پیمبر سے انحراف کرتا ہے حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیون ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے مین مقیم ہون مجھے قصر نماز جائز نہین ہے صحابہ کو اِس جواب سے اطمینان نہ ہوا اور چند روز مین سارے ملکون مین

دھوم مچ گئی کہ امیر المومنین سنت رسول اللہ کے خلاف کام کرتے ہین ؛

اپنے چچا حکم بن عاص کو جسے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے خارج البلد کیا تھا۔ باحترام واکرام پھر مدینہ مین بلالیا اور ایک لاکھ درہم بیت المال سے عطا کیئے۔ مروان بن حکم جو آپکا چچازاد بھائی تھا جسپر آنحضرت صلعم نے لعنت کی تھی اور مدینہ سے نکلوا دیا تھا اسکو اپنا وزیر ومشیر بنایا اور افریقہ کا پورا خمس بخشدیا اپنے بھانجے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک بڑے صوبہ مصر کا گورنر بنا دیا حالانکہ یہ وہ مرتد تھا جس کے قتل کا آنحضرت صلعم نے حکم دیا تھا حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود وغیرہ جو جلیل القدر اصحاب رسول اللہ سے تھے جنکے فضائل مین خود بخاری وغیرہ مین متعدد حدیثین ہین اُن کو اس بنا پر کہ یہ لوگ آپکے نائبون کے احکام مین بوجہ مخالفت سنت رسول معترض ہوا کرتے تھے اور سنت نبوی پر چلنے کی نصیحتین کرتے تھے خارج البلد کیا اور اپنے غلامون سے پٹوایا۔

اب فرمائیے کیا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے معنی یہی ہین کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہین کہ میدان جنگ مین جاؤ اور خدا کی راہ مین تکلیفین برداشت کرکے کفار ومشرکین سے لڑو یہ مجاہد وغازی بجائے قاتلوا وقتلوا کے میدان جنگ سے ایسے فرار ہوتے ہین کہ مدینہ سے ادھر دم نہین لیتے اور بعض تو تین تین دن تک غائب رہتے ہین جناب رسول خدا صلعم حکم صادر فرماتے ہین کہ اسامہ کے ساتھ جہاد کو جاؤ اطاعت گذار مشورہ کرتے ہین کہ ہم غلام کے ماتحت نجائین گے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر کو مکہ جانے کا حکم دیتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین کہ کفار مشرکین میرے دشمن ہین مجھے قتل کرڈالینگے مجبوراً خدا اصحاب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماتے ہین کہ ہے کوئی خدا کا دوست کہ عمرو بن عبدود سے مقابلہ کو میدان جنگ مین جائے اشداء علی الکفار حضرت عثمان رضہ کہتے ہین کہ وہ ایسا شجاع اور بہادر ہے جس نے ایک شتر کے بچے کو

احکام رسول میں اصحاب کی مداخلت عملی

بجاے سپر ہاتھ مین لیکر ہزارڈاکون کو بھگا دیا فوج اسلام سے کوئی اسکے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتا

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین مین اصحاب مفرورین کو باین الفاظ مبارک پکارتے ہین

انا رسول اللہ انا ابن اللہ فارجعوا

لیکن وہ جان نثار پلٹ کر بھی نہین دیکھتے جناب رسالت مآب قرآن مجید اور اپنی عترت کو امت کا ہادی اور امام بنا کر ان کی اطاعت اور پیروی کا حکم دے کر ارشاد فرماتے ہین کہ اگر ان دونون کو پکڑے رہوگے تو تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ یہ فرمان بردار اہلبیت کی اطاعت سے منحرف ہوکر خود ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کرتے ہین۔ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ابتدا سے بعثت کے وقت اپنی رسالت۔ نبوت کے اعلان کے ساتھ اپنے بھائی علیؑ کی امامت کا بھی باین الفاظ مبارک

ھذا اخی ووصیتی ووارثی	یہ میرا بھائی میرا وارث میرا وزیر اور
وخلیفتی فیکم فاسمعوا	میرا خلیفہ تم لوگون مین ہے اسکا حکم سنو اس کی
واطیعوا۔	اطاعت کرو۔

اظہار کرتے ہین یہ انکی اخوت اور اطاعت سے منھ موڑتے ہین۔ رسول الثقلین حسب ارشاد رب العزت حضرت علےؑ کو بالاے منبر اپنے ہاتھون پر اٹھا کر

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — جس کا سردار ہون علی بھی اسکا سردار ہے

فرما کر اپنا جانشین کرتے ہین۔ یہ جان نثار و اطاعت گذار اسپر ایسے برہم ہوتے ہین کہ خود محبوب خدا کو ہلاک[1] کرنے کا سامان کرتے ہین

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت رحلت ارشاد فرماتے ہین کہ مجھے دوات و کاغذ دو

---

[1] یہ واقعہ لیلۃ العقبہ کا ہے جو دوسری جلد مین درج ہوا ہے ۱۲

تاکہ مین تم کو ایک ہدایت نامہ لکھدون جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ یہ حکم کی تعمیل نہین کرتے۔ بلکہ
اِس حکم کو ہذیان بتاتے ہین اور کہتے ہین :۔

"کچھ ضرورت نہین ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے"

ہم المختصر ان خلفا کا قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلنے اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینے کے حالات اور واقعات
ہم نے جلد سوم مین مفصل لکھے ہین۔ اُسکے ملاحظہ سے ان کی حرص و ہوا بخوبی منکشف ہوگی کہ اپنے
پیغمبر کے جنازہ کو بے غسل و کفن و بے تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ مین پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار
کرکے مسند خلافت پر متمکن ہوگئے اور اپنے پیغمبر کی وصایا کو عموماً اور انی تارک فیکم الثقلین کو خصوصاً
فراموش کر گئے۔

یوم غدیر جس ولی خدا کو خلافت کی مبارکباد دیچکے تھے اُس سے اپنے عہد کو توڑ کر منحرف ہوگئے
بلکہ اس ولی خدا اور وصی رسول اللہؐ کو اپنی بیعت کیلئے طلب کیا جب نفس رسول نے آنے سے
انکار کیا تو بیت الشرف بنت رسول اللہؐ کو آگ لگانے کیلئے تیار ہوگئے۔ اس نفس رسول کو بجبر و
تشدد دربار خلافت مین لے گئے اور کہنے لگے اگر ہماری بیعت نہ کروگے تو تمہاری گردن کاٹین گے
جب وہ جناب ان کی بیعت سے انکار کرکے دولتسرا پر واپس تشریف لے گئے تو آل رسول کی تباہی کے
مشورے کرنے لگے۔ آخرکار بنت رسول اللہ سے فدک جس کی آمدنی ایک لاکھ چالیس ہزار تھی ضبط
کرلیا اور بنی ہاشم پر خمس بند کردیا۔ بعد ضبطی فدک جب بنت رسول اللہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے
خلیفہ اول صاحب سے ناجائز حکم کی شکایت کی تو خلیفہ صاحب نے ہبہ فدک کے متعلق شہادت طلب کی۔
جناب امیرالمومنین اور حسنین علیہم السلام اور ام ایمن نے اُن معصومہ کے قابض و متصرف ہونے کی شہادت
دی اُس شہادت کو یہ فرما کر کہ

"ام ایمن زن عجمیہ ہے اور حسنین کم سن ہین۔ رہے علیؑ وہ خود فریق مقدمہ ہین ان کی

شہادت قابل قبول نہین"

دعوے خارج کردیا۔ جناب سیدہ نے فرمایا کہ وراثتاً بھی مجھے فدک ملنا چاہیئے اِس لئے کہ وہ میرے باپ کی ملک ہے اسپر باوجود دعواے حسبنا کتاب اللہ آیۂ شریفہ (یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ) کو پس پشت ڈالکر فرمایا کہ

"آنحضرت سے ہم نے یہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ سنی ہے ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو مال ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے"۔

نیز خمس کا حصہ بھی اقربائے رسول سے ساقط کرلیا جس کی نسبت قرآن شریف مین صاف حکم ہے کہ جو کچھ تم کو جہاد کی لوٹ مین ہاتھ آئے اُسمین پانچوان حصہ خدا اور پیغمبر اور رشتہ دارون اور یتیمون اور غریبون اور مسافرون کے لئے ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ اسی طرح ذوی القربیٰ کو حصہ تقسیم فرمایا کرتے تھے آخر کار جناب سیدہ علیہا السلام بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ مہینے زندہ رہ کر ان صدمات سے رحلت فرماگئین اور تا وقت وفات ان حضرات سے ناراض رہین۔

ام المومنین حضرت عائشہ نے بہ حیلہ خونبہاے حضرت عثمان رض اپنی شفقت مادرانہ کا اظہار علی رؤس الاشہاد اس طرح کیا کہ نفس رسول پر جس کی شان مین رسول اللہ نے "لحمک لحمی ودمک دمی" ارشاد فرمایا تھا ایک لشکر بغاوت اثر وضلالت نشان کی سپہ سالار بنکر چڑھائی کی اور بہ نفس نفیس خاص معرکۂ جنگ کے وقت ایک شاندار شتر پر سوار اور قلب لشکر مین رونق افروز ہوکر اہل لشکر کو جوش دلا رہی تھین۔ حالانکہ حضرت عثمان رض کی ہلاکت کا باعث آپ ہی تھین اور ان پر اسقدر غیظ وغضب کیا کرتی تھین کہ ایک یہودی سے تشبیہ دیکر طعن فرمایا کرتی تھین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد سوم صفحہ ۱۵ مین ہے:۔

"عائشہ تا در مدینہ بود در شان عثمان می گفت لعن اللہ نعثلا وقتل نعثلا

اسی طرح نواسۂ رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کی نعش مبارک اُن کے نانا کے حجرہ
مین دفن ہونے دی بلکہ ایک جمعیت ہمراہ لیکر اور خچر پر سوار ہوکر جنازہ پر تیرون کا منہ برسوایا۔ اصحاب
ثلثہ نے اپنے استحکام خلافت کے لئے خاندان بنی اُمیہ کو ہر طرح کی تقویت اور عروج دیا حالانکہ اللہ
جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین شجرۂ ملعونہ جو فرمایا ہے اُس سے مُراد بنی امیہ ہین اور اپنے حبیب
کو رویاے صادقہ مین دکھا دیا کہ بنی امیہ منبر رسالت پر مثل بندرون کے کود رہے ہین اِس خواب سے
آنحضرتؐ پر اسقدر غم و ملال طاری ہوا کہ پھر اسکے بعد آپنے تبسم نہین فرمایا۔ ہر چند کہ آیۂ شریفہ
اصحاب کے سامنے نازل ہوچکی تھی۔ اس خواب سے آپنے اُنھین آگاہ بھی کر دیا تھا۔ با این ہمہ اپنے
عہد خلافت مین محض خاندان رسالت کے مٹانے اور برباد کرنے کی غرض سے نہ صرف اس قوم کو
رسوخ و عروج دیا بلکہ خلیفہ دوم صاحب اپنے جیتے جی خلافت بھی بنی امیہ مین منتقل کر گئے آخر
ان کا مقصد حاصل ہوا کہ جناب امیر المومنینؑ کے مسند نشین خلافت ہوتے ہی امیر معاویہ نے علانیہ
جنگ و جدل کی اور اپنے عہد خلافت مین ان جناب پر سب و شتم کے بارے مین احکام صادر کیے
جس پر اسی سال تک علانیہ خاص مسجد الحرام و دیگر کل مساجد مین بالاے منبر جناب امیر و جناب
حسنین علیہم السلام پر تبرا ہوتا رہا۔ یہ تبرا خطبہ مین پڑھا جاتا تھا۔ اسکو عمر بن عبد العزیز نے خطبہ سے
خارج کر دیا اور بجاے اس کے آیت قرآنی شامل کی۔

اُنکے فرزند رشید یزید جب تخت نشین ہوے ان کے دست خزان سے تو گلستان مصطفوی و
بوستان مرتضوی ایسا پامال ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا تاراج ہوگیا۔

غرضکہ آل رسول کی تباہی و بربادی کا وہ مستحکم سنگ بنیاد رکھا کہ ان کے جانشین یکے بعد دیگرے
بفحواے شعر "خشتِ اول چون نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج"